حصہ اول

4 کلر تصویری البم

غزہ پر اسرائیل کے مظالم لمحہ بہ لمحہ

غزہ کے آنسو

مؤلف جامع ومرتب

مولانا ارسلان بن اختر میمن حفظہ اللہ

مکتبہ ارسلان
بنوری ٹاؤن، کراچی۔
فون:0333-2103655

نام کتاب .... غزہ کے آنسو

مولف .... مولانا ارسلان بن اختر

اشاعت اوّل .... اکتوبر 2004

2023

ملنے کا پتہ:

کراچی: مکتبہ بخاری گلستان کالونی، لیاری فون 7520385۔ نفیس اکیڈمی اردو بازار، کراچی۔
بیت القرآن اردو بازار، کراچی۔ صدیقی ٹرسٹ نزد لسبیلہ چوک۔ اقبال بک ڈپو (اقبال نعمانی صدر)۔
اسلامی کتب خانہ نزد بنوری ٹاؤن۔ دار الاشاعت اردو بازار، کراچی۔ علمی کتاب گھر اردو بازار، کراچی۔

لاہور: مکتبہ رحمانیہ غزنی اسٹریٹ اردو بازار، لاہور۔ ادارہ اسلامیات انارکلی بازار، لاہور
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار، لاہور۔

راولپنڈی: مکتبہ رشیدیہ مدینہ مارکیٹ، راجہ بازار، راولپنڈی۔

عرضِ مولف

غزہ فلسطین کا محافظ شہر ہے جس کا رقبہ 45 کلومیٹر اور
آبادی تقریبا 22 لاکھ ہے یہ دنیا کی سب سے بڑی اوپن
ایئر جیل ہے یہ ایسی جیل ہے کہ اس کی چار دیواری اور
چھت تو نہیں لیکن اس میں 22 لاکھ مسلمان مظلوم قیدی
موجود ہیں ان میں بیشتر وہ قیدی بھی ہیں جن کی زمینوں
پر اسرائیل نے قبضہ کیا، ان کے مکانات کو گرایا، ان پر
ظلم کیے اور ان کے عزیز و اقارب کا قتل عام کیا تو یہ لوگ
پناہ کے لیے آہستہ آہستہ غزہ شہر میں آباد ہوتے چلے گئے
فلسطین کے 80 فیصد رقبے پر اسرائیل قابض
ہے لہذا غزہ اطراف میں یہودیوں سے گھرا ہوا
ہے اور یہ لوگ بجلی، صاف پانی، میڈیکل،
ایندھن، اشیائے خوردونوش غرض بنیادی

زندگی کے لیے یہ لوگ اسرائیل کی اجازت کے پابند ہیں اور اسرائیل جب چاہتا ہے ان پر میزائلوں کی بارش کرتا ہے اور جب چاہتا ہے ان پر ضروریات زندگی کو روک دیتا ہے غزہ کے ایک طرف سمندر اور دو اطراف میں اسرائیل کا قبضہ کردہ خشک حصہ ہے جبکہ شہری حصہ مصر کی سرحد سے ملا ہوا ہے اس جیل کا سب سے المناک پہلو یہ ہے کہ سمندر کی طرف والے حصے میں اسرائیلی کشتیاں ہیں جو ان کو سمندر کی طرف سے آمد و رفت سے روکتی ہیں اور جو حصہ مصر سے لگتا ہے اس سے بھی فلسطینیوں کو درآمد اور برآمد کی اجازت نہیں ہے مصری حکومت جب چاہتی ہے اس کو کھولتی ہے اور جب چاہتی ہے اس کو بند کر دیتی ہے

غزہ کی پٹی پر حماس اور اسلامی جہاد نامی تنظیم کا اثر و رسوخ
ہے جو غزہ کے مسلمانوں کی مدد کے لیے ہر لمحہ اپنی جان
اور مال کی قربانی دے کر جہاد کرتے ہیں کیونکہ مسلمان
ممالک امریکہ اور اسرائیل کے ڈر سے خاموش تماشائی بنے
بیٹھے ہوئے ہیں اس کتاب میں احقر نے اسرائیل کے غزہ
پر ہونے والے مظالم کو لمحہ بہ لمحہ تصاویر کے ساتھ دکھانے
کی کوشش کی ہے تاکہ لوگوں کے سامنے حقائق اور اسرائیلی
یہودیوں کے مظالم واضح ہو جائیں کیونکہ دجالی میڈیا اور ان
کے آلہ کار جن میں پاکستان کے چند منافق صحافی بھی شامل
ہیں جو کہ غزہ سے اسرائیل پر ہونے والے حالیہ اٹیک پر
یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ اسرائیل مظلوم ہے اور غزہ کے
مسلمان ظالم ہیں اس کتاب کے منظر عام پر آنے کے بعد

جو بھی منافق سازش کرنا چاہے گا ناکام ہو جائے گا انشاء اللہ
اور اس سے لوگوں پر حقیقت عیاں ہو جائے گی اس کتاب
کے مطالعہ سے انشاء اللہ آپ کو فلسطین کی تاریخ، یہودیوں کی
سازشیں، غزہ پر اسرائیلی بمباری کے خوفناک نتائج، مساجد
کی تباہی، مکانات کی تباہی، ہزاروں عورتوں، نوجوانوں
حتی کہ ہزاروں بچوں کی شہادت، اسکولوں کالجوں پر کیمیائی
ہتھیاروں کے استعمال غزہ کے ہسپتالوں، بجلی گھر اور زرعی
زمینوں پر حملے غزہ کے پانی میں زہریلا مواد ملانے کی
سازشیں معلوم ہوں گی آخر میں ایک گزارش ہے کہ ہم
وہاں پہنچ کر غزہ کے لوگوں کی مدد تو نہیں کر سکتے مگر کم از
کم یہیں بیٹھ کر ان کے حق میں آواز اٹھا سکتے ہیں دعائیں
کر سکتے ہیں یہ کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جس کے
ذریعے اسرائیل کے یہودیوں کا مکروہ چہرہ پوری دنیا کے

سامنے لانے کی کوشش کی گئی ہے لہذا اس کتاب کی PDF
کو واٹس ایپ اور دیگر سوشل میڈیا کے ذریعے پھیلا کر اپنے
مسلمان ہونے کا ثبوت دیں نوٹ یہ کتاب 2014 میں
اسرائیل کے غزہ پر حملہ کے بعد لکھی گئی تھی لیکن چند
وجوہات کی بنا پر یہ کتاب شائع نہیں کی جا سکی اب 2023
میں غزہ کے جوابی حملے کے بعد اس کو PDF کی صورت
میں لایا گیا ہے امید کرتا ہوں کہ یہ کتاب میری دیگر کتب
کی طرح آپ کو پسند آئے گی اگر ایسا ہو تو ضرور مجھے اور
میرے گھر والوں کو اور اس میں معاونت کرنے والے
ساتھیوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں
العرض محمد ارسلان بن اختر حفظ اللہ

کان اللہ لہ عوضا عن کل شئ

باب نمبر:1

فلسطین کی تاریخی معلومات

رقبہ:2700 مربع کلومیٹر

آبادی: تقریباً50لاکھ

آبادی کا تناسب: یہودی: 80 فیصد، مسلمان:16 فیصد، عیسائی:4فیصد

گنجانی:161.9افراد فی مربع کلومیٹر

زبانیں: عربی،عبرانی اور مختلف یورپی زبانیں

سرکاری زبان: عبرانی وعربی

قابل زراعت اراضی:17 فیصد

معدنیات: پوٹاشیم،تانبا،فاسفیٹ،مینگانیز،گندھک

دارالحکومت: القدس یا بیت المقدس (یروشلم)۔

سلطۂ فلسطینیہ (فلسطینی اتھارٹی) کا عارضی دارالحکومت: رام اللہ

نظام حکومت: پارلیمانی جمہوریہ

سکہ: شیکل (اسرائیلی)

فلسطین کا محل وقوع اور طبعی حالت

فلسطین (Palestine) بحیرۂ روم کے جنوب مشرقی ساحل پر واقع ہے۔ اس کے شمال میں لبنان، شمال مشرق میں شام (سوریا)، مشرق میں دریائے اردن، بحیرۂ مردار اور اردن، جنوب میں خلیج عقبہ، جنوب مغرب میں جزیرہ نمائے سیناء (مصر) اور مغرب میں بحیرۂ روم (Sea Mediterranean) ہے۔ فلسطین کا تنگ ساحلی میدان شمال سے جنوب کی طرف پھیلتا گیا ہے، جس کے مشرق میں پہاڑ اور سطح مرتفع ہے۔ شمال میں جبال الجلیل (Galilee Hills) اور وسط میں جبال نابلس اور جبال الخلیل واقع ہیں۔ جبال الجلیل کی بلند ترین چوٹی ''جبل الجرمق'' 1208 میٹر بلند ہے، جبکہ جبال الخلیل کی چوٹی ''جبل الخلیل'' 1027 میٹر اونچی ہے۔

ان پہاڑوں کے درمیان تاریخی شہر بیت المقدس یا القدس (یروشلم) واقع ہے۔ جنوب میں صحرائے نقب ہے جو بئر سبع سے خلیج عقبہ تک پھیلا ہوا ہے۔ مشرق میں دریائے اردن کا نشیب ہے جو غور الاردن (Jordan Rift Valley) کہلاتا ہے۔ مغربی ساحلی پٹی پر عکا، حیفا، قیساریہ، یافا، عسقلان اور غزہ کے تاریخی شہر واقع ہیں۔ شمال مشرق میں دریائے اردن کے طاس میں جھیل طبریہ (بحیرۂ گلیلی) واقع ہے اور کچھ نیچے شام سے آنے والا دریائے یرموک دریائے اردن سے آملتا ہے۔

دنیا کا پست ترین علاقہ فلسطین میں

روئے زمین پر پست ترین مقام بحیرۂ مردار (عربی میں البحرالمیت، Dead Sea) ہے۔ اس کی سطح عالمی سطح سمندر سے 406 میٹر نیچے ہے۔ اسی طرح شمال میں جھیل طبریہ سطح سمندر سے 209 میٹر نیچے ہے۔ اس جھیل کے مغربی کنارے طبریہ شہر (بائبل گلیل Galilee) آباد ہے۔ دریائے اردن فلسطین اور اردن کی سرحد بناتا ہے۔

فلسطین کی قدیم تاریخ

فلسطین کے قدیم باشندے حتی (Hittites)، کنعانی (Canaanites) اور فلستی (Palestines) تھے، جو فلسطینی عربوں کے آباؤ اجداد تھے۔ ان کے نام پر یہ ملک فلسطین یا کنعان کہلایا۔ 1800 ق م کے لگ بھگ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام عراق سے ہجرت کر کے فلسطین پہنچے۔ انہوں نے وسطی فلسطین میں جس پہاڑی پر قیام کیا وہاں بعد میں ان کے پوتے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے مسجد تعمیر کی جو بیت ہمقدش یا بیت المقدس کہلائی۔ اس کے ارد گرد شہر بس گیا تو وہ بھی بیت المقدس کے نام سے مشہور ہوا۔ اگرچہ 1400 ق م کے لگ بھگ اس کا اصل نام اور وسلم (Urusalim) یعنی "سلامتی کا شہر" تھا۔ اس کے ارامی نام "یروشلیم" اور سریانی نام "اورشلیم" کے بھی یہی معنی ہیں۔ اسی سے یروشلم (Jerusalem) ماخوذ ہے۔

فلسطین سے حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائی کی مناسبت

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے فرزند حضرت اسحٰق علیہ السلام بیت المقدس کے جنوب میں حبرون (Hebron) میں مقیم رہے جو آج کل الخلیل کہلاتا ہے۔ یہیں حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کے بارہ بیٹے رہتے تھے۔ ان میں سے حضرت یوسف علیہ السلام سب سے حسین اور باپ کو بہت پیارے تھے۔ ان کے ایک خواب کی بنا پر 10 بڑے بھائیوں کو حسد ہوا اور وہ حضرت یوسف علیہ السلام کو جنگل میں ایک ویران کنویں میں پھینک آئے۔ ایک قافلہ انہیں وہاں سے نکال کر مصر لے گیا اور شاہ مصر کی بیوی زلیخا کے ہاتھ بیچ دیا۔ وہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اقتدار عطا کیا۔ قحط کے زمانے میں ان کے بھائی دوبارہ کنعان (فلسطین) سے غلہ لینے مصر آئے اور ایک دوسرے کو پہچانا۔ تب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بوڑھے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام اور سارے خاندان کو مصر بلا لیا۔

بنی اسرائیل مصر سے فلسطین تک

حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب اسرائیل تھا، اس لیے ان کی اولاد بنی اسرائیل کہلائی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بڑے بیٹے یہودا کے نام پر انہیں یہود (واحد "یہودی") بھی کہا جاتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے ذریعے مصر میں بنی اسرائیل کو عروج حاصل ہوا، مگر ڈیڑھ دو سو سال بعد مصر کے اصل باشندوں قبطیوں نے اقتدار پر قبضہ کر کے بنی اسرائیل کو اپنا غلام بنا لیا۔ پھر کم و بیش 300 برس تک بنی اسرائیل قبطیوں کے ظلم و ستم سہتے رہے، حتیٰ کہ اللہ کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں فرعون مصر سے نجات دلائی۔ فرعون "منفتاح ابن رعمسیس" ثانی ان کا تعاقب کرتے ہوئے بحیرۂ قلزم کی ایک کھاڑی (بحیرات مرہ) میں غرق ہو گیا۔ یہ واقعہ 1224 ق م میں پیش آیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے ہمراہ دشت سیناء سے گزر کر فلسطین کا رخ کیا۔ راہ میں کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے تورات عطا کی۔ جنوبی فلسطین میں کوہ ہور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بڑے بھائی اور اللہ کے نبی حضرت ہارون علیہ السلام نے وفات پائی۔

دشت تیہ میں من و سلویٰ

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو فلسطین فتح کرنے کی ترغیب دی تھی تو اس نافرمان قوم نے صاف کہہ دیا: "اے موسیٰ! تو اور تیرا رب دونوں جاؤ اور (ہمارے دشمنوں سے) لڑو۔ ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔"

اس پر سزا کے طور پر وہ 40 برس تک دشت تیہ (صحرائے سیناء) میں بھٹکتے پھرتے رہے۔ وہیں ان پر آسمان سے من اور سلویٰ نازل ہوا تھا۔ من ایک طرح کی میٹھی ڈش تھی جو رات کو ریت پر جم جاتی تھی اور سلویٰ ایک قسم کے بٹیر تھے جو ان کے آس پاس آن اترتے تھے اور وہ شکار کر لیتے تھے۔

بنی اسرائیل فلسطین میں

حضرت موسیٰ علیہ السلام اب بنی اسرائیل کو مواب (اردن) میں لے آئے جہاں کوہ نبو پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وفات پائی۔ ان کے بعد ان کے خلیفہ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام بھی نبی تھے۔ ان کی قیادت میں بنی اسرائیل نے فلسطین فتح کر لیا۔ پھر دسویں صدی ق م میں حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام ان کے نبی اور بادشاہ ہوئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے تو جن اور حیوانات سب مطیع تھے۔ یمن کی ملکہ بلقیس نے بھی ان کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے مسجد بیت المقدس (مسجد اقصیٰ) تعمیر کی۔ جسے یہودی ہیکل سلیمانی کہتے ہیں۔ اس کا عبرانی نام بیت ہمقدش تھا جسے عربی میں بیت المقدس کہا جاتا ہے۔

یہودیہ اور اسرائیل اور ان کی باہمی جنگیں

حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد ان کی سلطنت دو حصوں میں بٹ گئی: جنوب میں یہودیہ اور شمال میں اسرائیل۔ یہاں سے یہود کی نافرمانیوں اور غیر قوموں کے غلبے کی شکل میں عذاب الٰہی کے طویل سلسلے کا آغاز ہوتا ہے۔ یہودیہ کا دارالحکومت یروشلم (بیت المقدس) تھا اور اسرائیل کا سامریہ۔ 722 ق م میں عراق و شام کے اشوری بادشاہ سارگون دوم نے ریاست اسرائیل پر قبضہ کر لیا۔ پھر 597 ق م میں بابل (عراق) کے بادشاہ بخت نصر نے یروشلم کو برباد کیا اور 60 ہزار یہودیوں کو قید کر کے عراق لے گیا جن میں حضرت دانیال علیہ السلام بھی تھے۔

جب یہودیہ کے بادشاہ صدقیاہ نے بغاوت کی تو بخت نصر پھر حملہ آور ہوا اور 586 ق م میں یروشلم کو تباہ کر کے ہیکل سلیمانی مسمار کر دیا۔ وہ ایک لاکھ یہودیوں کو غلام بنا کر عراق لے گیا۔ سورۃ بنی اسرائیل (آیت 5) میں اس تباہی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ پھر حضرت یوسیاہ علیہ السلام نے آ کر ان کی بت پرستی کا خاتمہ کیا۔ 539ء میں شاہ ایران کوروش اعظم (سائرس) نے بابل فتح کیا، تو یہودیوں کو رہائی ملی، چنانچہ انہوں نے فلسطین واپس آ کر ہیکل سلیمانی دوبارہ تعمیر کیا۔

پہلی صدی ق م میں اٹلی کے بت پرست رومی فلسطین پر قابض ہو گئے۔ رومی جرنیل ٹائٹس نے 70ء میں یہودیوں کی بغاوت کچل کر یروشلم اور ہیکل سلیمانی تباہ کر دیئے۔ سورۃ بنی اسرائیل کی آیت 7 میں اس تباہی کا ذکر ہے، جس میں 6 لاکھ یہودی مقتول اور ہزاروں اسیر ہوئے۔ رومیوں نے ملک کا نام فلسطین (Palaestina) اور یروشلم کا نام ایلیا (Aelia) رکھ دیا۔ 132-35ء میں یہودیوں نے پھر بغاوت کی تو شہنشاہ ہیڈرین نے انہیں جلا وطن کر دیا۔ پھر یہودیوں کو 200 سال تک یروشلم (ایلیا) میں داخل ہونے کی اجازت نہ ملی۔ دریں اثنا یہودی ملک عرب، کوہ قاف اور افریقہ کی طرف نکل گئے۔ خیبر اور یثرب میں یہود اسی زمانے میں آ بسے تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور یہودیوں کی خباثت

رومی بادشاہ آگسٹس سیرز (27 ق م تا 14ء) کے زمانے میں 6-5 ق م کے لگ بھگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیت لحم میں پیدا ہوئے جو بیت المقدس سے 5 میل جنوب مغرب میں ایک قصبہ ہے۔ آپ یہودیوں کی اصلاح کے لیے مبعوث ہوئے، مگر ان بدبختوں نے آپ کی تعلیم و تبلیغ کی شدید مخالفت کی۔ انہوں نے یہودیہ کے رومی گورنر پونتس پیلاطس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دینے کے احکام جاری کروا لئے اور اناجیل کے مطابق 29ء میں یروشلیم کے قریب گلگتا کے مقام پر حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو صلیب پر چڑھا دیا گیا، جبکہ قرآن نے یہ کہہ کر اس کی تردید کی ہے کہ ''انہوں نے نہ انہیں قتل کیا اور نہ سولی دی...... بلکہ انہیں اللہ نے اپنی طرف (آسمان پر) اٹھا لیا۔''

(النساء 158,157:4)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آپ کے حواریوں نے آپ کی تعلیمات کا اردگرد کے ممالک میں پرچار کیا، مگر یہودی نژاد پال (پولوس) نے جلد ہی دین عیسوی میں کفارہ اور ابنیت مسیح کے عقیدے شامل کر کے اسے مشرکانہ مذہب بنا دیا۔

فلسطین میں عیسائیت

تیسری صدی عیسوی تک عیسائیت اقلیت کا مذہب تھا۔ رومی شہنشاہ قسطنطین اعظم (306-337) نے عیسائیت قبول کی، تو اس کی والدہ ہیلینا نے یروشلم میں قبرمسیح کا گرجا (Holy Sepulchre) تعمیر کرایا۔ اب عیسائیت سلطنت روم کا سرکاری مذہب قرار پایا تو فلسطینی باشندوں نے بھی یہی مذہب اختیار کرلیا۔ عیسائیوں نے یہود دشمنی میں صخرہ (چٹان) پرکوڑا کرکٹ پھینکنا شروع کر دیا جو کہ مسمار شدہ ہیکل کی جگہ موجود تھا اور یہودیوں کا قبلہ تھا۔

عیسائیوں کی یہ حرکت یہودیوں کے جواب میں تھی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مبینہ قبر پر گندگی پھینکتے تھے۔ اسی لیے اس جگہ کو قمامہ (گندگی) کہا جاتا تھا۔ بعد میں اس جگہ عیسائیوں نے گرجا بنالیا جو ''کنیسہ قمامہ'' کے نام سے مشہور ہوا، اسے مسیحی عقیدے کے مطابق کنیسۃ القیامہ (مسیح کے جی اٹھنے کا گرجا) بھی کہا جاتا ہے۔

غزہ کی پٹی (Gaza Strip) دنیا کی سب سے بڑی جیل

فلسطین کا یہ ٹکڑا بحیرۂ روم کے ساحل کے ساتھ ساتھ 40 کلومیٹر تک پھیلا ہوا ہے۔ یہ مشرق، شمال مشرق اور جنوب میں اسرائیل سے گھرا ہوا ہے۔ اس کے جنوب مغرب میں جزیرۂ نمائے سینا (مصر) واقع ہے۔ اس کا رقبہ تقریباً 360 مربع کلومیٹر ہے۔ یہاں غزہ، رفح اور خان یونس نامی شہر ہیں۔ غزہ کی پٹی کی آبادی 15 لاکھ ہے اور اسے دنیا کی سب سے بڑی جیل کہا جاتا ہے، کیونکہ فلسطین کے بیشتر علاقوں پر قابض اسرائیل نے اس کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ یہاں ایک تہائی سے زیادہ آبادی (35%) مہاجر کیمپوں میں مقیم ہے۔ 1948ء کی عرب اسرائیل جنگ میں مصر نے غزہ کا علاقہ یہودیوں کے تسلط سے بچالیا تھا، تاہم جون 1967ء کی 6 روزہ جنگ میں اسرائیل نے مصر سے غزہ چھین لیا۔ معاہدہ اوسلو (1993ء) کے مطابق مئی 1994ء میں اسرائیلی فوجیں غزہ سے نکل گئیں۔ ان دنوں غزہ فلسطینی تنظیم حماس (حرکت مقاومت اسلامیہ) کے کنٹرول میں ہے، جبکہ اسرائیلی طیارے آئے دن وہاں بمباری کرتے رہتے ہیں۔

فلسطین ہزاروں انبیاء کرام علیہم السلام کا مسکن رہا ہے! مختصر تحریر

مختصر یہ کہ بیت المقدس میں قدم قدم پر انبیاء کرام علیہم السلام کے مقبرے اور مقدس مقامات ہیں، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ (رام اللہ) میں 300 سے زائد پیغمبر، نابلس سے بیت المقدس کی سڑک پر ایک چھوٹے سے قصبے میں 70 سے زائد انبیاء، جبکہ شہید خلیل اللہ کے قریب گاؤں میں حضرت لوط علیہ السلام کے علاوہ 60 انبیاء۔ طبریہ میں حضرت ابو ہریرہ اور لقمان حکیم کے علاوہ 70 سے زائد انبیائے کرام مدفون ہیں۔ اسی طرح حبرون میں حرم خلیل اللہ کے تہہ خانے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے مزارات ہیں۔ بیت اللحم بیت المقدس کا انتہائی اہم علاقہ ہے جہاں ان گنت پیغمبر مدفون ہیں۔ تیسرا اہم قصبہ ناصریہ ہے، جو طبریہ سے 13 میل کے فاصلے پر ہے۔ پہلے حضرت مریم علیہا السلام یہیں رہتی تھیں۔ بیت المقدس سے 25 میل دور شمال میں ایک اور قصبہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام ہے، جہاں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا روضہ شریف ہے۔ بیت المقدس سے کچھ ہی فاصلے پر عبرہ نامی ایک قصبہ ہے، جہاں قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا تھا۔

طور سینا نامی قصبہ صحرائے سینا میں طور سینا کی چوٹی پر واقع ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت عطا ہوئی۔ غش کھانے سے پہلے انہوں نے اللہ تعالیٰ کی تجلی دیکھی ''غزہ'' ساحل بحر فلسطین کا مشہور شہر ہے، لیکن یہاں پر سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پردادا ہاشم بن عبد مناف دفن ہیں۔ طبریہ اور بیروت کے درمیان وہ کنواں ہے جس میں حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے دانستہ پھینک دیا تھا، یہ کنواں آج کل ایک مسجد کے صحن میں موجود ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام اور ان کے والد کفریا کے قصبے میں مدفون ہیں، جبکہ حضرت ہود علیہ السلام اور حضرت عزیر علیہ السلام کے مقبرے بھی یہیں پر ہیں۔ اس طرح اربد یا اربل خطیرہ کا نواحی علاقہ ہے۔ جہاں پر حضرت ایوب علیہ السلام کے چار بیٹوں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے مقبرے ہیں۔

شہر نابلس میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا کھودا ہوا کنواں ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے یہاں پر نماز ادا کی۔ القدس اور مسجد ابراہیم کے درمیان کے علاقے میں حضرت آدم علیہ السلام مدفون ہیں۔ ساحل سمندر پر عسکہ نامی قصبے کے بارے میں روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے یہاں کھیتی باڑی کی تھی۔ یہاں ایک عین البقر کے نام سے چشمہ ہے۔ روایت کے مطابق یہ چشمہ حضرت آدم علیہ السلام کا نکالا ہوا ہے۔ بیت اللحم میں کھجور کا وہ درخت ابھی تک موجود ہے جس کا پھل حضرت مریم علیہا السلام نے کھایا تھا۔ روایت کے مطابق حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی چلتی ہوئی انبیاء کی سرزمین القدس کے مقام پر پہنچ کر احتراماً رک گئی۔ یہاں پر ایک چھوٹی سی مسجد مہد مسیح کے نام سے مشہور ہے۔ روایت کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسی جگہ شیر خوارگی میں لوگوں سے گفتگو فرمائی تھی۔

افسوس ناک امر تو یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام سے منسوب یہ خطہ زمین گزشتہ کئی سالوں سے یہودیوں کی چیرہ دستیوں اور حشر سامانیوں کا شکار چلا آرہا ہے۔ یہودی جو خود کو دنیا کا حاکم تصور کرتے ہیں۔ امریکا سمیت بڑی طاقتوں کے ایماء پر فلسطین میں بسنے والے مسلمانوں پر گزشتہ 60 سالوں سے عرصہ حیات تنگ کئے ہوئے ہیں۔ فلسطینیوں کو اپنی ہی سرزمین سے بزور طاقت بے دخل کر کے گھر سے بے گھر کردیا گیا ہے۔ حالانکہ سرزمین عرب پر 40 سے 50 کروڑ مسلمان بستے ہیں۔ لیکن مسلمان ریاستوں کے تقریباً سبھی حکمران بڑی طاقتوں کے گماشتوں کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔

ہر روز فلسطین کے نہتے شہریوں پر ہوائی جہازوں، میزائلوں اور ٹینکوں سے بے دریغ فائرنگ کی جاتی ہے۔ درجنوں فلسطینی بچے، عورتیں اور مرد یہودیوں کی اس فائرنگ کا نشانہ بنتے ہیں، لیکن فلسطینیوں کی قربانیاں بھی مسلمان حکمرانوں کے مردہ ضمیر میں زندگی پیدا نہیں کرسکتی۔ فلسطین کی آزادی کا خواب دیکھنے والے حماس کے رہنما شیخ احمد یاسین، زنتیسی سمیت 150 لیڈروں کو اسرائیل دیدہ دلیری سے شہادت کا جام نوش کروا چکا ہے۔ یاسر عرفات کو بھی زہر دینے کا الزام اسرائیل پر لگ چکا ہے۔ یہ شہادتیں بھی آزادی کا خواب پورا کرنے سے قاصر ہیں۔

(حوالہ فلسطین کب آزاد ہوگا 8 تا 9)

فلسطینی شہروں اور مقامات کے نام

عربی	انگریزی	اردو
القدس	Jerusalem	بیت المقدس، یروشلم
الخلیل/حبرو	Hebron	الخلیل
اریحا	Jericho	اریحا/ جریکو
یافا	Yafo/jaffa	یافا
عسقلان	Ashqelon/Eshkelon	عسقلان
رام اللہ	Ramalla	رام اللہ
غزہ	Gaza	غزہ
بئر سبع	Beersheba	بئر سبع/ بیر شیبا
الجلیل	Galiee	گلیلی/گلیل
طبریۃ	Taberias	طبریہ
عکا	Achre	عکا
اردن	Jordan	اردن
تل ابیب	Tel Aviv	تل ابیب
بحیرۃ طبریہ	Sea of Galilee	جھیل طبریہ/ بحیرۂ گلیلی
بیت لحم	Bethelem	بیت لحم

کیا آپ جانتے ہیں؟
فلسطین کا شہر اریحا (جیریکو) دنیا کا قدیم ترین شہر ہے جو 7 ہزار سال سے مسلسل آباد ہے؟

ایسا سمندر جس میں کوئی جاندار زندہ نہیں رہ سکتا

بحیرۂ مردار ایک بند سمندر ہے اور اس میں نمکیات کی اس قدر کثرت ہے کہ اس میں مچھلیاں اور دیگر جاندار زندہ نہیں رہ سکتے۔ اس کے پانی کی کثافت زیادہ ہونے کے باعث انسان اس میں ڈوبتا نہیں۔ اس سمندر سے فاسفیٹ حاصل کیا جاتا ہے۔

(تحریر: محسن فارانی)

فلسطین کا مغربی کنارہ: غرب اردن

غرب اردن (West Bank) کا علاقہ دریائے اردن اور بحیرہ مردار کے مغرب میں واقع ہے۔ اس کے مشرق میں دریا پار اردن اور شمال مغرب اور جنوب میں اسرائیل ہے۔ بیت المقدس (مشرقی یروشلم)، الخلیل، نابلس، اریحا اور بیت لحم اس کے مشہور شہر ہیں۔ 1994ء سے غرب اردن کے بڑے شہروں کا انتظام سلطۃ فلسطینیہ (فلسطینی اتھارٹی) کے پاس ہے، جبکہ بیشتر علاقہ اسرائیل کے تسلط میں ہے۔ اس کا رقبہ تقریباً 5640 مربع کلومیٹر اور آبادی تقریباً 21 لاکھ ہے۔

1948ء کی جنگ میں اردن نے غرب اردن اور بیت المقدس کو اسرائیل کے قبضے میں نہیں جانے دیا تھا، تاہم 1967ء کی جنگ میں یہودی فوج نے بیت المقدس سمیت غرب اردن پر قبضہ جمالیا۔ 1994ء میں اریحا کا قبضہ تنظیم آزادئ فلسطین (PLO) کو دیا گیا۔ ستمبر 1995ء میں اسرائیل اور پی ایل او میں ایک معاہدے پر دستخط ہوئے جس کی رو سے مغربی کنارے کی حکومت خود اختیاری پی ایل او کو سونپی جانی تھی، تاہم اسرائیل نے اس معاہدے کا پاس نہیں کیا اور غرب اردن کا 60 فیصد علاقہ اب بھی اسرائیل کے براہ راست کنٹرول میں ہے۔ پی ایل او کے زیر انتظام غرب اردن (فلسطین) کا عارضی دارالحکومت رام اللہ ہے جو بیت المقدس کے شمال میں واقع ہے، مگر سکہ وہاں بھی اسرائیل کا چلتا ہے۔

مقبوضہ فلسطین (اسرائیل)

نومبر 1947ء میں مغربی مسیحی طاقتوں کی سازش سے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ناجائز طور پر فلسطین کو تقسیم کر دیا۔ اس تقسیم میں ساڑھے 12 لاکھ فلسطینیوں کو 45 فیصد علاقہ دیا گیا، مگر سوا 6 لاکھ یہودیوں کو 55 فیصد رقبہ دے دیا۔ اس پر فریقین میں لڑائی چھڑ گئی جس میں منظم یہودی یورپ کے جدید ترین اسلحے کے ساتھ فلسطین کے 78 فیصد علاقے پر قابض ہو گئے، تاہم مشرقی یروشلم (بیت المقدس) اور غرب اردن پر اردن قابض ہو گیا اور غزہ مصر میں شامل کر لیا گیا۔ جون 1967 کی جنگ میں اسرائیل نے بیت المقدس، غرب اردن اور غزہ کی پٹی مسلمانوں سے چھین لئے اور یوں فلسطین کا 100 فیصد علاقہ یہودیوں کے قبضے میں چلا گیا۔

باب نمبر 2

یہودی کون؟

جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا تو کرۂ ارض پر دو قسم کے لوگ آباد تھے: ایک اہل کتاب، دوسرے وہ جن کے پاس کوئی کتاب نہیں تھی اور جن کو زنادقہ کہا جاتا تھا۔ اہل کتاب میں سے ایک گروہ جس کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں ''مغضوب علیھم'' کا خطاب دیا، یعنی ''یہود''...... جو اس باب کا خاص موضوع ہیں۔

یہود سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی آل میں سے تھے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے دو بیٹے تھے۔ سیدنا اسماعیل علیہ السلام اور سیدنا اسحاق علیہ السلام اور یہ دونوں پیغمبر تھے۔ سیدنا اسحاق علیہ السلام کے بھی دو ہی بیٹے تھے۔ عیسو اور یعقوب علیہ السلام۔ سیدنا یعقوب علیہ السلام پیغمبر تھے اور ان کا لقب ''اسرائیل'' تھا جس کے معنی عبداللہ، یعنی اللہ کا بندہ ہیں۔ سیدنا یعقوب علیہ السلام کے 12 بیٹے تھے۔ ان میں سے ایک سیدنا یوسف علیہ السلام تھے جو بڑے ہی اولوالعزم پیغمبر تھے اور ان کے سب سے بڑے بھائی کا نام ''یہودا'' تھا۔ ''یہودی'' کا لفظ انہی کے نام سے ماخوذ ہے۔ بعد میں یہی بنی اسرائیل کہلائے۔ ان سب کا دین، دین حنیف، اسلام ہی تھا۔

بنی اسرائیل جب بھی دین کے معاملے میں انحراف کا شکار ہوئے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فوراً ان کی اصلاح کے لیے پیغمبر بھیجے، جن کی تعداد کم وبیش 4 ہزار کے قریب ہے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے بھی پیغمبر آئے وہ سارے کے سارے سیدنا یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ سیدنا اسحاق، سیدنا یعقوب، سیدنا یوسف، سیدنا موسیٰ، سیدنا ہارون، سیدنا داؤد، سیدنا سلیمان، سیدنا دانیال، سیدنا عزیر، سیدنا یحیٰی اور سیدنا زکریا علیہم السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر سب کے سب بنی اسرائیل ہی سے تھے اور یہودی ان سب کو نبی مانتے ہیں، البتہ وہ بنی اسرائیل کے آخری پیغمبر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی آل میں سے خاتم النبیین سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کو نہیں مانتے، تاہم وہ آخری نجات دہندہ Messiah (مسیح دجال) کے انتظار میں ہیں۔

دیوار گریہ: مشہور ہے کہ یہ دیوار حضرت سلیمان علیہ السلام کی عبادت خانہ کی بنیاد پر بنائی گئی۔ اس وجہ سے یہودی اس دیوار کو متبرک جان کر یہاں تورات کو پڑھتے اور عبادت کرتے ہیں۔

یہود پر احسانات وانعامات کا ذکر

''یہود'' ان کے بقول اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی سب سے لاڈلی قوم تھی۔ بہت سی لغزشتوں، کوتاہیوں کے باوجود اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمیشہ دنیوی اور اُخروی اصلاح کے لئے ان میں انبیاء کا سلسلہ جاری رکھا اور انہیں اس دور کی سیاسی اور مذہبی قیادت و سیادت سے نوازا ہوا تھا۔ اس دوران میں ان پر کئی انعامات اور احسانات کا سلسلہ بھی جاری رہا جو بنی نوع انسان کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بنی اسرائیل پر اپنی نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے: ''یقیناً ہم نے ان (بنی اسرائیل) کو رہنے کے لئے اچھی جگہ دی''۔

یعنی بلادِ فلسطین وشام جہاں بیت المقدس بھی ہے۔

ان ملعونوں پر کئے گئے احسانات و انعامات کی مختصراً تفصیل ملاحظہ کیجئے۔

1. اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سب سے پہلے ان کو فرعون کی بدترین غلامی سے نجات دلائی۔
2. ان کو سمندر سے خشک راستہ دیا۔
3. سمندر میں انہوں نے اپنے دشمنوں کے لشکر کو اپنی آنکھوں سے غارت ہوتے دیکھا۔
4. فرعون اور اس کے سرداروں کو قحط سالی میں مبتلا کر دیا۔
5. کمزور ہونے کے باوجود ان کو سلطنت اور بادشاہی عطا فرمائی، پھر دنیا کی اس وقت کی دیگر قوموں کے مقابلے میں ان کو فضیلت دی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اور وہ لوگ جو کمزور تھے، ہم نے ان کو زمین کے مشرق ومغرب کا وارث بنایا، جس میں ہم نے برکت دی''۔

6. ان کے لئے فلسطین فتح کرایا۔
7. انہی میں سے انبیاء اور رسولوں کو مبعوث فرمایا گیا۔
8. پھر انہی انبیاء کو بہت سے معجزات سے نوازا۔
9. اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں اپنے ہاتھوں سے لکھی ہوئی ''تورات'' دی جس میں ہر قسم کی ہدایت تھی۔
10. جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دینے کے لئے چالیس دن کے لئے کوہ طور پر بلایا گیا تو یہ ملعون بچھڑے کی عبادت میں مصروف ہوگئے۔ اس مشرکانہ حرکت پر سزا کے طور پر انہیں باہمی قتل کا حکم دے کر ان کی ''توبہ قبول'' کی گئی۔
11. ان کے بڑوں کے ایک گروہ کے لئے اللہ تعالیٰ سے بالمشافہ ملاقات کا اہتمام کیا گیا، مگر وہ تجلی برداشت نہ کر سکے اور جل کر بھسم ہوگئے۔
12. ان پر من وسلویٰ اتارا گیا اور پانی کے لئے صحرا میں ایک پتھر سے 12 چشمے جاری کر دیئے گئے۔

1 (یونس 93)　2 (الاعراف:137)

یہودیوں پر اللہ کا غضب کیوں؟

جب بنی اسرائیل نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ان تمام نعمتوں کی ناشکری کی، اور یہی ان کا اپنی جانوں پر ظلم کرنا تھا، تب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا غضب وغصہ ان پر نازل ہوا۔ ذلت اور مسکینی ان کا مقدر بنادی گئی۔ اہانت وپستی ان پر مسلط کردی گئی۔ ان سے جزیہ وصول کیا جانے لگا جو قرب قیامت تک جاری رہے گا۔ یہ تمام عذاب ان کے تکبر، عناد، حق کی قبولیت سے انکار، اللہ کی آیتوں کا انکار، انبیاء اور ان کے پیروکاروں کی اہانت اور ان کے قتل کی بنا پر تھا۔ قرآن مجید نے کھل کر ان کے قبیح جرائم کی تفصیلات بیان کی ہیں، خاص کر سورۃ البقرہ اور سورۃ المائدہ میں، یہاں اختصار کے ساتھ ان کے جرموں کا ذکر کیا جارہا ہے۔

جرمن نازیوں نے 40 کے عشرے میں 60 لاکھ یہودیوں کا قتل کیا تھا۔ یہ یہودیوں کا دعویٰ ہے۔ حقیقت میں اس کے اندر سچائی نہیں ہے۔ اسرائیلی حکومت اور پرانی نسل کے یہودی اپنی نئی نسل کو ہر وقت اس قتل عام کی یاددلاتے رہتے ہیں کہ کس طرح تم کو بکروں اور مینڈھوں کی طرح ذبح کردیا گیا تھا۔ یہی خوف یہودیوں کے بے مثال اتحاد کی وجہ ہے۔ اس کے علاوہ ان کو یہودیت پر فخر ہے اور ان کے اندر یہ عزم بھی پایا جاتا ہے کہ وہ اپنی ریاست (اسرائیل) کو کمزور نہیں ہونے دیں گے۔
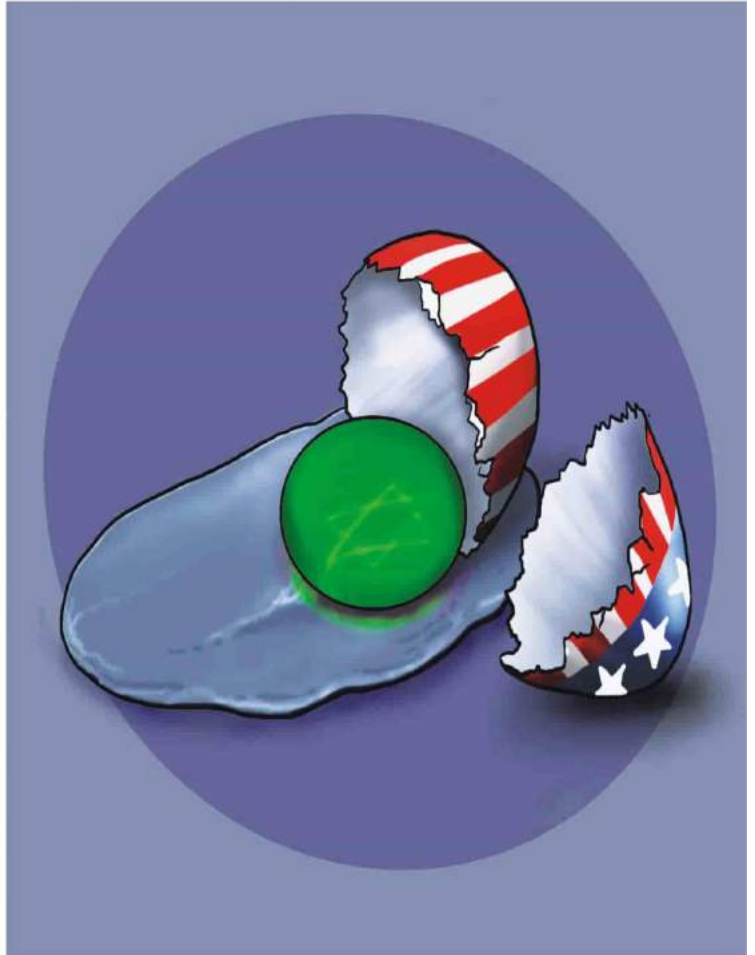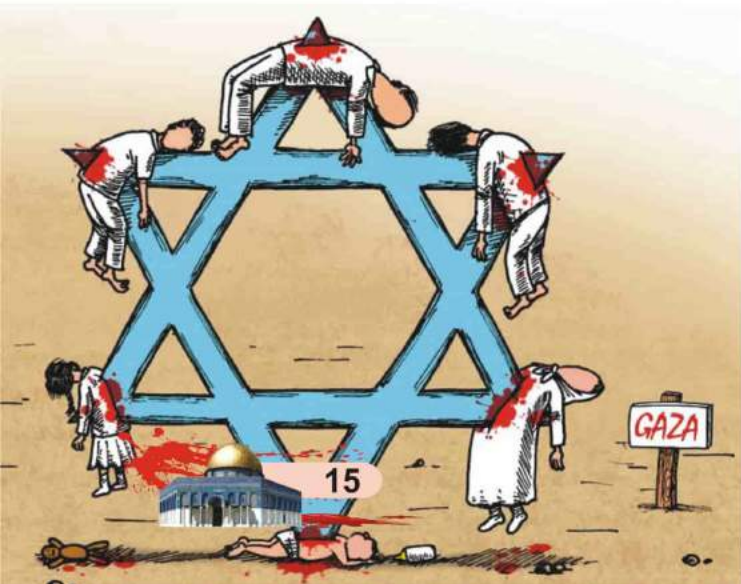
مجرمانہ ذہنیت کی نسل پرست قوم یہود

''ان ملعونوں نے ہمیشہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ کیے ہوئے وعدوں کو توڑا''۔

(البقرۃ:83، آل عمران:87، المائدہ:70,13 النساء:155)

''اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی آیتوں کو چھوٹی چھوٹی چیزوں کے بدلے فروخت کیا کرتے تھے''۔

(البقرہ:174,79)

''اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر الزام تراشی کرتے ہوئے کہتے کہ اللہ کے ہاتھ تنگ ہیں، نعوذ باللہ''۔ (المائدہ:64)

''انبیاء کی تکذیب کرتے اور ان کو اذیت دیتے''۔

(المؤمنون:44 الاحزاب:69، النساء:154,153)

''مشرک و مغضوب ترین قوم قرار پائے''۔

(الاعراف:152)

''تورات پر عمل نہ کرنے پر گدھوں کے ساتھ تشبیہ دی گئی''۔ (الجمعہ:5)

''دین میں غلو وطعنہ زنی کرتے تھے''۔

(النساء:171,46، المائدۃ:77)

''سرکش قوم تھی''۔ (الذاریت 52,53)

''عہد شکن اور سخت دل تھے''۔ (البقرۃ:66، المائدۃ:13)

''منافقت ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی''۔

(البقرۃ:14,76 آل عمران:119)

''عہد کی پاسداری نہ کرنے پر ان کی شکلوں کو بگاڑ کر ذلیل وقابل نفرت بندر بنادیا گیا۔ بہتر چیز کے بدلے ادنیٰ چیز طلب کرنا اور احسان فراموشی ان کا وطیرہ تھا''۔

(البقرۃ:61-65)

''نافرمان قوم تھی''۔ (البقرۃ:59,58)

''اللہ پر سب وشتم کرتے اور اللہ کے احکام کا مذاق اڑاتے''۔

(المائدہ:64، آل عمران 81)

''اللہ سبحانہ وتعالیٰ، رسولوں، فرشتوں اور جبرائیل u کی مخالفت اور دشمنی پر کمربستہ رہتے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے نعوذ باللہ اولاد کا عقیدہ رکھتے''۔

(البقرہ:116، التوبہ:31,30)

''ان ملعونوں نے طاہرہ ومطہرہ سیدہ مریم علیہا السلام پر بہتان طرازی کی اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی پر چڑھانے کی سعی کی''۔ (النساء:158,157,156)

''ان کے دلوں میں حسد اور کینہ تھا''۔

(النساء:54، البقرہ109)

''ملعون یہودیوں کی عادات بد میں جادوگروں کی اطاعت اور جادو سیکھنا بھی شامل تھا''۔ (البقرہ:102)

''وہ حجت بازی کرتے''۔ (البقرہ:174 تا 176)

''یہودی بددیانت تھے''۔ (آل عمران:75,74)

''جھوٹے اور بہتان تراش تھے''۔ (یوسف:77)

''بخیل، خائن، چور اور ڈاکو تھے''۔

(آل عمران :75، طٰہٰ:87، المائدہ:12)

''کلام الٰہی کی غلط تاویل اور تحریف کرنے والے تھے''۔

(آل عمران:78)

''حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر لیتے (التوبہ) بچھڑے کے پجاری تھے''۔

(الاعراف:148)

''کذب بیانی سے کام لیتے''۔ (یوسف:77)

''دین میں تحریف وتبدل کرتے''۔ (المائدہ:13)

''یہود سودخور قوم تھے''۔ (النساء:161)

''انبیاء کے قاتل تھے''۔ (البقرۃ : 87،آل عمران :21)

''سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے بت کو الٰہ اور معبود بنانے کا مطالبہ کیا''۔ (الاعراف: 138)

''یہود نے بت پرستی کو امام الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر فضیلت دی''۔ (النساء:51)

''اللہ کے سوا اپنے مولویوں اور درویشوں کی عبادت کرتے''۔ (التوبہ:31)

الغرض قرآن مجید کی سورتوں میں ان ملعونوں کے جرائم کی مکمل چارج شیٹ موجود ہے۔

ان کے کردار کا یہی وہ پہلو ہے جس کی بناء پر آج پوری دنیا میں صیہونی اور ان کی تنخواہ دار میڈیا قرآن مجید کے خلاف منظم پیمانے پر زہریلی مہم چلا رہے ہیں۔

اسلام دشمن دہشت گرد قوم یہود

قرآن مجید اور آپ ﷺ کے احکام بار بار ہمیں متنبہ کررہے ہیں کہ کائنات کے اندر یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے نبی ﷺ کے سب سے زیادہ نافرمان، گستاخ، بدعہد اور مومنین کی بدترین دشمن قوم ہے۔ قرآن کی نص کی رو سے اسلام اور اس کے ماننے والوں کے سب سے بڑے دشمن (مشرکین و یہود) ہیں۔ مسلمانوں کی زبانی کلامی دل آزاری اور گستاخیِ رسول بھی یہودیوں کی گھٹی میں شامل ہے۔ (البقرۃ:104)

آج کا اکثریتی مسلمان طبقہ جو عشق رسول ﷺ کے نعرے لگاتے ہوئے نہیں تھکتا، یہ کیوں بھول جاتا ہے کہ یہ یہودی ہی تھے جنہوں نے نبی اکرم ﷺ اور ان کی رسالت کا ڈنکے کی چوٹ انکار کیا تھا۔ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ ابوعفک، کعب بن اسد، کعب بن اشرف اور اسیر بن رزام جیسے لعنتی و بدطینیت یہودی، مشرکین مکہ کو بار بار اشتعال دلا کر اور غیرت کے طعن و تیر برسا کر نبی ﷺ کے ساتھ لڑائیوں میں الجھاتے رہے، تاکہ آپ ﷺ اور آپ کے ماننے والوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے۔ حقیقت حال تو یہ ہے کہ یہودیوں کی تاریخ ہی یہ ہے کہ انہوں نے اپنے مکروہ عزائم کی تکمیل کے لیے ہمیشہ دوسری قوموں کو استعمال کیا۔

موجودہ ناگفتہ حالات کے تحت ہم پر فرض ہے کہ ہم بالخصوص پاکستان اور پوری دنیا کے پرامن عیسائیوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کریں کہ ان کے نبی اور محمد ﷺ کے بھائی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو کسی اور نے نہیں، بلکہ ملعون یہودیوں نے صلیب پر چڑھانے کی کوشش کی، لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو بچالیا اور ان کے ہاتھوں رسوا نہیں ہونے دیا۔ کیا آج کے دور کے نصاریٰ اتنی جلدی بھول گئے ہیں کہ انہیں ملعونوں نے سیدہ مریم علیہا السلام کے دامنِ عفت پر ناپاک الزام لگایا تھا۔

حقیقت بھی یہی ہے کہ صہیونی نژاد طاقتور مغربی میڈیا ناجائز صہیونی ریاست اور اس کے مفادات کا ہر حال میں تحفظ کرتا ہے۔ اور رپورٹنگ کرتے ہوئے تلخ بنیادی حقائق اور ان کی مجرمانہ تاریخ کے پس منظر کی پردہ پوشی کرتا ہے۔

وحشیانہ ظلم وستم اور بے رحم قتل و غارت ہی ناجائز صہیونی ریاست کا ماٹو ہے جو سراسر اسلام و بنی نوع انسان کی ضد ہے۔

ابھی اسلام کے ماننے والے جن کے دلوں میں ایمان کی تھوڑی سی بھی رمق موجود ہے ان واقعات کونہیں بھولے ہوں گے جن میں نبی ﷺ کو جان سے مار دینے کے لیے کسی اور نے نہیں، بلکہ سب سے پہلے یہودیوں نے کوشش کی۔ بچپن میں نبی ﷺ اپنے چچا کے ساتھ شام کے سفر پر گئے تو بصریٰ میں جرجیس (لقب ''بُحیرا'') نامی عیسائی راہب نے آپ ﷺ کے سامنے درختوں اور پتھروں کو سجدہ ریز ہوتے دیکھا۔ بحیرہ راہب نے ابوطالب کومشورہ دیا کہ اس بچے کو واپس لے جاؤ، کیونکہ یہ جہانوں کے سرداراور رب العالمین کے رسول ہیں۔ شام میں ان کی جان کو یہودیوں سے خطرہ ہے، لہٰذا ابوطالب نے آپ ﷺ کو مکہ واپس بھیج دیا۔ پھر غزوہ بنی نضیر سے پہلے یہود نے نبی کریم ﷺ کوشہید کرنے کی سازش بھی کی، اللہ کے احکام کا مذاق اڑانے کا معاملہ ہو یا آپ ﷺ کے ساتھ بدزبانی و بد اخلاقی کے واقعات پیش آئے ہوں جیسے یہود ملعون، آپ ﷺ کو ''السلام علیکم'' کے بجائے کہتے ''السام علیکم'' (تمہیں موت آئے) یا اب آپ ﷺ کے نعوذ باللہ مضحکہ خیز خاکے بنائے جانے کا سلسلہ ہو، ان سب واقعات میں کسی اور کا نہیں بلکہ صرف اور صرف ان ملعون یہودیوں ہی کا ہاتھ ہے۔ اسی طرح کے دیگر واقعات میں بھی ان ہی یہودیوں کا کردار شامل ہے۔ ایک یہودیہ عورت زینب بنت حارث تھی جو یہودی قبیلے بنونضیر کے یہودی سردار سلام بن مشکم کی بیوی تھی، جس نے غزوہ خیبر کے بعد نبی اکرم ﷺ کو بکری کے گوشت میں زہر دے کر قتل کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس واقعے میں اسی زہر خورانی سے ایک صحابی رسول ﷺ بشر بن براء بن معرور رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تھے۔

یہی بد بخت ملعون تھے جنہوں نے ایک رقاصہ کے کہنے پر اللہ کے ایک برگزیدہ پیغمبر حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر کاٹ کر شاہِ یہود کی خدمت میں پیش کیا۔ یہودیوں کی دہشت گردی کا یہ سلسلہ تاریخ انسانی کے کسی دور میں بھی تھما نہیں، بلکہ کسی نہ کسی انداز میں چلتا ہی رہا ہے اور آج بھی اسلام کی مخالفت میں پوری شدومد کے ساتھ جاری ہے۔ صرف طریقہ کار تبدیل ہوا ہے۔ اب ملعون یہودی براہِ راست نہیں بلکہ دنیائے اسلام میں دہشت گردی کی آگ بھڑکانے میں بالواسطہ ملوث ہیں جو امریکہ، اس کے اتحادیوں، رافضیوں، علویوں، تکفیریوں اور ہندوؤں کے کندھوں پر بندوق رکھ کر چلا رہے ہیں۔ ان کی موجودہ دہشت گردی کا شکار شام، فلسطین، بحرین، افغانستان، پاکستان، سوڈان، یمن اور مملکت اسلامیہ السعودیہ العربیہ جیسے پُرامن ممالک ہیں۔ یہ ہے اس نسل پرست و مجرمانہ ذہنیت رکھنے والی دہشت گرد قوم کی تاریخ۔

ناجائز یہودی ریاست اسرائیل

صلیبیوں اور روسی کمیونسٹوں کی مدد سے دنیائے اسلام کے قلب میں آخرکار دنیا کی پہلی ناجائز صہیونی ریاست (اسرائیل) 14 مئی 1948ء کو معرضِ وجود میں آئی جو بحیرہ روم کے جنوب مشرقی ساحل پر واقع ہے۔ اس کے شمال میں لبنان، شمال مشرق میں شام، مشرق میں اردن اور غرب اردن (بچا کھچا فلسطین) اور جنوب میں (سیناء) مصر اور خلیج عقبہ واقع ہیں۔ یہ دنیا میں واحد مصنوعی یہودی اکثریت کا ملک ہے، جس کا معاشی مرکز تل ابیب ہے، جبکہ سب سے زیادہ آبادی والا شہر اور ''دارالحکومت'' یروشلم ہے، لیکن بین الاقوامی سطح پر یروشلم کو اسرائیل کا حصہ نہیں مانا جاتا۔ یروشلم میں 4 لاکھ 97 ہزار یہودی اور 2 لاکھ 81 ہزار مسلمان آباد ہیں۔ ناجائز صہیونی ریاست کا رقبہ 22 ہزار مربع کلومیٹر ہے جو پاکستان کے رقبے سے تقریباً 36 گنا کم ہے۔ اس رقبے میں مقبوضہ مشرقی یروشلم (بیت المقدس) اور جولان کا شامی علاقہ بھی شامل ہے۔

نسلی اعتبار سے اسرائیل میں اشکینازی یہودی، میزراہی یہودی، سیفردی یہودی، یمنی یہودی، ایتھوپیائی یہودی، بحرینی یہودی، انڈین یہودی، فلسطینی، دروز اور بدوؤں کے علاوہ یورپ، روس اور افریقہ سے آنے والے پناہ گزین اور دیگر مذاہب کے افراد بھی یہاں رہتے ہیں۔ ان سب کو ملا کر اسرائیل کی آبادی 82 لاکھ سے زائد ہے جن میں 61 لاکھ سے زیادہ یہودی ہیں اور باقی غیر یہودی۔ غیر یہودی میں سب سے بڑی تعداد عربوں کی ہے۔ الغرض جدید تاریخ ناجائز صہیونی ریاست کے علاوہ کوئی اور مثال پیش کرنے سے قاصر ہے کہ جہاں ایک مقامی قوم کو بے دخل کر کے ان کے علاقے پر مختلف ملکوں سے آنے والے دوسری قوم کے افراد کو نہ صرف بسایا گیا، بلکہ ان کی ریاست بھی قائم کر دی گئی۔ دوسرے لفظوں میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسلام دشمن طاقتوں نے یہودی ملعونوں کے ساتھ مل کر جدید تاریخ کی سب سے بڑی دہشت گردی کا ارتکاب کیا ہے۔

آخر اسلام و رسول ہاشمی محمد ﷺ سے دشمنی کیوں؟

اسلام سے قبل دنیا میں دو الہامی مذاہب (یہود و نصاریٰ) ہی کا بول بالا تھا اور دونوں ہی کا تعلق بنی اسرائیل سے تھا۔ ظہورِ اسلام کے ساتھ ہی ان دونوں کے ماننے والے ہر محاذ پر اسلام کی مخالفت میں کمر بستہ ہوگئے، لیکن اسلام مخالفت میں یہود سب دشمنوں پر بازی لے گئے اور آج تک اسلام کو وحشی دین کی صورت میں پیش کرنے کی مذموم کوششیں کررہے ہیں، کیونکہ (1) نبوت کا سلسلہ قریش سے نکل کر بنی اسرائیل کی طرف منتقل ہوگیا جو ان ملعونوں کے لئے ناقابل برداشت سانحے سے کم نہیں تھا۔ (2) تورات اور انجیل کی اہمیت نزول قرآن کے بعد ختم ہوگئی۔ (3) دنیا کا مذہبی پایۂ تخت یروشلم (بیت المقدس) سے مکہ کی طرف منتقل ہوگیا، جہاں کعبہ مشرفہ ہے۔ (4) اب لوگ یہودیت اور عیسائیت کو چھوڑ کر اسلام کے پرچم تلے جمع ہونا شروع ہوگئے۔ (5) اسلام کی انتہائی سرعت سے بڑھتی ہوئی طاقت نے ان کو زچ کردیا۔

قرآن اس سلسلے میں کیا گواہی پیش کررہا ہے، ملاحظہ فرمائیں: ’’اور (اے نبی!) یہ یہودی آپ ﷺ کے مبعوث ہونے سے پہلے کفار کے مقابلے میں آپ ﷺ کے ذریعے فتح طلب کرتے تھے۔ لیکن جب آپ ﷺ کی بعثت ہوئی تو انہوں نے پہچاننے کے باوجود بھی کفر کیا، پس کافروں پر اللہ کی لعنت ہے‘‘۔ (البقرہ:89)

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے ام المومنین سیدنا صفیہ رضی اللہ عنہا کا ایک واقعہ بیان کیا ہے، وہ کہتی ہیں: میں اپنے والد حیی بن اخطب اور چچا ابو یاسر بن اخطب کی نگاہ میں ساری اولاد سے زیادہ چہیتی تھی۔ حیی بن اخطب یہود کے سردار تھے اور ان دونوں بھائیوں کا تعلق یہودی قبیلے بنو نضیر سے تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے اور قبا میں قیام فرمایا تو میرے والد اور چچا منہ اندھیرے آپ ﷺ سے ملاقات کے لیے گئے۔ جب وہ لوٹے تو غروب آفتاب کا وقت تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ بہت تھکے ماندے اور پریشان ہیں۔ میں معمول کے مطابق مسکراتی ہوئی ان کی طرف بھاگی، لیکن کسی نے میری طرف دھیان نہ دیا۔ اس وقت میرے چچا میرے والد سے کہہ رہے تھے: کیا یہ وہی پیغمبر ہے؟ والد نے کہا: اللہ کی قسم! وہی ہے۔ چچا نے دوبارہ پوچھا کہ کیا تم ان کی علامات پہچانتے ہو؟ والد نے کہا: ہاں! اور یقین بھی کرلیا ہے۔ چچا نے پھر کہا کہ ان کے بارے میں تمہارا کیا ارادہ ہے؟ میرے باپ نے کہا: اللہ کی قسم! پوری زندگی میں ان سے دشمنی کروں گا، لہٰذا شیطان اس پر مسلط ہوگیا اور اس کی قوم نے اس کی اتباع کرلی۔

درحقیقت یہ حسد ہی تھا جس نے ان یہودیوں کو اسلام اور رحمت للعالمین ﷺ کا بدترین دشمن بنادیا۔ حسد نفس کے اندر ایک پوشیدہ بیماری ہے، وہ بیماری جس نے ابلیس کو سیدنا آدم علیہ السلام کے آگے سجدہ کرنے سے روک دیا تھا۔ یہ حق اور سچائی کے اقرار میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ ان ملعونوں کی اسی بیماری کی وجہ سے آخرکار برطانوی اخبار ’’ڈی میل‘‘ بھی یہ خبر شائع کرنے پر مجبور ہوگیا کہ ’’آج بھی اسرائیل میں ’’محمد ﷺ اور احمد‘‘ کے نام پر شدید نفرت کا اظہار کیا جاتا ہے‘‘۔

کیا ارض فلسطین واقعی یہودیوں کا آبائی وطن ہے؟

پچھلے دو ہزار سال سے ان ملعونوں نے ایک ہی شور مچایا ہوا ہے کہ ہماری نسلوں کا قتل و غارت کر کے اور ہماری عورتوں کو لونڈیاں بنا کر ہم سے زبردستی ہمارا آبائی وطن فلسطین چھین لیا گیا۔ اب وقت آ گیا ہے کہ دنیا کو بتلایا جائے کہ فلسطین یہودیوں کا آبائی وطن نہیں۔ بنی اسرائیل کا یہ دعویٰ کہ خدا نے یہ ملک میراث میں انہیں دیا ہے، اسی طرح باطل ہے جیسے گورے فرنگیوں نے امریکہ کے مقامی اصلی باشندوں ''RedIndians'' کو تباہ و برباد کر کے اس پر قبضہ کر لیا تھا۔ 1300 برس قبل مسیح میں بنی اسرائیل فلسطین میں داخل ہوئے تھے۔ اس وقت فلسطین کے اصل باشندے عرب کنعانی قبائل اور فلستی تھے جن کا ذکر خود بائبل میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے تیرھویں صدی ق م میں بنی اسرائیل کو فرعونیوں سے نجات دلائی تو انہوں نے فلسطین کا رخ کیا جس پر ان دنوں قوم عمالقہ کی حکومت تھی۔ اپنی نافرمانیوں کے باعث چالیس سال تک دشت تیہ میں ذلیل و خوار ہونے کے بعد وہ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کی معیت میں بلاد فلسطین میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ لیکن اس دوران میں حضرت ہارون علیہ السلام اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے تھے۔ اس سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ بلاد فلسطین یہودیوں کا وطن تھا ہی نہیں۔

بائبل کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں نے فلسطین پر حملوں کے دوران شہروں کو تہس نہس کر دیا، ان کی عبادت گاہوں کو نیست و نابود کر دیا اور ان کے اصلی باشندوں کا قتل عام کیا۔ دسویں صدی قبل مسیح میں سیدنا سلیمان علیہ السلام نے ہیکل سلیمانی تعمیر کرایا تھا۔ آٹھویں صدی قبل مسیح میں اشوریوں نے شمالی فلسطین کی ریاست اسرائیل پر قبضہ کر کے اسرائیلیوں کا قلع قمع کیا تھا اور عربی النسل لوگوں کو وہاں آباد کر دیا۔ پھر ایک عرصے کے بعد بابل کے بادشاہ بخت نصر نے جنوبی فلسطین (یہودیہ) پر قبضہ کر کے تمام یہودیوں کو جلاوطن کر دیا تھا۔ طویل مدت کی جلاوطنی کے بعد ''ایرانیوں'' کے دور میں یہودیوں کو پھر جنوبی فلسطین میں آباد ہونے کا موقع ملا۔ (اور آج بھی اسرائیل کے بعد دنیا میں سب سے زیادہ حکومتی سہولتوں کے ساتھ یہ ملعون ایران میں خوش و خرم زندگی بسر کر رہے ہیں) 70ء میں یہودیوں نے رومی سلطنت کے خلاف بغاوت کی جس کی پاداش میں رومیوں نے ہیکل سلیمانی کو مسمار کر کے کھنڈروں میں تبدیل کر دیا اور قدیم فلستی باشندوں کی نسبت سے اس علاقے کو Palestine (فلسطین) کا نام دیا۔ پھر 135ء میں بُت پرست رومیوں نے پورے فلسطین سے یہودیوں کو نکال دیا جس کے بعد عربی النسل لوگ دوبارہ فلسطین میں آباد ہو گئے۔ جیسے وہ سات آٹھ سو برس پہلے آباد ہوئے تھے۔

ظہورِ اسلام سے قبل فلسطین میں عیسائی فلسطینی و عربی قبائل آباد تھے اور یہودی یہاں کی آبادیوں میں قریب قریب بالکل ناپید تھے۔ اسلامی فتوحات کے بعد عربی فلسطینی باشندے مسلمان ہو گئے۔ ادھر یہودی اپنی حرکتوں کی وجہ سے 1800 سال سے زائد عرصے تک دنیا میں ذلیل و خوار ہوتے رہے، حتیٰ کہ پہلی جنگ عظیم کے بعد برطانیہ کے زیرِ سایہ وہ فلسطین میں آباد ہونے لگے اور اسے مذہبی ریاست اسرائیل بنا لیا۔

مسجد اقصیٰ کو ڈھانے کی یہودی سازش

صہیونی ریاست کا وجود تورات کی تعلیم کے منافی ہے

14 مئی 2012ء کو بیروت میں آئے ہوئے یہودی مذہبی پیشوا ''ربی یسرائیل ڈیوڈویس'' نے اسرائیل کے قیام کو مسترد کرتے ہوئے کہا: ''صہیونی ریاست کا وجود تورات کی تعلیمات کے یکسر منافی اور خدا کے ساتھ بغاوت کے مترادف ہے۔ تورات میں زمین کا ایک انچ بھی یہودی ریاست کے نام پر حاصل کرنے سے منع کیا گیا ہے''۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہودی ابتدا ہی میں نسل کشی کر کے فلسطین میں زبردستی آباد ہوئے تھے۔ اس کے باوجود یہ ملعون کہتے ہیں کہ فلسطین ان کے باپ دادا کی میراث ہے، جبکہ یہ ایک تاریخی فراڈ ہے۔ انہوں نے ناجائز صہیونی ریاست کے قیام کے لیے بنی نوع انسان کی تاریخ کے سب سے بڑے اور بدترین جھوٹ یعنی'' ہولو کاسٹ Holocaust'' کا جھوٹ تراشا تھا اور اس کے ناجائز وجود کو منوانے کے لیے اقوام متحدہ کو قائم کیا گیا۔ ناجائز صہیونی ریاست (اسرائیل) کے لیڈروں کا جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ تھیوڈور ہرزل بڈاپسٹ (ہنگری) کا، بن گوریان پولانسک (پولینڈ) کا، گولڈا میئر کیف (یوکرین) کا، مناخم بیگن بریست لٹواسک (روس) کا، اضحاک شمیر زورینوف (پولینڈ) کا، اور خائم ویزمین جو اسرائیل کا پہلا صدر بنا، موٹول (پولینڈ) کا تھا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نہ تو اسرائیل کے لیڈروں کا کوئی تعلق فلسطین سے تھا اور نہ فلسطین یا اس کا کوئی حصہ کبھی یہودیوں کی مملکت تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ فلسطین کے اصل باشندے عرب ہیں نہ کہ یہودی۔ ان کی ذلت کی سب سے بڑی دلیل یہودیوں کی پوری تاریخ ہے جو اس حقیقت کی زندہ شہادت ہے۔ یہ ہر زمانے میں جہاں بھی رہے دوسروں کے محکوم اور غلام بن کر رہے۔ ان ملعونوں پر کلدانیوں، یونانیوں اور رومیوں کا تسلط رہا، پھر رومی نصرانیوں کے تحت ان کے غیظ وغضب میں ہے۔ وہ انہیں ذلیل وخوار کرتے رہے، جزیہ اور خراج لیتے رہے، کیونکہ یہ اسی سلوک کے مستحق تھے۔

فلسطین پر اسرائیلی قبضہ لمحہ بہ لمحہ

تقریباً ایک صدی پر محیط عرصہ تک یہودی برادری بحیرۂ روم اور دریائے اردن کے درمیان 10000 مربع میل پر پھیلے خطہ، جس میں اسرائیل اور فلسطینی عرب بستے ہیں، برسر پیکار ہے۔ دونوں فریقین اس خطہ سے اپنا تاریخی اور مذہبی ناطہ جوڑتے ہیں۔ لہٰذا یہ تصادم ایک سیاسی جنگ کی صورت اختیار کر گیا ہے جو دور رس مقاصد کا حامل ہے۔ تمام تر لڑائی کے عرصہ کے دوران اسرائیل کا کل رقبہ میں حصہ 1917 میں 3 فیصد سے بڑھ کر آج 87 فیصد تک ہو گیا ہے۔

یہودی قرآن کی روشنی میں

ظلم پرخاموشی عذابِ الٰہی کا سبب وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۵﴾

''اوراس آزمائش سے ڈروجوصرف تم میں سے ظالموں کو ہی نہیں پہنچے گی (بلکہ اس ظلم کا ساتھ دینے والے اور اس پرخاموش رہنے والے بھی اسی عذاب میں شریک کر لیے جائیں گے)اور جان لو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے''۔ (سورة الانفال:25)

غیر ملکی میڈیا اسرائیل پر معمولی حملہ کو بڑھا چڑھا کر دکھاتا ہے مگر اسرائیل کے غزہ پر 34000 بم برسانے کو چھپا دیتا ہے

یہودی نصاریٰ احادیث کی روشنی میں

ظالمو! مظلوم کی آہ سے بچو! رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجتے ہوئے یہ نصیحت فرمائی: ''مظلوم کی بددعا سے بچتے رہنا، کیونکہ مظلوم کی بددعا اور اللہ جل جلالہ کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی''۔ (صحیح بخاری: 2448)

عالم اسلام کے حالات کا مکمل تجزیہ

حدیث نبوی کی روشنی میں

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''عنقریب (کافر) قومیں تمہیں قتل کرنے کے لئے ایک دوسرے کو اس طرح دعوت دے کر بلائیں گی جس طرح کھانے والے ایک دوسرے کو دستر خوان کی طرف بلاتے ہیں''۔

ایک صحابی نے عرض کیا: شاید تعداد میں کم ہونے کی وجہ سے ایسا ہوگا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''نہیں! بلکہ تم تو اس وقت تعداد میں بہت زیادہ ہوگے، لیکن تمہاری حیثیت سیلابی پانی کے جھاگ کی طرح ہوگی، اللہ سبحانہ و تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہاری ہیبت ختم فرما دیں گے اور تمہارے دلوں میں ''وھن'' (کمزوری) پیدا فرما دیں گے''۔

پوچھا گیا: یارسول اللہ! ''وھن'' سے کیا مراد؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''دنیا کی محبت اور موت سے نفرت''۔

(سنن ابی داؤد: 4299)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان والے آپس میں محبت، ایک دوسرے پر رحم اور باہمی تعاون کرنے میں ایک جسم کی مانند ہیں۔ اگر جسم کے ایک عضو (حصہ) میں تکلیف ہو تو اس کی وجہ سے سارے جسم کی نیند اڑ جاتی ہے اور سارا جسم بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے''۔

(مسلم، باب تراحم المؤمنین و تعاطفھم و تعاضدھم: 6751)

ظالموں کو ظلم سے روکو!

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے ظالم یا مظلوم بھائی کی مدد کرو۔ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مظلوم کی مدد کرنا تو سمجھ میں آتا ہے، لیکن ظالم کی کس طرح مدد کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ظالم کو ظلم سے روک دو، یہی اس کی مدد ہے''۔ (صحیح بخاری: 6952)

اہلِ فلسطین پر اسرائیلی درندگی خاموش تماشائی نہ بنیں

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:
''جب لوگ ظالم کو ظلم کرتے ہوئے دیکھیں اور اسے نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان سب کو اپنے عذاب کی لپیٹ میں لے لے''۔ (سنن الترمذی: 5050)

یہودیوں کو حقیقی ''ہولوکاسٹ'' کا مزہ چکھنا ہوگا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک مسلمان یہودیوں سے فیصلہ کن جنگ نہ لڑیں۔ اس جنگ میں مسلمان یہودیوں کو خوب قتل کریں گے، یہاں تک کہ اگر کوئی یہودی کسی پتھر یا درخت کی آڑ میں چھپے گا تو وہ پتھر اور درخت بول اٹھے گا: ''اے مسلمان! اے اللہ کے بندے! میرے پیچھے یہودی چھپا بیٹھا ہے، تو ادھر آ اور اسے قتل کر دے، سوائے غرقد نامی درخت کے۔ (وہ نہیں بولے گا) کیوں کہ وہ یہودیوں کا درخت ہے''۔ (صحیح مسلم: 7523)

اہلِ غزہ! صبر و استقامت سے کام لو، جنت تمہاری منتظر ہے

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور ان کے والدین مسلمان ہوئے تو بنو مخزوم نامی قبیلے نے اس خاندان پر ظلم و بربریت کی انتہا کر دی۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کا ادھر سے گزر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس مظلوم خاندان کو مخاطب فرما کر یوں تسلی دی: ''اے آل یاسر! صبر سے کام لو اور (خوش ہو جاؤ) تمہارے لئے جنت کا وعدہ ہے''۔ (مستدرک حاکم: 5646)

مسلمانوں کے خون کا تقدس

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک مسلمان کا قتل اللہ کے نزدیک تمام دنیا کے فنا ہو جانے سے بڑھ کر ہے''۔

(ترمذی: 1395)

سنو اہلِ فلسطین سنو۔۔۔

تم جلتے رہے آگ و بارود میں
مگر ہم کچھ نہیں کر پائے
سسکتی رہیں بہنیں سرہانے لاشوں کے
مگر ہم کچھ نہیں کر پائے
ڈرے سہمے وہ معصوم چہرے
تڑپتے رہے آنکھوں کے وہ تارے
مگر ہم کچھ نہیں کر پائے
فریاد کرتی سسکتی رہیں مائیں
اٹھائے لاشے جگر گوشوں کے
مگر ہم کچھ نہیں کر پائے
بھگوتے رہے اپنے آنسوؤں سے دامن
مگر ہم کچھ نہ کر پائے

اکیسویں صدی کا سب سے بڑا مذاق

امریکہ، اسرائیل اور اتحادی ممالک لاکھوں مسلمانوں کو شہید کریں تو ''دہشت گردی کے خلاف عالمی جنگ''، مسلمان معمولی سی آواز اٹھائیں تو ''امن کے دشمن''۔

سکھ داڑھی اور پگڑی رکھے تو ''تہذیب کی علامت''، مسلمان رکھے تو ''انتہا پسند''۔

اسرائیل کا بچہ بچہ فوجی ٹریننگ لے تو Self Defense، مسلمان اپنے دفاع میں پتھر بھی اٹھائیں تو ''دہشت گرد''۔

عیسائی راہبہ یا یہودی ربّیہ برقعہ پہنیں تو ''پاکدامنی''، مسلمان عورت پہنے تو ''بنیاد پرستی و تنگ نظری''۔

مغرب اور یورپ محمدِ عربی ﷺ کی شان میں گستاخی کرے تو ''آزادیٔ اظہارِ رائے''، مسلمان شریعت و خلافت کی بات کرے تو ''پابندی''۔

اسرائیلی غنڈہ گردی پر اقوامِ متحدہ کی خاموشی

بین الاقوامی قانون اور مقبوضہ فلسطینی علاقوں میں اسرائیلی دیواروں کی ناجائز تعمیرات

0KM

2002ء

قابض اسرائیلی کابینہ کی جانب سے مغربی کنارے میں ایک ''طویل دیوار'' کی تعمیر کی منظوری۔

بین الاقوامی عدالتِ انصاف کیا ہے؟

بین الاقوامی عدالتِ انصاف اقوامِ متحدہ کا بنیادی عدالتی ادارہ ہے جو جون 1945ء کو قائم ہوا تھا۔ اس کے ذمے مختلف اقوام کے درمیان تنازعات کا فیصلہ کرنا اور متنازعہ معاملات پر بین الاقوامی قانون کی روشنی میں رائے دینا تھا۔

ججوں کی ترتیب: عالمی عدالتِ انصاف میں کل 15 جج ہوتے ہیں اور کسی بھی ملک سے صرف ایک ہی جج وہاں تعینات ہوسکتا ہے۔

190KM

جولائی 2004ء: اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی کی درخواست پر بین الاقوامی عدالت انصاف میں اسرائیلی دیوار پر قانونی مشاورتی عمل شروع کیا گیا۔

14 VOTES TO 1 — 14 ججوں کا ووٹ تھا کہ دیوار غیر قانونی ہے مخالفت میں صرف 1 جج کا ووٹ آیا۔

انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔

سیکورٹی وجوہات کی بنیاد پر جواز نہیں بنتا

14 VOTES TO 1 — اسرائیل دیوار گرادے: 14 ووٹ بمقابلہ 1 ووٹ

14 VOTES TO 1 — اسرائیل فلسطینیوں کے محاصرے پر انہیں معاوضہ ادا کرے: 14 ووٹ بمقابلہ 1 ووٹ

13 VOTES TO 2 — دنیا کی تمام ریاستیں متفقہ طور پر ناجائز دیوار کی مخالفت کریں: 13 ووٹ بمقابلہ 2 ووٹ

14 VOTES TO 1 — اقوامِ متحدہ کو اسرائیلی دیوار کے خلاف ٹھوس اقدامات کرنے چاہئیں۔ 14 ووٹ بمقابلہ 1 ووٹ

440KM

2014ء

عرب ممالک کی بے حسی، امریکا کی تھپکی اور اقوامِ متحدہ کی خاموش حمایت سے ناجائز دیوار کی تعمیر بدستور جاری ہے۔

عالمی طاقتوں کے امن معاہدوں نے اہلِ فلسطین کو کیا دیا؟؟؟

اوسلو معاہدے کے 20 سال (ستمبر 1993ء سے اگست 2014ء): کیا کھویا کیا پایا؟

3 لاکھ
سے زائد یہودی آبادکاروں کو مقبوضہ علاقوں میں بسایا گیا۔

15,000
سے زائد فلسطینی عمارتوں کو منہدم کیا گیا۔

10,000
سے زائد فلسطینیوں کو اسرائیلی درندوں نے شہید کیا۔

441 میل لمبی دیوہیکل ناجائز دیوار تعمیر کر کے اہل فلسطین کو محصور کر دیا گیا۔

اسرائیلی میزائل میں موجود زہر آلود کالیلیں

9/11 کو جو کچھ امریکا میں ہوا وہی کچھ غزہ میں ہر روز ہو رہا ہے۔ وہاں حملہ آور دہشت گرد کہلائے اور یہاں......؟؟؟

اہلِ غزہ کی جرأت واستقامت کو سلام

اپنے پیاروں کی لاشوں کو اٹھا اٹھا کر تھک جانے والے بلند ہمت حماس کے جانبازوں کا کہنا ہے: ''زبانی جمع خرچ کے بجائے اگر مسلم دنیا کی حقیقی حمایت بھی حاصل ہو جائے تو ہم اللہ جل جلالہ کی نصرت سے اگلا جمعہ آزاد فلسطین کے دارالحکومت یروشلم کی مسجدِ اقصیٰ میں پڑھنے کی تمام سلمانوں کو دعوت دیتے ہیں''۔

ہٹلر نے درست کہا تھا:

''میں نے کچھ یہودی اس لئے زندہ چھوڑے ہیں، تا کہ دنیا کو پتہ چل سکے کہ میں نے انہیں کیوں مارا تھا۔''

میں چاہتا ہوں کہ مجھے اللہ کے راستہ میں قتل کیا جائے پھر زندہ کیا جائے پھر قتل کیا جائے پھر زندہ کیا جائے اس طرح 3 مرتبہ میرے آقا نے فرمایا

اگر ایسا ہوتا تو آپ کیا محسوس کرتے ؟؟؟
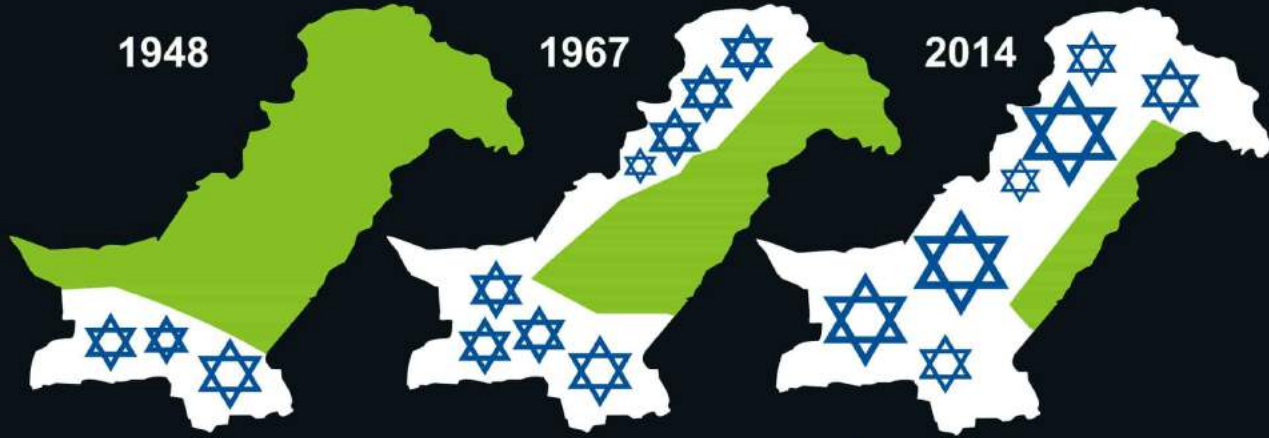
1948

1967

2014

اہلِ فلسطین کا درد محسوس کیجئے!

غزہ حملے کی زد میں

100,000
بے گھر فلسطینیوں نے ''انرا'' کے 69 اسکولوں میں پناہ لی

2,000 بے گھر خاندان
رشتہ داروں کی طرف سے ہنگامی غذائی امداد

110,000
شدید متاثر لوگوں کیلئے پانی کی لائن کاٹ دی گئی

78,500 فلسطین کی طرف سے غذائی امداد موصول ہوئی

بشکریہ مجلس علمی سوسائٹی

اگر ایسا ہوتا تو آپ کیا محسوس کرتے؟؟؟
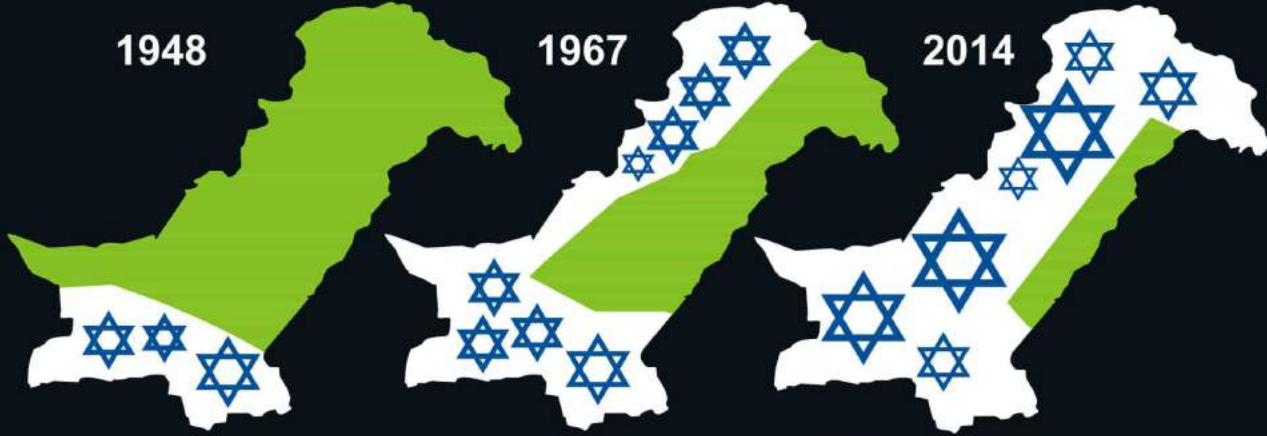
اہلِ فلسطین کا درد محسوس کیجئے!

غزہ حملے کی زد میں

100,000
بے گھر فلسطینیوں نے ''انرا'' کے 69 اسکولوں میں پناہ لی

2,000 بے گھر خاندان
رشتہ داروں کی طرف سے ہنگامی غذائی امداد

110,000
شدید متاثر لوگوں کیلئے پانی کی لائن کاٹ دی گئی

78,500 فلسطین کی طرف سے غذائی امداد موصول ہوئی

بشکریہ مجلس علمی سوسائٹی
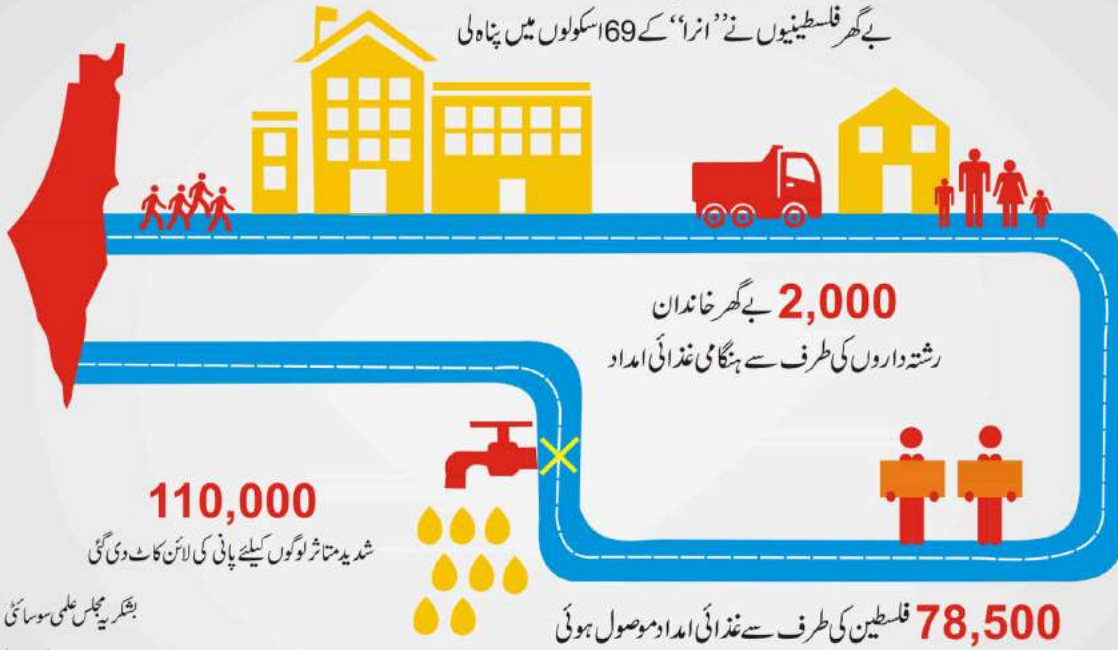
امن مذاکرات کے نام پر ناجائز قبضہ

اہلِ فلسطین اور قابض یہودیوں کے مابین مذاکرات کا 20 سالہ دور

باب نمبر: 3

غزہ کا مختصر تعارف

اسرائیل نے 1947ء میں فلسطین کے 70% علاقوں پر قبضہ کر کے اسرائیلی حکومت بنالی، جس کے بعد اب فلسطین کا علاقہ ویسٹ بینک (بیت المقدس) اور غزہ کی پٹی پر مشتمل ہے۔ دونوں علاقوں کے درمیان اسرائیل کا علاقہ اسی طرح واقع ہے جس طرح مشرقی اور مغربی پاکستان کے درمیان بھارت ہوا کرتا تھا۔ غزہ کی پٹی بحیرہ روم کے کنارے ہے۔ جو بیت المقدس سے 104 کلومیٹر دور ہے۔ غزہ کی پٹی 45 کلومیٹر لمبی جبکہ بعض جگہوں سے 6 اور بعض سے 13 کلو میٹر چوڑی ہے۔ غزہ کے مشہور شہر خان یونس کی آبادی تقریباً 86 ہزار، غزہ سٹی کی 2 لاکھ 83 ہزار ہے، جبکہ ویسٹ بینک کا علاقہ بیت المقدس سے دریائے اردن تک پھیلا ہوا ہے جو 150 کلومیٹر لمبا اور 31 سے 58 کلومیٹر چوڑا ہے۔ اس علاقہ کے شہروں میں یروشلم کی آبادی ایک لاکھ 80 ہزار ہے۔ یروشلم کے علاوہ مشہور شہر الخلیل، نابلس، رملہ، بیت اللحم اور جریکو ہیں۔

غزہ کی پٹی اور ویسٹ بینک کے درمیان تقریباً 100 میل کے علاقہ پر اسرائیل کا قبضہ ہے۔ 1967ء سے پہلے غزہ کا علاقہ مصر میں اور ویسٹ بینک کا علاقہ اردن میں جبکہ جولان کی پہاڑیاں شام میں شامل تھیں۔ لیکن 1967ء کی 6 روزہ جنگ کے دوران اسرائیل نے مصر، اردن اور شام سے یہ علاقے چھین لیے۔ 2005ء میں اسرائیل نے غزہ اور مغربی کنارے کا کنٹرول فلسطینی حکام کے حوالے کر دیا۔

اسرائیل نے 2000ء میں انتفاضہ اقصی شروع ہونے کے بعد غزہ اور مغربی کنارے کے اطراف میں مضبوط کنکریٹ کی بلند و بالا دیواریں تعمیر کی تھیں، جن کے ساتھ کیمرے اور سنسرز اور کرنٹ لگایا گیا۔ ڈرون کے ذریعے الگ سے جاسوسی ہوئی۔ غزہ کا محاصرہ سمندر کے راستے سے بھی 2007ء سے جاری ہے اور اگر دنیا کے ان محصورین کے لیے 2009ء میں ترکی کے ایک امدادی جہاز فریڈم فلوٹیلا کے ذریعے امدادی سامان پہنچانے کی کوشش کی گئی تو اسرائیل نے اسے سمندر کے بیچوں بیچ جالیا اور ترکی کے ڈیڑھ درجن کے قریب امدادی اہلکاروں کو اسرائیلی کمانڈوز نے ہیلی کاپٹروں سے اتر کر گولیاں مار کر شہید کر دیا اور جہاز پر قبضہ جمالیا۔

دنیا خاموش ہے کہ اسرائیل نے اس وقت یہ کیا کیا؟ اور آج بارود کی بارش کر کے سارے غزہ کو کھنڈر میں بدل دیا ہے۔ ہر طرف لاشوں کے اتنے انبار ہیں کہ انہیں اٹھانے اور دفنانے کی بھی کسی کو مہلت نہیں اور کبھی لاشوں کو چھوڑ کر اپنی جانیں بچانے کے لیے بھاگ رہے ہیں۔ 8 سال ہونے کو آئے، دنیا کی سب سے بڑی کھلی جیل میں بسنے والے غزہ کے 18 لاکھ فلسطینی مسلمان انتہائی محدود بجلی، پانی، گیس اور مادی وسائل پر تڑپ تڑپ کر زندگی کی سانسیں پوری کر رہے ہیں۔ ان ''قیدی مسلمانوں'' کو اسرائیل جب چاہتا ہے، خاک وخون میں تڑپا دیتا ہے۔ بے شمار کو جیل میں ڈال دیتا ہے، لیکن یہاں بارک اوباما اندھا ہے۔ برطانیہ لاتعلق ہے۔ اقوام متحدہ اور ویٹی کن سمیت بھی اس سے صرف محظوظ ہوتے ہیں۔

اب تو یوں لگتا ہے کہ دنیا بھر کی بلاؤں اور آفتوں نے صرف مسلمانوں کے گھر دیکھ لیے ہیں۔ ہر روز صبح اپنے جلو میں ایک نئی قیامت لیے طلوع ہوتی ہے اور یہ ساری قیامتیں مسلم امہ پر ہی اترتی ہیں۔ کس کس کا دکھڑا رویا جائے؟ پہلے مصر، پھر شام اور اب سر زمین انبیاء لہولہو ہے، جہاں خون آشام اسرائیل نے صرف 25 دنوں میں درندگی اور بہیمیت کا اپنا سابقہ ریکارڈ خود ہی توڑ دیا ہے...... تادم تحریر غزہ کے بدنصیب خطے میں 2 ہزار سے زائد فلسطینی شہید اور 10 ہزار سے زائد شدید زخمی ہو چکے......۔

آج کل اخبارات اور انٹرنیٹ پر ان مظالم کی منہ بولتی ایسی ایسی انسانیت سوز تصویریں اور ویڈیوز آ رہی ہیں کہ پتھر دل آدمی بھی ہوش و حواس قائم نہ رکھ سکے...... معصوم بچوں کے ٹکڑے ٹکڑے بدن...... سر بریدہ لاشیں...... روتی چلاتی مائیں...... لیکن شاید یہ مناظر ہمارے لیے کوئی نئی بات نہیں رہے...... پچھلے 6 برسوں میں یہ اہل غزہ پر تیسری بار آتش و آہن کی بارش ہوئی ہے...... پہلے بھی ہم نے سب کچھ دیکھا اور سکون سے جیتے رہے...... ابھی بھی زیادہ سے زیادہ کیا ہوگا...... خون آشام اسرائیل جب تک جی چاہے گا، ان کے لہو سے اپنی پیاس بجھائے گا...... اور پھر چند مہینوں یا برسوں کا وقفہ دے گا تاکہ اگلی نسل پھر اس کو اپنے خون کا خراج دینے کے لیے تیار ہو جائے

یہ سب کچھ اپنی جگہ، فلسطین کے آس پاس 26 عرب ریاستوں کے بے حس حکمرانوں کا مخنث پن بھی اپنی جگہ، یہ بھی تسلیم کہ اہل غزہ ظالم صہیونیوں کے مقابلے میں تعداد میں تھوڑے اور اسلحہ و جنگی ٹیکنالوجی میں کئی دہائیاں پیچھے ہیں...... مگر ان کی بہادری ہمت اور بے جگری کی بہرحال داد دیجئے کہ اگر سینکڑوں نہتے مسلمان شہید ہو کر اللہ تعالیٰ کے پاس اعلیٰ درجات پا چکے...... تو ان نہتے مسلمانوں نے بھی محض ایمان کی طاقت پر 60، 70 صہیونی جہنم واصل کر ہی دیئے...... اگر سینکڑوں مظلوم مسلمان شدید زخمی ہیں جن کو قریبی اسلامی ملک اپنی سرحد میں داخل بھی نہیں ہونے دے رہا تو...... فلسطینی نوجوانوں نے بھی کئی ناپاک صہیونی فوجیوں کو زندگی بھر کے لیے معذور کر دیا ہے۔

غزہ کے بارے میں کچھ مفید معلومات

اسرائیل اور غزہ کے درمیان جاری تنازع کے متعلق ان بنیادی حقائق سے تمام لوگوں کو واقف کروانا ضروری ہے، تاکہ لوگ اصل معاملے سے واقف ہوں اور پوری یکسوئی سے ان کے ساتھ یگانگت کا مظاہرہ کرسکیں۔

1 اسرائیل نے 1967ء کی جنگ میں غزہ پر قبضہ کیا تھا اور اس وقت سے آج تک غزہ پٹی کی سرزمین پر ناجائز قبضہ کرتا جارہا ہے۔

2 غزہ کے تین جانب اسرائیل کی سرحدیں ہیں جن کی اس نے اپنی بری و بحری فوج سے پوری طرح ناکہ بندی کر رکھی ہے۔ ایک جانب مصر کی سرحد ہے، لیکن اس سرحد پر اقوام متحدہ کے مبصرین خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں۔

3 اسرائیل کی افواج کے ساتھ مصر کی فوج غزہ کے رہنے والوں کی نگرانی کرتی رہتی ہے، تاکہ غزہ میں کسی بھی فرد کے داخلے یا نکلنے کو روکا جاسکے۔ غزہ ایک طرح سے ایک بڑا قید خانہ ہے جہاں اسرائیل کی اجازت کے بغیر پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا۔

4 غزہ کی اپنی کوئی بندرگاہ یا ایئر پورٹ نہیں ہے، یہاں تک کہ کوئی ریلوے اسٹیشن بھی نہیں ہے۔

5 غزہ کے عوام غزہ سے باہر نہیں جاسکتے، کیوں کہ ان کے پاس کوئی پاسپورٹ نہیں ہے اور ہر جگہ اسرائیلی چوکیاں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ کسی دوسرے ملک کا بھی کوئی فرد اسرائیل کی اجازت کے بغیر غزہ میں داخل بھی نہیں ہوسکتا۔ داخلے کے لیے اسرائیل کی اجازت حاصل کرنا تقریباً ناممکن ہے۔ عام آدمی کو چھوڑیئے کسی طاقت ور ملک کے اعلیٰ ترین سیاسی قائدین کو بھی غزہ میں داخلے کی اجازت نہیں مل سکتی۔ غزہ ایک ایسا مقام ہے جو باقی دنیا سے پوری طرح کٹا ہوا ہے، غزہ والے اسرائیل کی اجازت کے بغیر فلسطین حتیٰ کہ قبلہ اول مسجد اقصیٰ تک بھی نہیں جاسکتے۔

6 غزہ والوں کی روز مرہ استعمال کی تمام اشیاء ان اسرائیلی چوکیوں سے گزر کر ہی آسکتی ہیں۔ یہاں تک کہ دودھ، اناج، دوائیاں جیسی ضروری چیزیں بھی انہی اسرائیل چیک پوائنٹس سے گزر کر آتی ہیں۔ ان چوکیوں سے گزر آنے والی تمام اشیاء پر اسرائیلی بھاری ٹیکس عائد کرتے ہیں۔

7 غزہ ایک بڑی جیل کی مانند ہے۔ ایک پورا ملک ناکہ بندی کا شکار ہے۔ خود غزہ کے اندر بھی کئی اہم گزرگاہوں پر اسرائیلی چیک پوسٹس قائم ہیں۔ اسرائیلی فوجی ان چیک پوسٹوں سے گزرنے والے غزہ کے شہریوں کو روزانہ تنگ اور پریشان کرتے رہتے ہیں۔ اقوام متحدہ نے کئی بار اسرائیل سے مطالبہ کیا ہے کہ غزہ کی یہ غیر قانونی ناکہ بندی ختم کرے، لیکن اسرائیل نے اس پر کوئی توجہ ہی نہیں دی۔

8 اقوام متحدہ میں اسرائیل کے خلاف 50 سے زائد قرار دادیں منظور کی گئیں، لیکن امریکا ہمیشہ اسرائیل کی پشت پناہی کرتا رہا اور اس نے ان قرار دادوں پر کوئی توجہ نہیں دی۔

9 غزہ میں ہمیشہ غذا اور اشیائے ضروریہ کی قلت رہتی ہے کیوں کہ اسرائیل غزہ میں ہونے والی درآمدات کو غیر ضروری

طور پر روک لیتا ہے، ان کی حوصلہ شکنی کرتا ہے اور مختلف طریقوں سے پریشانیاں کھڑی کرتا رہتا ہے۔ دکانوں میں ضرورت کے مطابق راشن نہیں ہوتا، اسپتالوں میں لازمی دواؤں کی قلت رہتی ہے۔

10 غزہ میں بجلی کی کافی قلت ہے اور پیٹرول وگیس کی بھی ہمیشہ قلت رہتی ہے۔ اس کی وجہ سے غزہ میں مہنگائی دنیا میں سب سے زیادہ ہے اور غربت انتہائی تیزی کے ساتھ بڑھ رہی ہے۔ غزہ کے بچے سب سے زیادہ غذا کی کمی کا شکار ہیں۔
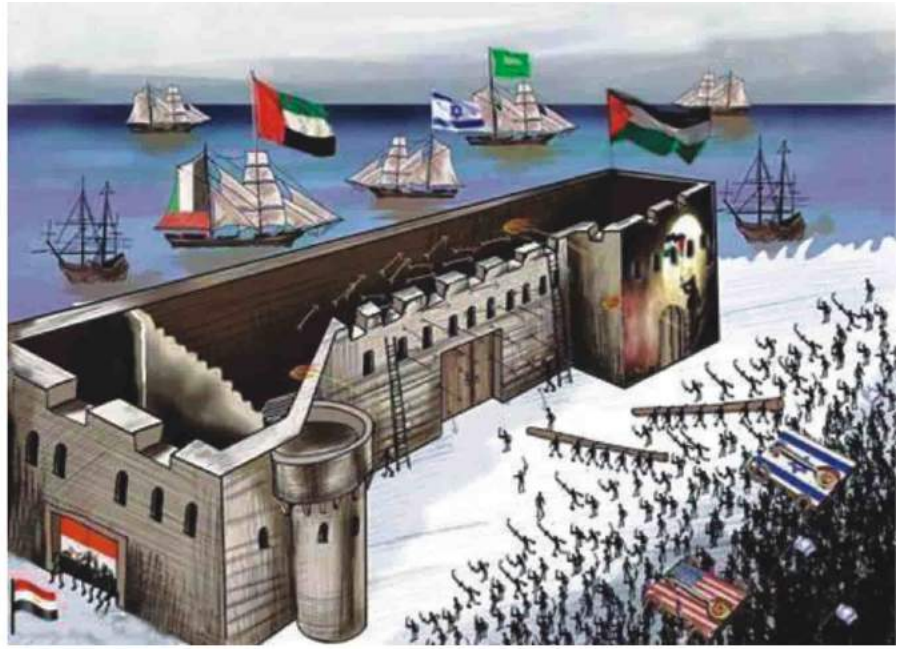
11 غزہ کے کسی بھی اسپتال میں شدید زخمیوں اور بڑے امراض کا علاج کرنے کے لیے کوئی ماہر ڈاکٹر یا خصوصی آلات موجود نہیں ہیں۔

12 یہودیوں نے جب فلسطین پر حملے کئے، تو فلسطین کا 70% حصہ اسرائیل بن گیا۔ فلسطینیوں کی آبادی کا بہت بڑا حصہ دیگر ممالک میں چلا گیا اور بقیہ نے غزہ میں پناہ لے لی۔ غزہ والوں کو کمزور کرنے کے لیے اسرائیلی فوج وقفے وقفے سے غزہ پر بمباری کرتی رہتی ہے۔ اس وقت جاری شدید بمباری کا اکثر حصہ معصوم شہری ہی بنتے ہیں۔ یہ زخمی شہری چیک پوسٹوں پر اسرائیلیوں سے درخواست کرتے ہیں ان کو علاج کے لیے باہر جانے کی اجازت دی جائے، لیکن بے رحم اسرائیلی کبھی اس کی اجازت نہیں دیتے۔ اس طرح جن زخموں کا علاج ہوسکتا تھا وہ اور بھی شدید ہوجاتے ہیں اور بعض اوقات پوری زندگی کے لئے معذوری کا سبب بن جاتے ہیں۔ ماضی میں بڑے ہی خوشحال لوگوں پر مشتمل یہ معاشرہ آج خود اپنی سرزمین میں بے کس اور قیدی بن کر رہ گیا ہے۔ ہم ان لوگوں کے دل کی تکلیف، صدمے، اذیت اور پریشانی کا تصور نہیں کرسکتے ہیں جن کی سرزمین پر قبضہ کرکے انہیں اپنے ہی ملک میں قیدی وغلام بنادیا گیا ہو۔

13 غزہ میں فلسطینی مہاجرین کے لیے اقوام متحدہ کے امدادی ادارے کے سربراہ جان کنگ نے اپنے حالیہ دورہ برلن میں کہا کہ ''غزہ میں انسان سانس تو لیتے ہیں مگر زندگی نہیں گزارتے'' غزہ پٹی کی مثال ایک ایسی جیل کی سی ہے جس کے مکینوں کو باہر نکلنے اور باہر سے کسی کو اندر جانے کی اجازت نہیں ہوتی۔ غزہ پٹی کا بیرونی دنیا کے ساتھ رابطہ وہاں قائم 7 سرحدی گزرگاہوں کے ذریعے ہی ممکن ہے اور ان 7 سرحدی گزرگاہوں میں سے 6 راستے اسرائیل کے ساتھ ملحقہ سرحد پر واقع ہیں اور ساتواں راستہ مصر کی سرحد کی طرف سے ہے، لیکن یہ تمام سرحدی راستے مکمل طور پر بند کر دیئے گئے ہیں۔ اسرائیل ان سرحدی راستوں پر زیر زمین فولادی دیوار تعمیر کر رہا ہے تاکہ سرنگوں کے ذریعے بھی کسی قسم کی آمدورفت کا امکان ختم ہو جائے اور اس کے ساتھ ساتھ مصر نے بھی اپنی سرحد پر دیوار کی تعمیر شروع کر دی ہے، جس کی وجہ سے محصور فلسطینیوں کی آمدورفت بالکل معدوم ہو چکی ہے۔ اس سے قبل ان سرحدی راستوں کو اقوام متحدہ کے کہنے پر صرف انسانی بنیادوں پر امداد کی فراہمی کے لیے کھولا جاتا تھا جو کہ اب بالکل بند ہو چکے ہیں اور غزہ میں فلسطینیوں کی ایک بہت بڑی اکثریت کو جیسے پنجرے میں بند کر دیا گیا ہے۔

14 غزہ کی 18 لاکھ شہریوں کے پاس کسی بھی قسم کے کوئی وسائل موجود نہیں ہیں، وہ کپڑے دھونے کے لیے صابن بھی نہیں خرید سکتے۔ غزہ میں رہنے والوں کو استعمال کے لیے سادہ پانی تو درکنار پینے کے لیے تازہ پانی بھی میسر نہیں ہے۔ 90 فیصد شہریوں کو محض آلودہ پانی دستیاب ہے۔

15 یہ لوگ تقریباً 50 سال سے اپنی آزادی کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں۔ اسرائیل ہر روز اپنے شہریوں کے لیے ان کی زمین پر نئی نئی بستیاں تعمیر کرتا رہتا ہے۔ ہر گزرتے دن کے ساتھ آزادی اور دیگر انسانوں کی طرح معمول کی زندگی کے لیے ان کی امید دم توڑتی رہتی ہے۔ ہر روز وہ اسی درد کے ساتھ رات کو سوتے ہیں اور اسی غم کے ساتھ بیدار ہوتے ہیں۔

16 امن مذاکرات کے نام پر اسرائیل درحقیقت فلسطینیوں کی آزادی کو لیت ولعل میں ٹالتا رہتا ہے، تاکہ نئی اسرائیلی بستیاں اور مکانات تعمیر کر کے فلسطین کی زیادہ سے زیادہ زمین پر قبضہ کر سکے۔ فلسطینی یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں، لیکن کچھ کر نہیں سکتے۔ اسرائیلی فوجی خود ان کے ملک میں روز انہیں پریشان کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ بدسلوکی کرتے ہیں۔ انہیں تکلیف پہنچاتے ہیں اور انہیں ہلاک کرتے رہتے ہیں اور پوری دنیا اس معاملے میں خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے۔ وہ نہتے کمزور اور بے سروسامانی میں 50 سال سے ان کا مقابلہ کر رہے ہیں۔

بکا ہوا اور جھوٹا عالمی میڈیا اس معاملے کو اس طرح سے پیش کرتا ہے جیسا کہ غزہ کے لوگوں نے اسرائیل پر قبضہ کر لیا ہو اور اسرائیل اپنی آزادی کے لیے لڑ رہا ہے۔ یا فلسطینی عوام کوئی دہشت گرد ہیں، جو اسرائیل کو پریشان کر رہے ہیں اور اسرائیل ان سے بچاؤ کے لیے جدوجہد کر رہا ہے۔

(از حافظ محمود الحسن)

غزہ میں موجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت ہاشم کی قبر

اہل مکہ جب '' رِحۡلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيۡفِ ۚ ''

(القریش:2)

کے تحت تجارت کے لئے شام کو جاتے تھے تو بحرمیت کے پاس سے گزر کر بحر متوسط کے کنارے شام کی ساحلی منڈی ''غزہ'' جاتے تھے۔ جسے آج کل ''غزہ کی پٹی'' کہتے ہیں۔ پہلے اس کا نام ''غزہ ہاشم'' تھا۔ یہاں ساحل پر سامنے سے یورپ کا سامان آتا ہے۔ بائیں جانب سے افریقا کا سامان آتا تھا۔ عرب اپنے ساتھ ہندوستان ویمن سے سامان لے آتے تھے۔ بین الاقوامی منڈی لگ جاتی تھی۔ اہل مکہ قریش میں اس شخص کو ان تجارتی قافلوں کا امیر بناتے جو بہت دیانتدار اور سمجھدار ہوتا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت ہاشم کو سب نے متفقہ طور پر اس قافلے کا تاحیات امیر بنایا ہوا تھا۔

وہ اتنی کثرت سے اس جگہ آیا کرتے تھے کہ اس جگہ کا نام ہی ان کے نام پر ''غزہ ہاشم'' پڑ گیا۔ اور ایک سفر تجارت میں آپ کا انتقال غزہ میں ہوگیا اور پھر آپ کو غزہ ہی میں دفن کر دیا گیا غزہ میں آج بھی حضرت ہاشم سے منسوب مقام موجود ہے جس کی تصاویر آپ کے سامنے ہیں۔ الغرض راستے میں ''بحرمیت'' کے کنارے قوم لوط کی بستیاں آتی تھیں۔ مکہ والے ادھر تجارت کے لئے جاتے تھے تو ان کو تباہ و برباد حالت میں اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں اس منظر کو بیان کیا گیا ہے۔

اِنَّكُمۡ لَتَمُرُّوۡنَ عَلَيۡهِمۡ مُّصۡبِحِيۡنَ ۙ وَبِالَّيۡلِ ؕ

(الصافات 138)

وَاِنَّهَا لَبِسَبِيۡلٍ مُّقِيۡمٍ

(الحجر 86)

حضرت ہاشم سے منسوب قبر والے مقام پر بنی ہوئی مسجد ہاشم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت ہاشم سے منسوب مسجد ہاشم

باب نمبر: 4
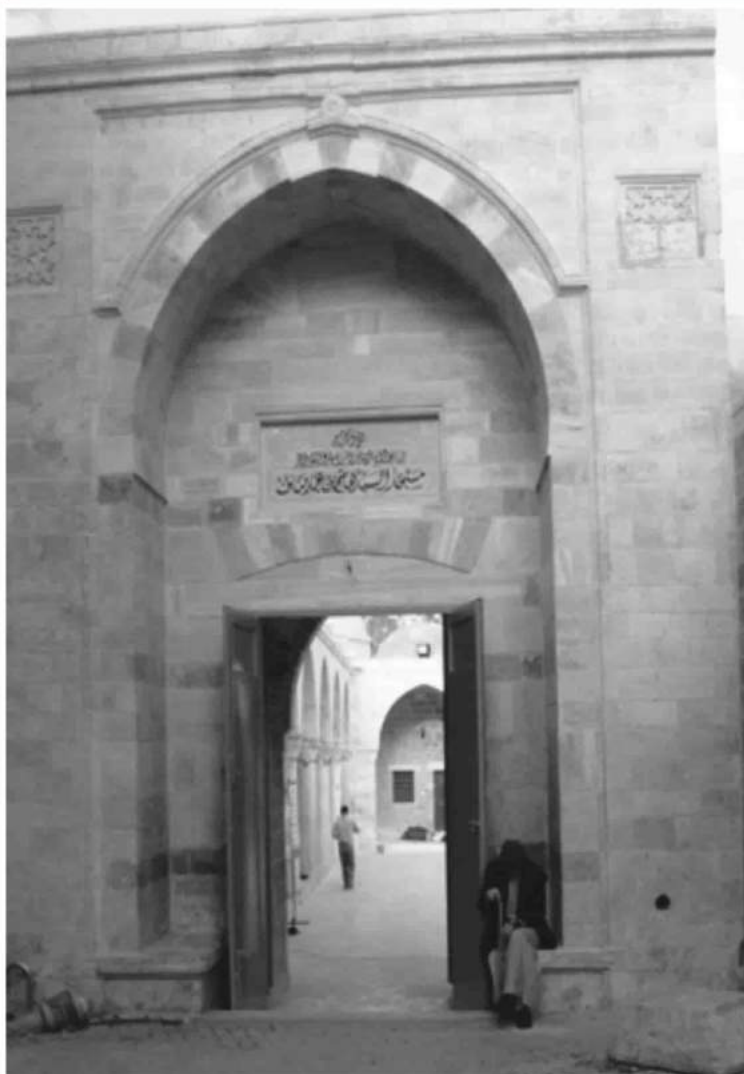
غزہ پر حملے کے اسباب

غزہ پر اسرائیلی حملہ کا بہانہ، 3 یہودی نوجوانوں کا اغواء کرنا؟

3 اسرائیلیوں کے قتل کو دنیا کا سب سے گھناؤنا واقعہ قرار دینے والے اسرائیلی دہشت گردوں کے ہاتھوں سینکڑوں مسلمان بچوں کے قتل پر گونگے شیطان بن گئے۔

''میں 2014ء میں مارے جانے والے تینوں اسرائیلی نوجوانوں کے اہل خانہ سے انتہائی سوگوار حالت میں دل کی گہرائیوں سے اظہار تعزیت کرتا ہوں جن کے پاس اسرائیل اور امریکہ دونوں کی شہریت تھی۔ ایک باپ کے طور پر میں اس غم، دکھ اور تکالیف کا تصور کرتے ہوئے بھی کانپ رہا ہوں جس کا سامنا ان 3 اسرائیلی نوجوانوں کے اہل خانہ کر رہے ہیں۔ دنیا میں جس قدر سخت ترین مذمت کے الفاظ اور انداز ہیں، ان الفاظ میں امریکہ ان معصوم و بے گناہ نوجوانوں کے قتل کی دہشت گردی کی مذمت کرتا ہے۔

ان کے قاتلوں کو تلاش کرنا اسرائیل اور فلسطینی اتھارٹی دونوں کی ذمہ داری ہے جنہیں مل کر یہ کام کرنا چاہئے اور میں اسرائیل کو امریکہ کی مکمل حمایت اور دوستی کا یقین دلاتا ہوں''۔

یہ الفاظ امریکہ کے صدر بارک اوبامہ نے 30 جون کو اس وقت اپنی زبان سے خود ادا کیے جب مقبوضہ فلسطین کے مغربی کنارہ سے ایک خبر ملی کہ 12 جون 2014ء کو اچانک لاپتہ ہونے والے 3 اسرائیلی نوجوانوں جن میں دو 16 سالہ جبکہ ایک 19 سالہ تھا، کی لاشیں ملی ہیں۔ اسرائیل نے ان نوجوانوں کے قتل کا الزام براہ راست غزہ کی حکمران اور فلسطینی عوام کی ہر دل عزیز تنظیم حماس کے اوپر لگا دیا اور پھر اس کے ساتھ ہی اسرائیل نے غزہ پر بموں اور میزائلوں کی بارش کر دی۔

''بدلہ لو بدلہ لو'' اور ''عربوں کو قتل کرو''

یہ خبر سن کر کئی اسرائیلی سڑکوں پہ نکل آئے اور ''عربوں کو قتل کرو'' جیسے اشتعال انگیز نعرے لگانے لگے۔ انتہا پسند مذہبی و سیاسی رہنماؤں نے فلسطینیوں کے خلاف جذبات بھڑکا دینے والی تقریریں کیں، حتیٰ کہ بعض نے فلسطینی بچوں کو ''کیڑے مکوڑے'' قرار دے کر ان کا قتل جائز قرار دے ڈالا۔

یہی وجہ ہے، یکم جولائی کو الخلیل (مغربی کنارے) میں بسے ایک یہودی آبادکار نے دانستہ اپنی کار ایک 9 سالہ فلسطینی بچی شانا بیل عطوس پہ چڑھا دی۔ وہ شدید زخمی ہوئی اور ڈاکٹروں کی سرتوڑ سعی کے بعد ہی جانبر ہوسکی۔

اسی دوران اسرائیل میں ''بدلہ لو بدلہ لو'' کے نعرے بلند ہونے لگے۔ یہودی ربی کھلے عام کہنے لگے: ''جب تک ہماری افواج 300 فلسطینی کھالیں حاصل نہیں کرلیتی، ہمیں چین نہیں آئے گا''۔ سوشل میڈیا میں بھی دنیا بھر کے یہودی متحرک ہوگئے۔ انہوں نے اسرائیلی حکومت اور افواج پہ دباؤ ڈالا کہ وہ ہمارے 3 نوجوان قتل کرنے پہ فلسطینیوں کو نیست و نابود کردیں۔

احتجاج یہود

اس اشتعال انگیز ماحول میں 2 جولائی کو مشرقی بیت المقدس میں 3 یہودی لڑکوں نے ایک فلسطینی لڑکے محمد ابوخصیر کو اغواء کرلیا۔ وہ اسے جنگل لے گئے۔ وہاں اسے زبردستی پیٹرول پلایا پھر اس کو آگ لگادی۔ اُف! بیچارا محمد ابوخصیر کیسی اذیت سے شہید ہوا!!! لیکن اس پر دنیا میں کہیں مذمت نہ ہوئی نہ اس کی طرف کسی کا دھیان گیا۔ آنے والے دنوں میں مختلف مقامات پر مزید فلسطینی لڑکے اور بچے یہود کے ظلم وستم کا شکار ہوئے۔

فلسطین کی نئی نسل پہ حملے کرنے کے باوجود اسرائیلیوں کو قرار نہ آیا۔ اب وہ طاقت کے نشے میں مست اخلاقیات اور انسانیت کی تمام اعلیٰ اقدار پامال کرنا چاہتے ہیں اور ایسا ہی ہوا۔

جیسا کہ بتایا گیا اسرائیلی فوج نے مغربی کنارے میں حماس کے سینکڑوں رہنما و کارکن گرفتار کرلیے۔ ان سے اظہار یکجہتی کی خاطر اوائل جولائی سے غزہ کے مجاہدین اسرائیل پہ راکٹ مارنے لگے۔ ادھر اسرائیلی تو موقع کی تلاش میں تھے، انہوں نے اینٹ کا جواب پتھر نہیں، چٹان سے دینے کا فیصلہ کیا۔

لاشیں ملنے کے پہلے ہی روز اسرائیل نے غزہ پر 34 فضائی حملے کیے اور سینکڑوں فلسطینیوں کو گرفتار کیا، جن میں عورتیں اور بچے بھی شامل تھے۔

اسرائیل نے اپنے لڑکوں کی تدفین کے فوری بعد غزہ پر مزید بڑے حملوں کا اعلان کیا اور ہر روز بمباری تیز کردی گئی، جس کا نشانہ بن کر ہرروز سینکڑوں فلسطینی زخموں سے چور ہوئے۔ بچوں کے جسموں کے چیتھڑے بکھر جاتے۔ مساجد اور گھر ملبے کا ڈھیر بن جاتے۔ اس ملبے سے کتنے فلسطینی بچے، عورتیں اور نوجوان کنکریٹ توڑ توڑ کر زخموں سے چور چور کراہتے اور لہو میں ڈوبے اپنے پیاروں کو ملبے سے نکالتے تو ان پر دوبارہ بمباری شروع ہوجاتی اور یہ سلسلہ تادم تحریر ہرروز تیز تر ہے۔

اقوام متحدہ اور انصاف کے علمبردار کہاں چلے گئے؟

3 سال کے معصوم بچوں سے لے کر 80 سال تک کے سینکڑوں فلسطینی شہید اور زخمی کر دیئے جاتے ہیں، لیکن دنیا صرف تماشائی ہے۔ اس پر ستم یہ کہ اقوام متحدہ، یورپی یونین اور تمام عالمی طاقتیں یہ کہہ دیتی ہیں کہ ''جنگ بندی کی جائے'' کہ جیسے دو برابر کی طاقتوں میں برابر کی جنگ ہو رہی ہو۔

وہی برطانوی وزیر اعظم جس نے اسرائیلی لڑکوں کے نامعلوم قتل پر ان الفاظ میں اظہار مذمت وافسوس کیا تھا کہ ''میں ان اغواء شدہ 3 اسرائیلی لڑکوں کے قتل پر بہت اداس ہوا ہوں۔ یہ دلدوز سانحہ ایسا جرم ہے جس کی معافی ممکن نہیں۔ برطانیہ اسرائیل کے ساتھ تھا اور ساتھ رہے گا تا کہ مجرموں کو سزا دی جاسکے۔ ہماری ہمدردیاں تینوں لڑکوں کے والدین کے ساتھ ہیں۔ دنیا میں آج تک کسی کے والدین کو اس قدر دلدوز غم اور تکلیف کبھی نہیں پہنچی ہوگی''

لیکن دنیا آج خاموش ہے جب مسلمانوں کے سینکڑوں بچے کٹ کٹ کر قبروں میں اتر رہے ہیں۔ ان کے سروں کے ٹکڑے اور اڑے بھیجے دنیا دیکھ رہی ہے۔ مائیں چیخ چلا رہی ہیں۔ باپ اپنے بچوں کے لاشوں سے چمٹے تڑپ رہے ہیں۔ ان پر ہر طرف خاموشی ہے، جیسے مسلمانوں کے بچے تو انسان ہی نہیں ہوتے، بلکہ وہ سارے مجرم ہیں جو انجام کو پہنچ رہے ہیں۔

3 اسرائیلی لڑکوں کے نامعلوم قتل میں وہی اقوام متحدہ جو دنیا بھر میں دن رات مسلمانوں کے قتل میں سب سے زیادہ مجرم ہے تو ساتھ ہی خاموش تماشائی ہے، کہہ اٹھی تھی کہ ''یہ امن کے خلاف سب سے بڑا جرم ہے''۔ ان بے گناہوں کے قتل کی کوئی وجہ نہیں ہوسکتی۔ دنیائے عیسائیت کے مرکز ویٹی کن سے پاپ فرانسسز کا بیان آیا کہ یہ ''اتنا بڑا دکھ ہے کہ جسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا''۔

برطانیہ کے سابق وزیر اعظم ٹونی بلیئر نے کہا کہ ''میں اسرائیل کے 3 لڑکوں کے قتل کی یہ خبر سن کر دہل کر رہ گیا ہوں۔ یہ انتہائی مجرمانہ اور بدمعاشانہ فعل ہے۔ میری تمام تر ہمدردیاں تینوں اسرائیلی لڑکوں کے والدین کے ساتھ ہیں، اس حرکت کی کسی طریقے سے وکالت ممکن نہیں اور نہ ہی اس کے ذمہ داروں کو سزا دینے پر کوئی سمجھوتہ ہوسکتا ہے۔ ساری دنیا کو چاہئے کہ وہ اس عمل کی مذمت میں اکٹھی ہو جائے''۔

اسرائیلی دہشت گردی پر اقوام متحدہ خاموش بیٹھا ہے اور امریکہ اسرائیل کے حملہ کی پشت پناہی کر رہا ہے۔

یہ لوگ 3 اسرائیلی لڑکوں کے نامعلوم قتل پر جس قدر سوگوار ہوگئے، وہ تو دنیا نے دیکھ لیا لیکن انہیں دن رات بھوکے پیاسے، بموں سے ٹکڑے ہوتے فلسطینی عورتیں اور بچے نظر نہیں آتے اور نہ ہی اسرائیل کے ہاتھوں چند دنوں میں گرفتار ہو کر اسرائیل کی جیلوں میں پہنچنے والے ہزاروں فلسطینی نظر آ رہے ہیں، جنہیں ان کے معصوم بچوں کے ہاتھوں سے چھین چھین کر اسرائیلی فوج گاڑیوں میں ڈالتی اور ہمیشہ کے لیے پس دیوار زنداں پھینک دیتی ہے۔

اسرائیل نے 2009ء میں بھی غزہ پر ایسا ہی حملہ کیا تھا جس میں 1300 سے زائد فلسطینی خاک وخون میں تڑپا کر قبروں میں اتارے اور غزہ کا بڑا علاقہ کھنڈر بنایا تھا۔ اس دوران مغربی جمہوری نظام کے ذریعے منتخب ہونے والی حماس کی حکومت کے اراکین اسمبلی اور وزراء کو بھی گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا تھا۔ ان میں سے کئی ایک آج تک جیل میں پڑے ہوئے ہیں، لیکن یہاں نہ تو جمہوریت کی توہین ہوئی اور نہ کسی کو تکلیف ہوتی ہے، کیونکہ یہاں مسئلہ اسلام اور مسلمانوں کا ہے۔

اسرائیل کہتا ہے کہ اس کا نشانہ فلسطینیوں کی تنظیم حماس اور اس کی قیادت ہے جو اسرائیل کے لیے اب بھی بڑا خطرہ ہے۔ 3 اسرائیلی لڑکوں کے قتل کے بعد اسرائیل کے حملوں میں حماس کے کارکنوں، رہنماؤں اور ذمہ داران کے گھر خصوصی نشانہ ہیں۔ مساجد بھی خصوصی طور پر ہدف ہیں جہاں حماس کے لوگ نماز و تراویح کے وقت اکثر موجود ہوتے ہیں اور مساجد کو چن چن کر نشانہ بنایا جاتا ہے اور مساجد کو ملبے کے ڈھیر میں تبدیل کر کے وہاں موجود نمازیوں کو تہہ تیغ کیا جا رہا ہے۔

میڈیا اور اقوام متحدہ نے غزہ پر حملہ کے بعد آنکھیں بند کر رکھی ہیں، جبکہ اسرائیل پر ایک میزائل گرنے کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا جاتا ہے اور غزہ پر 44000 حملوں کو سرسری دکھایا گیا ہے۔

گیس ذخائر کے لئے اسرائیل فلسطینیوں کا خون بہارہا ہے

عالمی جریدے '' دی ایکالوجسٹ'' نے اپنی رپورٹ میں انکشاف کیا ہے کہ غزہ پراسرائیلی حملے کا اصل مقصد یہاں سے حماس کا قبضہ ختم کر کے ایک ایسی کٹھ پتلی حکومت کا قیام عمل میں لانا ہے جو مصری صدر جنرل السیسی کی طرح صہیونی ریاست کی وفادار ہو، تاکہ وہ غزہ کے ساحلی علاقے میں موجود قدرتی گیس کے ڈیڑھ کھرب کیوبک فٹ کے ذخائر پر قابض ہوسکے۔ دی ایکالوجسٹ کی رپورٹ کے مطابق اسرائیلی ماہرین نے غزہ میں قدرتی گیس کے بہت بڑے ذخائر کی نشاندہی کی تھی اور ذخیرے کا ابتدائی تخمینہ ڈیڑھ کھرب کیوبک فٹ لگایا گیا تھا۔ اس انکشاف پر اعلیٰ اسرائیلی حکام نے غزہ میں فلسطینیوں کی قومی دولت پر قابض ہونے کے لئے حملے کا پلان طے کیا۔

دی ایکالوجسٹ کے صحافی نفیس احمد نے لکھا ہے کہ اتنی زیادہ مقدار میں گیس کے نکالے جانے سے فلسطینیوں کی زندگی تبدیل ہوسکتی ہے اور یہ ملک کسمپرسی کے عالم سے نکل کر معاشی خوشحالی کی شاہراہ پر آجائے گا۔ یہ بات اسرائیلیوں کو ہضم نہیں ہورہی ہے، اسی لئے اسرائیلی حکام نے غزہ میں اس مخصوص علاقے پر اپنا قبضہ جمانے کے لئے حالیہ دراندازی کی ہے۔ اسرائیل کی خواہش ہے کہ یا تو اس علاقے پر قبضہ کرلیا جائے یا پھر غزہ سے حماس کا کنٹرول ختم کرا کے یہاں اپنی '' فرمانبردار'' حکومت قائم کردی جائے، جیسا کہ مصر میں جنرل السیسی کی ہے، تاکہ گیس کے ذخائر سے اصل استفادہ صہیونی ریاست حاصل کرے۔ امریکی جریدے '' جرنل آف انرجی سیکورٹی'' میں اپنے مضمون میں امریکی ماہر ڈاکٹر گرے لفت نے لکھا ہے کہ اسرائیل مصر سے گیس کی مسلسل فراہمی کے باوجود اگلے چند سال میں گیس بحران کا شکار ہونے کے خدشے سے دوچار ہے اور اسی لئے اس کی نگاہیں خطے میں تیل اور گیس کے ذخائر کی جانب مبذول ہیں۔ دی ایکالوجسٹ نے لکھا ہے کہ غزہ میں گیس کی قدرتی دولت کے حوالے سے عالمی (امریکی اور برطانوی) کمپنیاں اچھی طرح واقف ہیں، لیکن انہوں نے اس بارے میں حماس یا فلسطینی اتھارٹی کو نہیں بتایا ہے۔ بلکہ الٹا اسرائیلیوں کی مدد کررہی ہیں، تاکہ غزہ میں پائی جانے والی گیس کی دولت فلسطینی قوم کا مستقبل تابناک بنانے کے بجائے ان کی تجوریاں بھرے۔

اسرائیلی جریدے نے لکھا ہے کہ 2007ء سے ہی اسرائیل کو غزہ میں قدرتی گیس کی دولت کی فکر کھائے جارہی ہے۔ ایک اعلیٰ سابق اسرائیلی انٹیلی افسر کے مطابق اسرائیل کو حماس کی غزہ میں موجودگی کا خوف نہیں، لیکن یہ خوف ضرور ہے کہ گیس کے ذخائر کی دولت حماس کے ہاتھ نہ لگ جائے۔ اسی لئے تیل تلاش کرنے والی عالمی کمپنیوں کو وارننگ دی جانی چاہئے کہ وہ غزہ میں حماس کے ساتھ گیس کی تلاش کا کوئی پروجیکٹ سائن نہ کریں۔ مڈل ایسٹ مانیٹر کی رپورٹ کے مطابق اسرائیلی حکمرانوں کو خدشہ ہے کہ اگر فلسطینیوں کو گیس کی دولت مل گئی تو اس سے خطے کا منظرنامہ تبدیل ہوجائے گا اور اسرائیل کے خلاف بے سروسامانی کے عالم میں آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑی ہونے والی ایک بہادر قوم، معیشت کی مضبوطی کے بعد اسرائیل کے لئے کھلا خطرہ بن جائے گی۔ واضح رہے کہ حالیہ ایام میں اسرائیلی ماہرین نے امریکی ماہرین کے ساتھ مل کر اردن، فلسطین، قبرص، شام اور مصری سمندری حدود میں متنازع Leviathan گیس فیلڈ قائم کی ہے، جہاں 19 کھرب کیوبک فٹ گیس اور تیل کے ذخائر موجود ہیں۔ اسرائیلی جریدے کا کہنا ہے کہ غزہ کی ساحلی پٹی کی جانب اسرائیلی کارروائیوں میں تیزی آچکی، کیونکہ گیس کے ذخائر یہیں موجود ہیں۔

(تحریر: سدھارتھ شری واستو)

غزہ پر اسرائیلی حملوں میں میڈیا کا منافقانہ کردار

شاید آپ کو معلوم نہ ہو دنیا کے جتنے TOP کے اخبارات اور چینلز ہیں وہ یہودیوں کے ہاتھ میں ہیں۔ اس وجہ سے غزہ پر حملے کے دوران مغربی میڈیا نے جو منافقانہ رویہ اختیار کیا اس کو ایک آرٹسٹ نے خوبصورت انداز میں ڈھالا ہے۔

یہودی صدر

غزہ

جوابی راکٹ حملوں پر شور مچانے والے مغربی میڈیا اور ان کے دیسی کارندوں کو غزہ پر اسرائیلی میزائلوں اور بموں کی بوچھاڑ نظر نہیں آ رہی؟

اس دور کے حساب سے جنگیں ان 3 طریقوں سے لڑی جاتی ہیں۔
تو آپ کا طریقہ کون سا ہے؟ 1 قلم 2 گولی 3 میڈیا

اسرائیلی حملہ میں امریکہ اور یہودی میڈیا کا منافقانہ کردار

امریکہ اسرائیل درندگی کے شواہد مٹاتے ہوئے ایک مصوری کی نگاہ میں
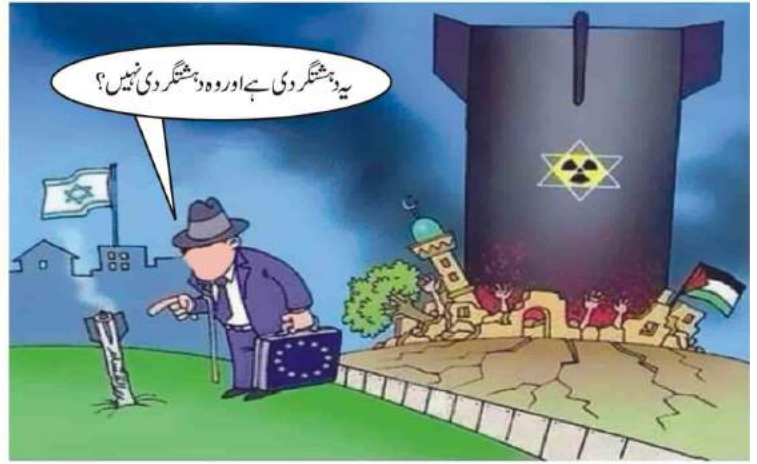
غزہ پر یہودیوں کا ظلم درد دل رکھنے والے آرٹسٹوں کی نظر میں

غزہ کے محافظ! حماس

عرب ممالک

فلسطین
FREE
PALESTINE
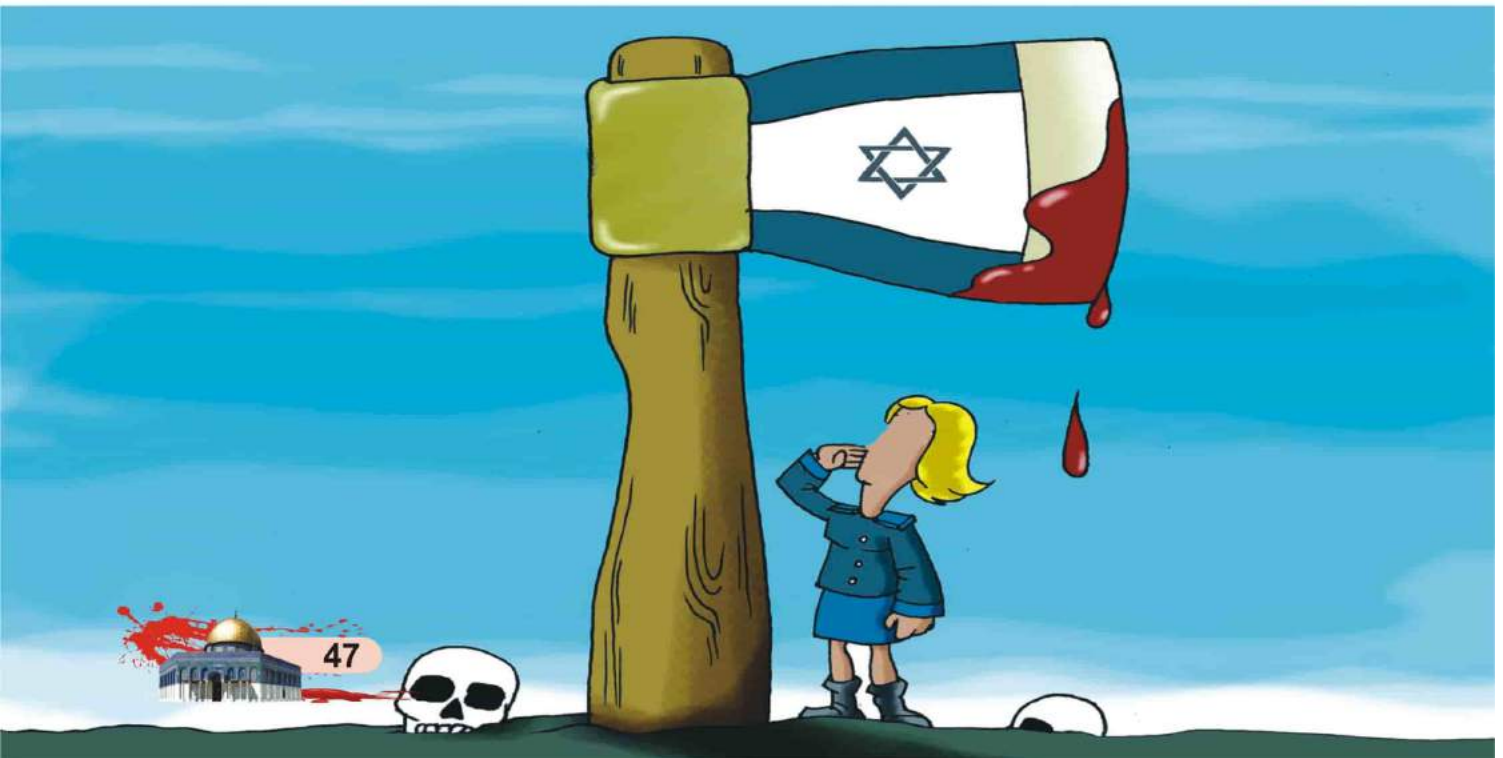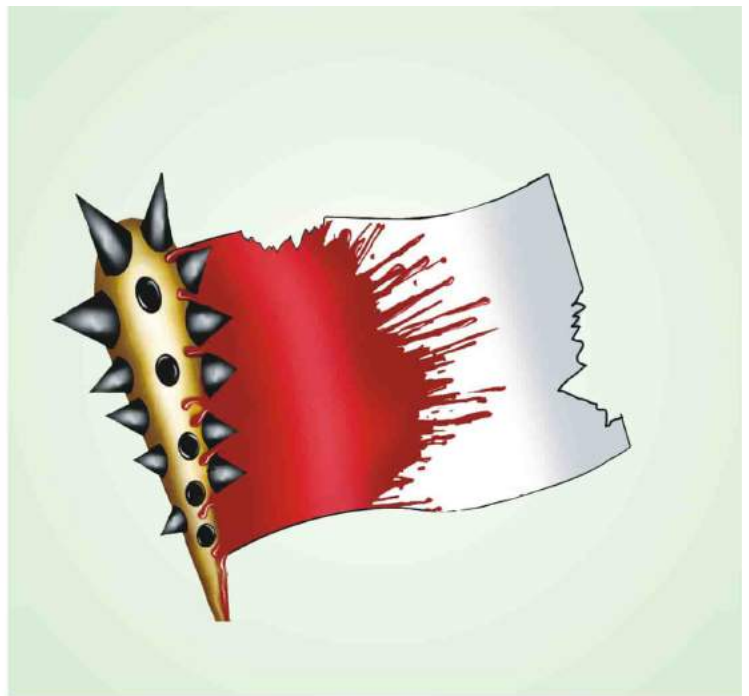
غزہ پر حملہ کا دوسرا سبب

تیل کی پائپ لائن کو محفوظ بنانے کے لئے حملہ

اسرائیل نے غزہ کو بمباری کا نشانہ تیل کی ہوس کے لئے بھی بنایا، جس کے بارے میں زیادہ لوگ نہیں جانتے۔ بہت کم اسرائیل کی تیل پائپ لائن کے بارے میں جانتے ہیں کہ جو کہ اشک کیلون سے غزہ پٹی پر سے گزرتی ہوئی ایلات میں اسرائیل کی جنوبی پٹی تک جاتی ہے۔ اس پائپ لائن سے 400.000 بیرل تیل اسرائیل حاصل کرتا ہے، اسے ایلات اشک کیلون پائپ لائن اور ٹرالسن (Tip) پائپ لائن کہا جاتا ہے، اسرائیل کو توقع ہے کہ یہ پائپ لائن بحیرہ قزوین کے پیداواروں اور ایشیا کی مارکیٹوں کے درمیان ایک بحری راستے کے طور پر نہر سوئز کا مقابلہ کرے گی۔ اسرائیل کو تیل کا بہت بڑا حصہ جارجیا کے ذریعے منتقل کیا جاتا ہے، پھر اسے اشک کیلون کی بندرگاہ تک پہنچایا جاتا ہے۔ وہاں سے اسے ایلات کو بھیجا جاتا ہے اور تب ایشیا کی مارکیٹوں میں دوبارہ بھیجا جاتا ہے، لیکن اسرائیل کو خوف ہے کہ یہ پائپ لائن ٹپ Tip جو غزہ پر سے گزرتی ہے کسی بھی وقت ان فلسطینیوں کا نشانہ بن سکتی ہے جو کہ غزہ میں قید ہیں۔ فلسطینی کسی بھی وقت اس پائپ لائن کا قبضہ اپنے ہاتھوں میں لے سکتے ہیں، اس طرح سارے کا سارا منظر بدل سکتا ہے۔ غزہ کی حکومت کو درہم برہم کرنے کے بعد اسرائیل فلسطینیوں کا نسلی صفایا کرنے پر تلا ہوا ہے۔ مقصد یہی ہے کہ تیل کی ہوس صہیونیوں کو غزہ کا قبضہ فلسطینیوں سے چھین لینے اور وہاں راج کرنے پر مجبور کررہی ہے۔

(حوالہ: اسرائیل آغاز سے انجام تک 324 تا 325)

2020ء تک اسرائیل کا توانائی بحران شدت اختیار کرسکتا ہے۔ اس صورتحال کے پیش نظر اب اسرائیل فلسطینی معدنی ذرائع پر قبضے کو از حد ضروری سمجھ رہا ہے، لیکن مسئلہ یہ ہے کہ یہ ذرائع غزہ کے ساحل کے قریب واقع ہیں اور غزہ حماس کے زیر اثر ہے۔ اسی مسئلے کو حل کرنے کے لئے اسرائیل نے ایک دفعہ پھر حماس کے خاتمہ کے لئے غزہ پر جنگ مسلط کی ہے اور غزہ کی عوام کو حماس کی حمایت کی سزا دینے کے لئے بڑے پیمانے پر بموں اور میزائلوں کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔ غزہ کی جنگ دراصل فلسطینی مسلمانوں کو ان کی زمین اور قدرتی وسائل سے ہمیشہ کے لئے محروم کرنے کی جنگ ہے، تاکہ یہ زمین اور وسائل اسرائیل کے ناجائز وجود کو زندہ رکھنے کے لئے استعمال ہوسکیں۔

پورے فلسطین پر قبضہ کرنے کے لئے غزہ پر حملہ تاکہ ہیکل سلیمانی بنایا جا سکے

یہودیوں نے 1947ء میں فلسطین پر حملہ کیا، 1967ء تک اسرائیل نے فلسطین کے 70 فیصد علاقہ پر قبضہ کرلیا اور ویسٹ بینک اور غزہ کی پٹی میں فلسطینیوں کی حکومت ہے، فلسطین پر حملہ میں یہودیوں کے قبضہ کی وجہ سے 20 لاکھ کے قریب فلسطینی غزہ میں مقیم ہیں، اسرائیل کی کوشش ہے کہ کسی طریقے سے وہ غزہ پر قبضہ کرلے تاکہ اسرائیل کے یہودی حماس کے حملوں سے محفوظ رہ سکیں۔

اسی طرح 3 اگست 1969ء کو بیت المقدس میں ہونے والی اسرائیل لیبر پارٹی کی کانفرنس میں کہا گیا:

''اسرائیل سمجھتا ہے کہ دریائے اردن اس کی وہ مشرقی سرحد ہے جسے چھوڑنا نہیں چاہیے، اسی طرح جولان کی پہاڑیاں اور غزہ کی ساحلی پٹی بھی ہمارے پاس رہنی چاہیے، ایلات اور اس کے جنوب میں جہاز رانی کی حفاظت ہم اپنی فوجوں ہی سے کریں گے، نیز یہ فوجیں پہاڑی دروں پر بھی اپنا کنٹرول رکھیں گی، کیونکہ اس علاقہ کو اسرائیل اپنی ملکی سرحدیں قرار دیتا ہے''۔

15 اگست 1969ء کو یہودیوں نے بیان دیا:

''اسرائیل کا ایک ایسا نیا نقشہ تیار کرنا ہمارے ذمہ ہے جس میں اورشلیم، غزہ، شرم الشیخ اور جولان کی پہاڑیاں سب شامل ہوں، اگر عرب اس نقشہ کو قبول نہیں کریں گے تو ہم جنگ جاری رکھیں گے''۔

یہودی اعلان:...... بیت اللہ سے بیت المقدس تک ہماری سرحد ہے
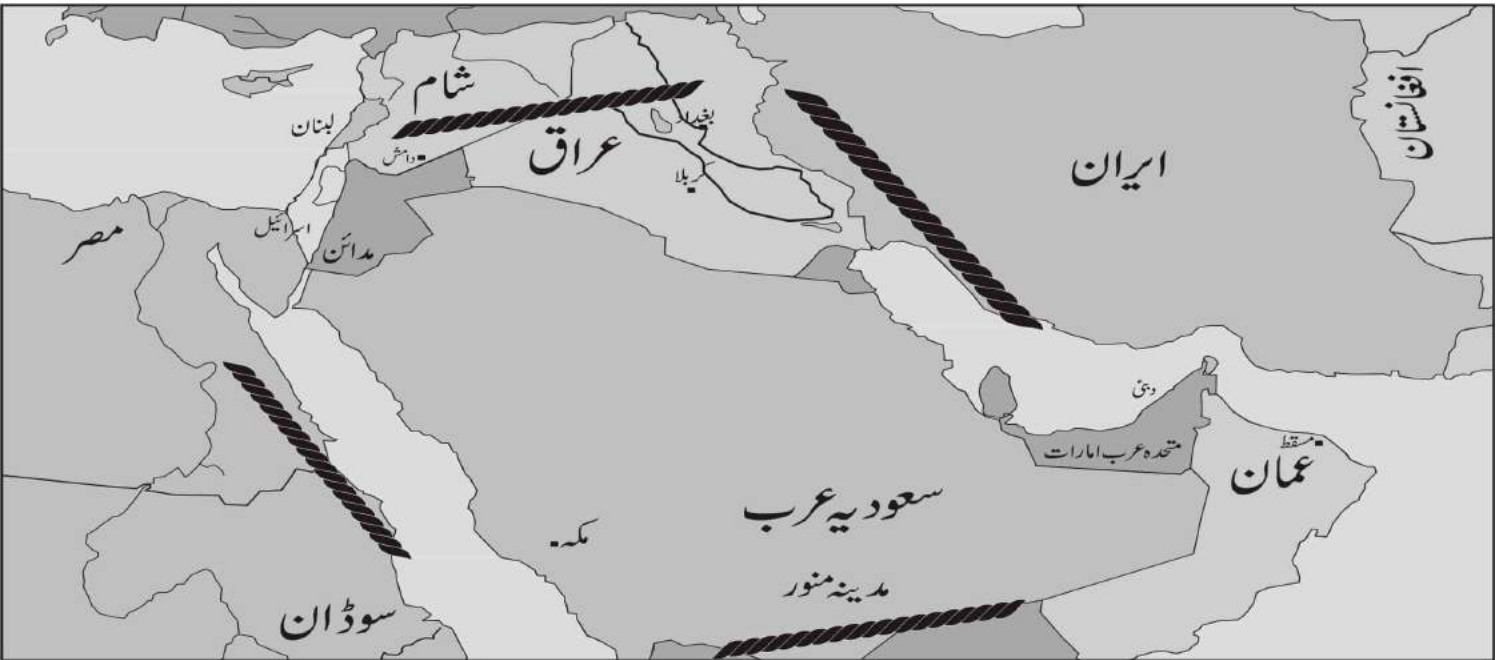
زیرِ نظر نقشہ میں یہودیوں کی خیالی ریاست کی نشاندہی کی گئی ہے۔ یہودی پیشواؤں کا اعلان ہے کہ ہماری سرحد دریائے نیل سے دریائے دجلہ تک اور لمبائی میں شام سے مدینہ منورہ تک ہے۔

باب نمبر: 5

غزہ پر اسرائیلی بمباری کے خوفناک نتائج

اسرائیلی بمباری اور ٹینک میزائل حملوں سے 8 جولائی سے 26 اگست تک 50 دنوں کی بمباری میں غزہ کے 2150 افراد شہید ہو چکے ہیں، جن میں 530 معصوم ننھے بچے بھی شامل ہیں۔ ان حملوں میں اب تک 11,128 افراد زخمی ہو چکے ہیں اور یہ زخمی ایسی حالت میں ہیں کہ فاسفورس بموں میں موجود کیمیکل اگر پاؤں یا ہاتھ پر پڑتا ہے تو یہ زہر خون کے راستہ آگے بڑھتا جاتا ہے، جس کی وجہ سے عموماً ایسا شخص زندگی بھر کے لئے معذور ہو جاتا ہے، کیونکہ بم زدہ ہاتھ یا پیر کو زہر روکنے کے لئے کاٹنا پڑتا ہے۔

ان حملوں میں اب تک 302 خواتین بھی شہید ہو چکی ہیں۔ اسرائیل نے غزہ میں 222 اسکولوں کو بھی تباہ کر دیا ہے، جن میں سے 89 اقوام متحدہ کے زیر تحت چل رہے تھے۔ اسرائیل کے اس خونی کھیل نے 5 لاکھ لوگوں کو در بدر بھی کر دیا ہے۔

ایک رپورٹ کے مطابق اسرائیلی فوج نے وائٹ فاسفورس بم، کیمیائی اور حیاتیاتی اسلحے کا استعمال بے دریغانہ کیا ہے۔ غزہ میں ہر خشک و تر چیز کو تباہ و برباد کر دیا گیا ہے۔ 62 مساجد، 66 سے زائد کالجز، 200 سے زائد پولیس ہیڈ کوارٹرز اور 500 کے قریب سرکاری اور حکومتی عمارات کو تباہ کیا گیا۔ اس کے علاوہ تباہ ہونے والی عمارتیں اور مکانات کی تعداد بھی 7400 کے قریب ہے۔ عمارات تو الگ ہیں، فلسطینیوں کے قبرستانوں کو بھی نہیں بخشا گیا اور مردوں کی بے حرمتی کے ساتھ ساتھ پورے غزہ کو اسرائیل نے کھنڈر بنا دیا ہے۔

دوسری طرف اسرائیل نے تصدیق کی ہے کہ اس کے جہنم رسید ہونے والے 70 فوجیوں میں سے 5 اپنے ہی سپاہیوں کی گولیوں کا نشانہ بنے۔ اسرائیلی وزیر اعظم نیتن یاہو نے بے گناہ انسانی ہلاکتوں پر کسی مذمت کا اظہار کیے بغیر کہا ہے کہ امن کی ضمانت کے بغیر جنگ بندی ممکن نہیں۔ 200 سے زائد ممالک کی عالمی برادری میں کوئی یہ پوچھنے والا نہیں کہ امن کا اصل دشمن تو خود ان کا ملک اسرائیل ہے۔ اس صورت میں امن کی ضمانت کوئی دوسرا ملک کیسے دے؟

پاکستان میں موجود سینئر فلسطینی صحافی جمال اسماعیل نے ''امت'' کو بتایا کہ اسرائیل کے ایف 16 طیارے غزہ پر مسلسل بمباری کر رہے ہیں۔ العربیہ ڈاٹ نیٹ نے اس حوالے سے ایک بریف نوٹ بھی جاری کیا ہے جس میں دو طرفہ حملوں اور ان میں ہونے والے نقصانات کی مختصر تفصیلات دی گئی ہیں۔ 8 جولائی سے 26 اگست تک 50 روز غزہ پر اسرائیل کے وحشیانہ حملے جاری رہے۔ اسرائیلی فوج نے مجموعی طور پر 5263 فضائی، زمینی اور سمندری اطراف سے حملے کیے۔ رد عمل میں غزہ کی پٹی سے مزاحمت کاروں نے اسرائیلی تنصیبات پر 4564 راکٹ حملے کیے۔

اسرائیلی جارحیت کے نتیجے میں غزہ کی پٹی میں 2150 فلسطینی شہید اور 11 ہزار 128 افراد زخمی ہوئے۔ شہداء میں 530 بچے، 302 خواتین اور 102 معمر اور زخمیوں میں 3303 بچے، 2101 خواتین اور 410 معمر افراد شامل ہیں۔ اسرائیلی فوج نے غزہ کی پٹی میں 49 مرتبہ اجتماعی قتل عام کیا، جس کے نتیجے میں مجموعی طور پر 530 افراد شہید ہوئے۔ کارپٹ بمباری سے 2465 عمارتیں کلی طور پر مسمار جبکہ 13 ہزار 644 عمارتوں کو اس حد تک جزوی نقصان پہنچا کہ وہ بھی قابل استعمال نہیں رہی ہیں۔ بمباری میں مساجد کو خاص طور پر نشانہ بنایا گیا۔ بمباری کے نتیجے میں غزہ کی پٹی سے 4 لاکھ 66 ہزار بے گھر ہوئے، نیز غزہ کی پٹی میں ساڑھے تین ارب ڈالر کا معاشی نقصان ہوا۔ 134 کارخانے مکمل طور پر تباہ کر دیے گئے، جس کے نتیجے میں 30 ہزار افراد بے روزگار ہوئے۔ گو کہ جوابی کاروائی میں فلسطینی مزاحمت کاروں کے حملے زیادہ جان لیوا تو ثابت نہیں ہوئے لیکن اسرائیلی معیشت کو چار ارب ڈالر کا نقصان پہنچا ہے۔

(تحریر: وجیہ احمد صدیقی)

اسرائیلی بمباری نے غزہ کو کھنڈر بنا دیا

خادم الحرمین الشریفین شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز نے عالمی فوڈ پروگرام کی درخواست پر فلسطینی باشندوں کے لیے مزید 10 لاکھ ڈالر کی منظوری دی ہے۔ یہ امدادی رقم 80 ہزار سے زائد ان فلسطینیوں کی بہبود پر خرچ کی جائے گی، جو مغربی کنارے پر آباد ہیں۔ دوسرے عرب اور مسلمان ملکوں کو بھی آگے بڑھ کر مظلوم فلسطینی باشندوں کی امداد کرنی چاہئے۔ اسرائیل کو تو دو ملک امریکا اور برطانیہ ہی اتنی مالی وفوجی امداد دے دیتے ہیں کہ اسے کسی اور کے آگے ہاتھ پھیلانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ وہ نہایت بے فکری کے ساتھ فلسطینیوں کا قتل عام کرتا رہتا ہے۔

اسرائیل نے غزہ کو کھنڈر بنا دیا ہے۔ غزہ میں 7 ہزار 400 گھر مکمل تباہ، جبکہ 37650 سے زائد گھروں کو جزوی نقصان پہنچا ہے۔ غزہ میں خوراک اور پینے کے پانی کی شدید قلت ہے۔ غزہ کے کچھ علاقوں میں صرف 2 گھنٹے کے لیے بجلی آتی ہے۔ باقی علاقے اسرائیلی بمباری سے ہی روشن ہوتے ہیں۔ بجلی کی کمی کے سبب پانی کی فراہمی بھی ناممکن ہوگئی ہے، کیونکہ اسرائیل نے غزہ کے واحد پاور پلانٹ کو تباہ کردیا ہے۔ غزہ کے 18 لاکھ سے زائد شہری محصور ہو چکے ہیں۔ اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق غزہ کے 2,40,000 شہری اقوام متحدہ کے کیمپوں میں منتقل ہوگئے ہیں۔ یعنی غزہ کے ہر 8 شہریوں میں سے ایک فرد اقوام متحدہ کے کیمپ میں پناہ گزین ہے۔ فلسطینی ذرائع کے مطابق جمعرات کو اسرائیل نے 4 گھنٹے کی جنگ بندی کا اعلان اس لیے کیا کہ اسرائیل کی شدید بمباری کے جواب میں حماس نے 27 راکٹ اسرائیل پر فائر کیے تھے۔ تاہم جنگ بندی کے اس اعلان کے باوجود جمعرات کو کیے گئے تازہ حملے میں اسرائیل نے غزہ میں ایک مارکیٹ کو نشانہ بنایا، جس میں تادم تحریر 16 افراد کے شہید اور 150 کے زخمی ہونے کی اطلاعات ہیں۔

اسرائیلی فورسز نے غزہ پر 34000 گولے فائر کیئے

اسرائیلی آرٹلری فورس نے غزہ پر 34 ہزار گولے فائر کیئے اور جان بوجھ کر نہتے شہریوں کو نشانہ بنایا۔ برطانوی اخبار ''ڈیلی مرر'' نے ایک رپورٹ میں اسرائیلی آرٹلری یونٹ کے نشانہ بازوں کو ناتجربہ کار قرار دیتے ہوئے بتایا ہے کہ فلسطینی عوام کی ایک بہت بڑی تعداد ان اناڑی اسرائیلی توپچیوں کے ہاتھوں ہلاک ہوئی، جنہوں نے فلسطینی علاقوں پر اندھا دھند بمباری کی اور دیئے گئے اہداف کو نشانہ بنانے کے بجائے اپنی ماضی سے ٹینک اورتوپوں کے شیل سویلین علاقوں پر برسائے۔ اسرائیلی فوج کی ایک تحقیقاتی کمیٹی نے غزہ میں سویلین ہلاکتوں کا ذمہ دار اپنے آرٹلری یونٹس کوقرار دیا ہے، تاہم اسرائیلی فوج کی قیادت نے ملوث اہلکاروں کے خلاف کارروائی کا امکان رد کردیا ہے۔ اس حوالے سے اسرائیلی اخبار یروشلم پوسٹ نے اپنی ایک رپورٹ میں لکھا ہے کہ 8 جولائی 2014 سے 2 اگست 2014 تک محض 26 دن میں اسرائیلی آرٹلری یونٹوں نے غزہ پر 34 ہزار بم برسائے، جس سے شجاعیہ، رفحہ، وسطی غزہ اور ملحق علاقے ملبے کا ڈھیر بن چکے ہیں۔ جبکہ انفینٹری میں شامل ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں سے برسائے جانے والے بموں کی تعداد 24 ہزار بتائی جاتی ہے۔

اسرائیلی اخبار ''ٹائمز آف اسرائیل'' نے بتایا ہے کہ انٹرنل آرمی انویسٹی گیشن میں اسرائیلی تفتیش کاروں نے سدرن کمانڈ، غزہ ڈویژن کے ''گیواتی بریگیڈ'' کو رفحہ میں سویلین اہداف کو نشانہ بنانے کا ذمہ دار قرار دیا ہے۔ جہاں اسرائیلی فضائیہ کے 40 فضائی حملوں کے ساتھ زمینی آرٹلری بمباری کی گئی اور دو گھنٹوں میں ''گیواتی بریگیڈ'' نے 1200 گولے فائر کیئے جس کے نتیجے میں 130 سویلین ہلاک اور 300 سے زیادہ زخمی ہوئے۔

اسرائیلی جنگی رپورٹر ایموس ہاریل نے اپنے ایک مضمون میں لکھا ہے کہ آرٹلری یونٹس کی جانب سے 34 ہزار شیلز کی بمباری سے اسرائیل کا یہ دعویٰ غلط ثابت ہو جاتا ہے کہ اسرائیل نے غزہ میں جنگ کے بجائے محض فوجی آپریشن کیا ہے۔ سابق اسرائیلی آرٹلری کمانڈر ایموس لکھتا ہے کہ جنگی آپریشن میں طیاروں اور ڈرونز یا اسپیشل آپریشن فورس کی مدد لی جاتی ہے، لیکن غزہ میں آرٹلری اور انفینٹری کا بھرپور استعمال کیا گیا۔ اسرائیلی جریدے Harretz کے مطابق 8 جولائی سے 27 جولائی تک محض تین ہفتوں میں اسرائیلی افواج کے مطابق آرٹلری یونٹس 30 ہزار شیل غزہ پر برسا چکے تھے اور اعلیٰ اسرائیلی ملٹری افسران نے دبے الفاظ میں تسلیم کرلیا تھا کہ بھرپور آرٹلری فائر نے سینکڑوں فلسطینیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے، لیکن اسرائیلی عسکری کمانڈرز نے ایسے کسی بھی امکان کو رد کردیا ہے کہ غلط نشانہ بازی کرنے والے آرٹلری فائر پاور کے توپچیوں کے خلاف حکومت کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(سدھارتھ شوری واستو)

غزہ میں ساڑھے 11 ارب ڈالر کی سرکاری و نجی املاک تباہ ہوئیں

اسرائیل کی جانب سے غزہ کے مظلوم مسلمانوں کے خلاف حالیہ بربریت کے خاتمے کے بعد فلسطینی اتھارٹی کی قائم کردہ کمیٹی نے نقصانات کا ایک جائزہ پیش کیا ہے۔ نائب وزیراعظم محمد مصطفیٰ کی زیرنگرانی اس کمیٹی نے حماس اور اسرائیل کے مابین جنگ بندی معاہدے کے بعد غزہ کے تمام حصوں کا تفصیلی دورہ کر کے ایک جامع رپورٹ مرتب کی ہے۔ معروف عرب خبر رساں ادارے الجزیرہ کے مطابق غزہ کے خلاف حالیہ اسرائیلی کا غزہ کی پٹی میں اثر و رسوخ ختم کرنا چاہتا ہے۔ لیکن 50 روزہ جنگ میں ان میں سے ایک بھی مقصد حاصل نہیں کر سکا۔ اس لئے کہ اسرائیلی حملوں کے نتیجے میں 80 فیصد سے زیادہ نقصان عام شہریوں کا ہوا ہے۔

کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق حالیہ جنگ میں مجموعی طور پر 2150 فلسطینی شہید ہوئے، جن میں 530 بچے اور 302 خواتین شامل ہیں۔ خواتین میں اکثریت کی عمر 40 سال سے زائد ہے۔ ان

بربریت میں جانی و مالی نقصانات کا جائزہ لینے والی کمیٹی کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ 50 روز تک جاری رہنے والی جنگ میں اسرائیل نے اپنے متعین کردہ اہداف کے بجائے زیادہ تر عام شہریوں کو نشانہ بنایا۔ اسرائیل کے ہاتھوں غزہ کی معیشت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ اسرائیل نے ''آپریشن دفاعی کنارہ'' کے نام سے 8 جولائی کو غزہ کی پٹی پر فضائی حملوں کا آغاز کیا تھا اور اس جارحیت کا مقصد یہ بتایا تھا کہ وہ حماس کی حربی صلاحیت کی کمر توڑنا، اس کے ہتھیاروں کے خاتمے اور اس حملوں سے 23 ڈاکٹر اور طبی عملے کے افراد، 16 صحافی اور 11 امدادی کارکن بھی شہید ہوئے۔ اسرائیلی بربریت سے مجموعی طور پر 10870 فلسطینی زخمی ہوئے۔ جن میں ایک چوتھائی معذور ہوئے ہیں۔ زخمیوں میں 3303 بچے اور 2101 خواتین بھی شامل ہیں۔ حالیہ جنگ میں یکم اگست اور 29، 30 جولائی سب سے تباہ کن رہے۔ ان دنوں میں بالترتیب 152، 145 اور 143 فلسطینی شہید ہوئے۔ فلسطینی وزارت صحت کے مطابق ایسے فلسطینی خاندانوں کی تعداد تقریباً 100 ہے جن کے کئی افراد صہیونی درندگی کا نشانہ بنے۔

اسرائیلی میڈیا کے مطابق صہیونی فوج نے اس دوران 4500 فضائی حملے کئے، لیکن فلسطینی اتھارٹی کی قائم کردہ کمیٹی نے اپنی تازہ رپورٹ میں فضائی حملوں کی تعداد 8210 بتائی ہے۔ جبکہ جنگی بوٹس سے 15736 شیل فائر کئے گئے۔ اسرائیلی آرٹلری نے غزہ کے مختلف علاقوں پر 36718 گولے داغے۔ ان حملوں میں غزہ کے 17132 مکانات کو تشدد کا نشانہ بنایا جن میں سے 2465 مکانات مکمل طور پر تباہ ہوئے۔ ان میں حماس کے رہنما اور سابق فلسطینی وزیر اعظم اسماعیل ہانیہ کا گھر بھی شامل ہے۔ تاہم حملے سے قبل ان کے اہل خانہ محفوظ مقام پر منتقل ہو چکے تھے۔ جارحیت کے آخری دنوں میں اسرائیلی فضائیہ نے غزہ شہر کی 3 کثیر المنزلہ عمارتوں کو بھی نشانہ بنایا، جن میں سینکڑوں خاندان رہائش پذیر تھے۔

اسرائیلی حملوں سے غزہ کے مختلف علاقوں میں واقع چھوٹی بڑی 171 مساجد بھی نشانہ بنیں۔ جن میں سے 62 مساجد مکمل طور پر تباہ ہوگئیں۔ اسرائیل نے غزہ کے مظلوم مسلمانوں کی مدد کرنے والے 48 خیراتی اداروں کے مراکز کو بھی نشانہ بنایا۔ مذکورہ ادارے 2 لاکھ سے زائد غریب فلسطینیوں کی کفالت کر رہے تھے۔ صہیونی درندوں نے غزہ کے مختلف علاقوں میں پانی صاف کرنے والے 9 اسٹیشنوں کو بھی تباہ کیا، جبکہ 18 بجلی گھر بھی اسرائیلی بمباری سے تباہ ہوئے۔ جن سے غزہ میں بجلی کا بحران پیدا ہوا۔ تاہم ترکی غزہ کے لیے بجلی کا متبادل انتظام کرتے ہوئے ایک بحری جہاز بھیج چکا ہے، جس میں بڑے بڑے جنریٹر نصب ہیں۔ اسرائیل نے غزہ میں کام کرنے والے 19 مختلف مالیاتی اداروں کی عمارتوں پر بھی بمباری کی۔

بمباری سے 372 چھوٹے بڑے صنعتی اور تجارتی مراکز تباہ ہوئے۔ مچھلی کے شکار کے 55 مراکز کو بھی نشانہ بنایا گیا۔ صہیونی فوج کی بمباری سے 10 ہسپتال اور 19 طبی مراکز تباہ ہوئے۔ جبکہ 36 ایمبولینس بھی بمباری کی زد میں آئیں۔ کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ رہائشی مکانات کے بعد صہیونی فوج نے سب سے زیادہ اسکولوں، تعلیمی اداروں اور مساجد کو نشانہ بنایا۔ مجموعی طور پر 222 اسکول تباہ ہوئے۔ جن میں 141 سرکاری اور 76 اونرا نامی ادارے کے ہیں، جبکہ تباہ ہونے والے 5 اسکول نجی ہیں۔ اسرائیلی فوج نے غزہ کی 7 یونیورسٹیوں پر بھی بمباری کی۔ اسرائیلی بمباری سے بے گھر ہونے والوں کی تعداد ایک لاکھ سے زائد ہے۔ جبکہ وقتی طور پر گھر کو چھوڑنے والے فلسطینی واپس لوٹ گئے ہیں۔

مذکورہ جائزہ رپورٹ کے مطابق حالیہ اسرائیلی جارحیت کے نتیجے میں غزہ کے پبلک سیکٹر کو تقریباً 8 ارب ڈالر کا نقصان پہنچا ہے۔ جبکہ سڑکوں، اسکولوں اور دیگر سرکاری انفرااسٹرکچر کو پہنچنے والے نقصان کا تخمینہ 3 ارب 60 کروڑ ڈالر لگایا گیا ہے۔ غزہ سے تعلق رکھنے والے اقتصادی ماہر ''ماہر الطباع'' کا کہنا ہے کہ حالیہ جنگ میں پہنچنے والا نقصان مذکورہ اندازے سے کہیں زیادہ ہے۔ جبکہ تباہ ہونے والی عمارتوں اور انفرااسٹرکچر کی تعمیر کے لئے کم از کم 5 سال کا عرصہ درکار ہوگا۔ دوسری جانب اسرائیلی سرکاری اعداد و شمار کے مطابق حالیہ جنگ میں 70 اسرائیلی ہلاک ہوئے جن میں 65 فوجی اہلکار ہیں جو غزہ پر زمینی حملوں کے دوران نشانہ بنے۔ جبکہ 5 عام شہری حماس کے راکٹ حملوں میں مارے گئے۔ راکٹ حملوں میں زخمی ہونے والے اسرائیلیوں کی تعداد 2300 ہے جن میں بیشتر فوجی اہلکار ہیں۔ لیکن فلسطینی جریدے القدس نے جنگ میں حصہ لینے والے بعض اسرائیلی فوجیوں کے حوالے سے لکھا ہے کہ حماس کے حملوں میں اسرائیل کو جاری اعداد و شمار سے کہیں زیادہ جانی نقصان ہوا ہے۔ اسرائیلی حکومت نے فوجی اہلکاروں کو سختی سے پابند کیا تھا کہ وہ ہر حال میں اپنے ساتھیوں کی ہلاکتوں پر پردہ ڈالیں۔

(تحریر: ضیاء الرحمن چترالی)

گزشتہ 20 برسوں میں فلسطینیوں پر ظلم

گزشتہ 20 برسوں میں اوسط سالانہ 285 فلسطینیوں کو اسرائیلی سیکورٹی فورسز نے شہید کیا۔ 9 دسمبر 1987ء سے 28 ستمبر 2000ء تک 1378 فلسطینی شہری شہید کیے۔ 29 ستمبر 2000ء سے 31 اکتوبر 2007ء میں 4304 افراد کو شہید کیا گیا۔ ان سالوں کے دوران 1144 بچے بھی شہید کیے گئے۔ صرف گزشتہ 7 برسوں میں اسرائیل کے ہاتھوں 863 بچے شہید کیے گئے۔ خود اسرائیل میں کام کرنے والے انسانی حقوق کے سینٹر (Tselemb) کے اعداد و شمار کے مطابق گزشتہ 7 برسوں میں 367 فلسطینیوں کو براہِ راست فائرنگ کا نشانہ بنایا گیا۔ 2043 ایسے فلسطینی شہریوں کو بھی شہید کیا گیا جو کسی قسم کی سیاسی کارروائیوں اور جلوسوں میں شامل نہیں تھے۔

ادھر فلسطینی مرکزی ادارہ برائے شماریات کے اعداد و شمار کے مطابق فلسطین میں 2005ء تک 13 لاکھ افراد غربت کی زندگی گزار تھے۔ یہ تعداد 2006ء تک 21 لاکھ سے تجاوز کر گئی تھی۔ اکتوبر 2007ء تک 8596 افراد اسرائیلی جیلوں میں قید تھے۔ اسرائیلی فوج نے فلسطینی عوام کو سزا دینے کی غرض سے اکتوبر 2001ء سے جنوری 2005ء تک 668 گھر منہدم کر دیئے، جس سے 4182 افراد بے گھر ہوئے۔ اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ کے مطابق اسرائیلی ناکہ بندی کی وجہ سے 15 لاکھ فلسطینی کمسپرسی کا شکار ہیں۔ ایک دوسری رپورٹ کے مطابق 1995ء سے 2005ء تک 11 برسوں میں 63 افراد کو موت کی سزا سنائی گئی۔ Save the Children کے اعداد و شمار کے مطابق 2000ء سے 2006ء کے دوران 68 خواتین نے چیک پوسٹوں پر بچوں کو جنم دیا جس سے 4 خواتین شہید بھی ہوگئیں۔ جون 2007ء کے اختتام تک 426 فلسطینی بچے فلسطینی جیلوں میں قید تھے۔

(تحریر: انور غازی، حوالہ قلم کی قسم 75)

آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ امریکا جیسی سپر طاقت بھی ان یہودیوں کے رحم و کرم پر ہے۔ ان کے بغیر امریکا ایک گھنٹہ بھی اپنی سپر میسی برقرار نہیں رکھ سکتا، کیونکہ امریکا کا تمام تر معاشی، سیاسی، خارجی، داخلی اور انتظامی ڈھانچہ یہودیوں کے ہاتھ میں ہے۔ آپ یہ جان کر بھی حیران ہوں گے کہ اوباما بذات خود ایک یہودی ہے۔ اس کے فارن افیئر (پاکستان اور افغانستان) کا خصوصی سفیر رچرڈ ہالبروک بھی یہودی ہے۔ وائٹ ہاؤس کا چیف آف اسٹاف راہم ایمانوئیل بھی یہودی ہے۔ ران کلائن امریکا کے وائس پریزیڈنٹ جو بائیڈن کا چیف آف اسٹاف ہے، یہ بھی یہودی ہے۔

وائٹ ہاؤس کی ڈپٹی چیف آف اسٹاف آف پالیسی مونا سٹیفن بھی یہودی ہیں۔ امریکا کا دفاعی سسٹم، تعلیم، صحت، اقتصادی ترقی، سرمایہ کاری، بینک کاری، داخلی معاملات، ترقیاتی سیکٹر ڈویلپمنٹ اور پالیسی ساز ادارے بھی انہی یہودیوں کی ملکیت ہیں۔ امریکا کی تمام بڑی یونیورسٹیوں، تمام بڑے ہسپتالوں، تمام انسانی حقوق کی تنظیموں حتیٰ کہ اقوام متحدہ میں بھی یہودیوں کا قبضہ ہے اور یہ سارے یہودی ڈھکے چھپے اسرائیل کو فنڈنگ کرتے ہیں۔ یہ مالی اور انتظامی معاملات میں اسرائیل کی مدد کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اقوام متحدہ جیسے انسانی حقوق کے دعویدار ادارے میں آج تک اسرائیل کے خلاف ایک قرارداد بھی منظور نہیں ہوسکی اور نہ ہی اس پر عملدرآمد ہوسکا۔

بین الاقوامی پانیوں میں 20 افراد کی ہلاکت اگرچہ بہت بڑی جارحیت ہے، لیکن اسرائیل پچھلے 62 سالوں سے نہتے فلسطینیوں کا قتل عام کر رہا ہے، لیکن آج تک کوئی اس کا بال تک نہیں بیکا کر سکا۔ یہ وہی اسرائیل ہے، جس نے 12 جولائی 2006ء میں لبنان پر چڑھائی کر دی تھی، جس کے نتیجے میں لبنان کے 1500 سے زائد لوگ شہید ہوئے تھے، لیکن حماس کے مجاہدین کے منہ توڑ جواب کے بعد جب اسرائیل کی شکست یقینی ہوگئی تو یہی امریکا، برطانیہ اور یورپ تھا جو اس کی مدد کے لیے دوڑ پڑا تھا۔ یہی وہ ممالک تھے جنھوں نے جنگ فوری طور پر بند کرنے پر زور دیا تھا۔ میں آپ کو یہ بھی بتاتا چلوں، یہ وہی اسرائیل ہے جو اب تک ساڑھے 7 ہزار فلسطینیوں کو شہید کر چکا ہے۔ انہی اسرائیلی درندوں کے ہاتھوں اب تک 86 ہزار 473 فلسطینی زخمی ہو چکے ہیں۔ 20 ہزار 221 گھر اور سینکڑوں یونیورسٹیز اور کالجز تباہ ہو چکے ہیں۔ یہاں تک کہ ان درندوں نے فلسطین کی 37 مساجد کو شہید اور 83 مساجد کو جزوی نقصان پہنچایا ہے، جبکہ مسلمانوں کے قبلہ اول میں جانے پر آج تک پابندی عائد ہے۔

یہی نہیں ان اسرائیلی درندوں نے اب تک فلسطین کی ایک ہزار 936 پاک باز اور باپردہ خواتین کے ساتھ دست درازی کی اور پوری دنیا کا میڈیا ان کی بیہودگی کے کلپس اور شاٹس تواتر کے ساتھ نشر کرتا رہتا ہے، لیکن اس کے باوجود آج تک انسانی حقوق کی کوئی تنظیم، ہیومن رائٹس کا کوئی ادارہ اور مہذب دنیا کا کوئی ملک اسرائیل کے خلاف آواز تک بلند نہیں کرسکا۔ صرف اس لیے کہ دنیا بھر کے یہودی اسرائیل کے پشت پناہ ہیں اور امریکا ان کا سب سے بڑا حمایتی اور مددگار ہے، چنانچہ اس کا نتیجہ ہے اسرائیل مڈل ایسٹ میں جارحیت اور درندگی کا بازار گرم کیے ہوئے ہے۔ وہ جب چاہتا ہے غزہ میں مسلمانوں کا قتل عام شروع کردیتا ہے۔ فلسطین کے علاقوں پر قبضہ کرلیتا ہے اور وہ جب چاہتا ہے مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی کرتا ہے، لیکن اس کے باوجود امریکا بولتا ہے اور نہ ہی برطانیہ، اٹلی، جرمنی اور یورپ کے لب ہلتے ہیں۔

یہ حقائق ہیں کہ اسرائیل دنیا کا سب سے بڑا جارح اور دہشت گرد ملک ہے۔ یہ بنی اسرائیل کی وہ قوم ہے جو ضدی بھی ہے، تعصب پسند بھی اور مکار بھی۔ لہٰذا یہ قوم اس وقت تک ظلم و بربریت کا بازار گرم رکھے گی جب تک ان کے سروں پر پہاڑ جیسا عذاب نازل نہیں ہوتا، جب تک یہ قدرت کے عذاب کا شکار نہیں ہوتے، لیکن بحیثیت امت مسلمہ کچھ فرض ہمارا بھی ہے۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت کا انتظار ضرور کریں، لیکن اس سے پہلے اپنے آپ کو ان یہودیوں کے مقابلے کے لیے تیار بھی کریں۔ ہمیں اس کے لیے علمی، فنی، معاشی اور ہر اس میدان میں اترنا ہوگا جس پر آج یہودی چھائے ہوئے ہیں۔ ہمیں اپنی تلواریں نیاموں سے نکالنا ہوں گی، کیونکہ جب تک ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح ان لوگوں کے سامنے نہیں اترتے اس وقت تک اللہ بھی ہماری مدد نہیں کرے گا اور یہ سچ ہے جب تک ہم اس جارح، اس فتنہ پرست اسرائیل کے سامنے بند نہیں باندھیں گے، اس وقت تک یہ قوم بچھڑوں کی صورت نئے نئے فتنے ڈالتی رہے گی۔ یہ فتنہ فساد اور قتل و غارت گری کرتی رہے گی۔

غزہ کے مظلوم مسلمان سلطان ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کے وارث کے منتظر ہیں

لگتا ہے ایوبی کے ورثاء بیدار ہورہے ہیں۔ انہوں نے حالات کی غلامی کی ریت کو چھوڑ کر کچھ کر گزرنے کا عزم کرلیا ہے۔ طویل خواب غفلت سے بیداری کی انگڑائی لینا شروع کردی ہے جس کا مظہر ''فریڈم فلوٹیلا'' (آزادی کا بیڑا) کی شکل میں گزشتہ دنوں امت مسلمہ نے دیکھا۔ جنہوں نے صرف انسانی ہمدردی کی بنیاد پر 40 ممالک کے 700 سے زائد نفوس کو جمع کر کے ایک کاروان تشکیل دیا۔ ان کی منزل آدم خور یہودیوں کے نرغے میں محصور ''غزہ'' تھا۔ ان کا آخر پڑاؤ وہ مقام تھا جو اس وقت تاریخ انسانی کی سب سے بڑی جیل ہے۔ جہاں 15 لاکھ عورتیں، بچے، بوڑھے، بیمار اور ضعیف افراد قید ہیں، لیکن انسانی لبادے میں خونخوار بھیڑیوں نے دنیا بھر کی معزز شخصیات پر مشتمل اس بیڑے پر رات کی تاریکی میں بزدلانہ حملہ کردیا جس سے 20 افراد شہید اور متعدد زخمی ہوئے۔ باقی ماندہ تمام افراد کو پابند سلاسل کر کے ملک بدر کردیا۔ عالمی دباؤ پر جب اقوام

متحدہ نے رسمی معذرت اور اسرائیل کی سرزنش کی تو اس ناجائز ملک کے سرپرستوں نے کاروان آزادی پر حملوں کی ''غیر جانبدارانہ'' تحقیقات کی درخواست کر کے زخم لگا کر نمک سے مساج کرنے کی رسم ادا کرنے چلے ہیں۔

بالکل! وہی غزہ جو اس ملک کا ایک حصہ ہے جس کی زمین نے سرورِ کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قدم بوسی کی تھی۔ یہ انہی وادیوں کا حصہ ہے جہاں حضرت عزیر علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں سے زیتون کے پودوں کی آبیاری کی تھی۔ یہ اسی فلسطین کا ٹکڑا ہے جہاں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے قدم نسل انسانی کے دل و دماغ میں موجود کفر و شرک کے ناسور کے علاج کے لیے اٹھے تھے۔ یہ وہی سرزمین انبیاء ہے جہاں تمام نبیوں نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز ادا کی۔ یہ اسی القدس کا مبارک حصہ ہے جس کی برکتوں، عظمتوں اور رفعتوں کی گواہی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دی۔

لیکن...... آج یہ مقدس سرزمین جنگجو امریکا کے کوکھ سے جنم لینے والے ناپاک اور ناجائز وجود کی اسیر ہے، جس کی پرورش امریکا کی زیر نگرانی یورپی ممالک نے کی۔ جس کا دامن ایریل شیرون، یہود بارک اور نیتن یاہو جیسے قابل نفرت اور ننگ انسانیت افراد کے شرمناک جرائم سے داغدار ہے۔ جنہوں نے رام اللہ، غزہ، بیت المقدس، شتیلہ، اور صابرہ میں لاشوں کے انبار لگانے میں مقابلے کیے۔

اس صہیونی ریاست کا وزیر دفاع وہ ایہود بارک ہے جس کا ماضی 11 سالہ بچے کو زمین پر لٹا کر اوپر سے بلڈوزر گزارنے کے احکامات دینے جیسے واقعات سے پر ہے، اسی پر بس نہیں۔ جب اس ماہی بے آب کی تڑپتے بچے کی ہڈیاں چٹخیں تو اس شیطان کے پجاری نے نہایت سفاکی سے کہا: ''اس سے اچھا ساز میں نے آج تک نہیں سنا''۔

ان دولت کے پجاری یہودیوں نے بے دست و پا فلسطینیوں کو فاقوں سے مارنے کے لئے غزہ میں قید کر رکھا ہے۔ یہ دنیا کی سب سے بڑی اور منفرد جیل ہے۔ یہ (25 میل لمبی اور 10 میل چوڑی) 360 کلومیٹر کے علاقے پر محیط ہے۔ جو اسرائیل اور مصر کی زمینی حدود میں محصور ہونے کے علاوہ بحر متوسط کے ساحل پر واقع ہے۔ جی ہاں! وہی مصر جو اب اسرائیل کا علانیہ مددگار ہے۔ جو اسرائیل کے بعد 2010ء کے امریکی بجٹ میں 1.3 بلین ڈالر کی سب سے زیادہ امریکی امداد لینے والا اسلامی ملک ہے۔ جہاں کے مبارک صدر کی نحوست گزشتہ 30 سال سے مسلمانوں بالخصوص عرب ممالک میں یہودی و سامراجی سازشوں کو پنپنے کے لیے بھرپور موقع اور حفاظت فراہم کر رہی ہے۔ یہی وہ غزہ کی پٹی جہاں کے 60 فیصد لوگوں کو حلق تر کرنے اور معصوم بچوں کے پھول جیسے ہونٹوں کو پیاس بجھانے کے لیے پانی کے چند قطرے بھی میسر نہیں...... جہاں ماؤں کی جاگتی آنکھوں کے خواب بھی صہیونیوں کی سنگینیوں کی خوراک بن گئے ہیں۔ جہاں بھوک سے بلکتے شیر خواروں کی آوازوں پر بھی کوئی قیامت نہیں اترتی۔ جہاں پانی کی کمی کو دور کرنے کے لیے او آئی ایس کے اجلاسوں میں ٹھنڈے منرل واٹر پیتے ہوئے سوچا جاتا ہے۔ جہاں اقوام متحدہ

کی زیر نگرانی خوراک کی سپلائی کے منصوبوں کا فیصلہ واشنگٹن اور نیویارک کے فائیو اسٹار ہوٹلوں کے پرتکلف ڈنر میں ہوتا ہے۔

کیا ہماری زمینوں نے اناج اسی لئے اگایا تھا کہ غزہ میں ہمارے بچے ایک ایک نوالے کو ترس جائیں؟ کیا ہماری فیکٹریاں اسی لیے سوت اور ریشم کے انبار لگا رہی ہیں کہ ''بنت حوا'' سرزمین انبیاء میں تار تار کو ترسے؟ کیا ہماری 3500 سے زائد فارماسوٹیکلز فیکٹریوں کے گودام اسی لیے بھرے ہوئے ہیں کہ ان کی آس میں القدس کے شہری سسک سسک کر مر جائیں؟ جن کی آہیں دنیا کو یہ نوید سنا رہی ہیں کہ انسانیت مر گئی ہے۔ جن کی سسکیاں چہار سو بانگ دہل کہہ رہی ہیں۔ ''مجھے انصاف دو، انصاف کہاں ہے؟'' جن کی نگاہیں تعجب سے آسمان کو دیکھتی ہیں۔ کیا اب بھی آسمان ٹوٹنے کا وقت نہیں آیا؟ جن کے پھولوں سے بھی خون کی بو آنے لگی ہے۔ جن کی گلیوں میں موت بھی صدا لگاتی پھرتی ہے۔ جہاں زندگی اذیت کا نام ہے۔ جہاں سانسوں کی بھی قیمت ہے۔

اس سے پہلے کہ لہجے بے آواز ہو جائیں اور خدا کی لاٹھی حرکت میں آئے، خدارا! اس باپ کا سہارا بنیں جس کے جوان بیٹے نے اس ارض مقدس کی حفاظت میں جان قربان کی، اس عورت کی اشک شوئی کریں جس کی بیٹی صہیونی ہوس کا نشانہ بنی۔ ان معصوم نوخیز کلیوں پر دست شفقت رکھیں جن کے باپ یہودی درندی کا نشانہ بنے، اس بنت حوا کے سر پر چادر ڈالیے جس کے بھائی کا صرف یہ قصور تھا کہ وہ مسلمان ہے۔

(صاحب تحریر محمد توصیف صاحب، حوالہ: ضرب مومن 17 جون 2010)

غزہ پر اسرائیلی بمباری سے ہونے والی تباہی

بمباری طیاروں کے ذریعہ غزہ پر حملہ
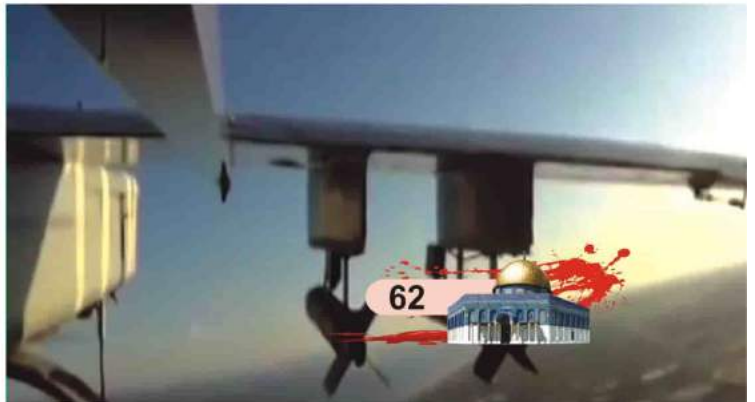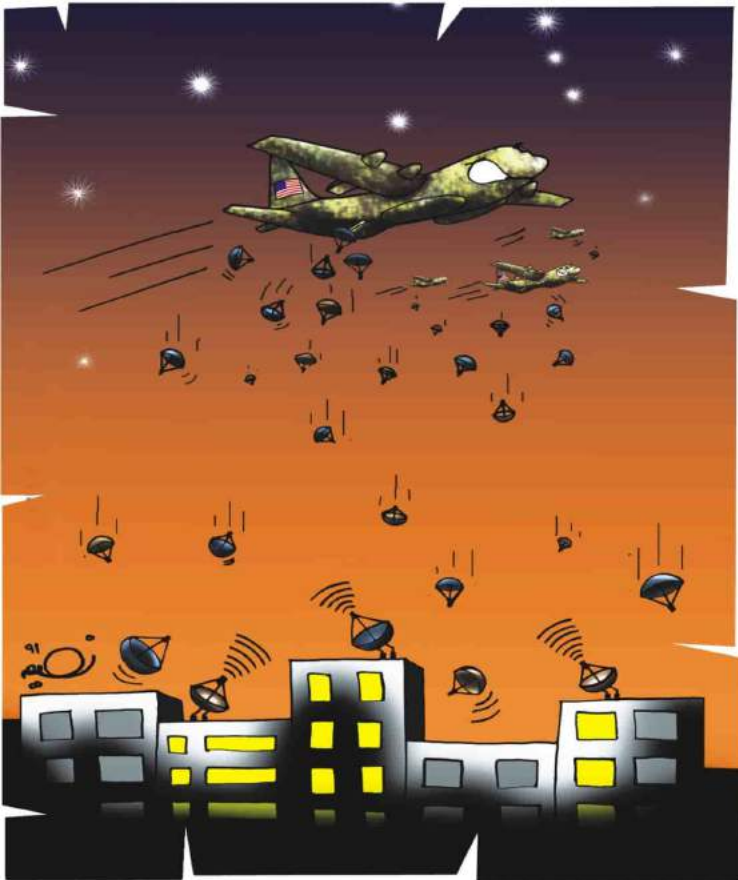
غزہ پر راکٹ کے ذریعہ زمینی حملے
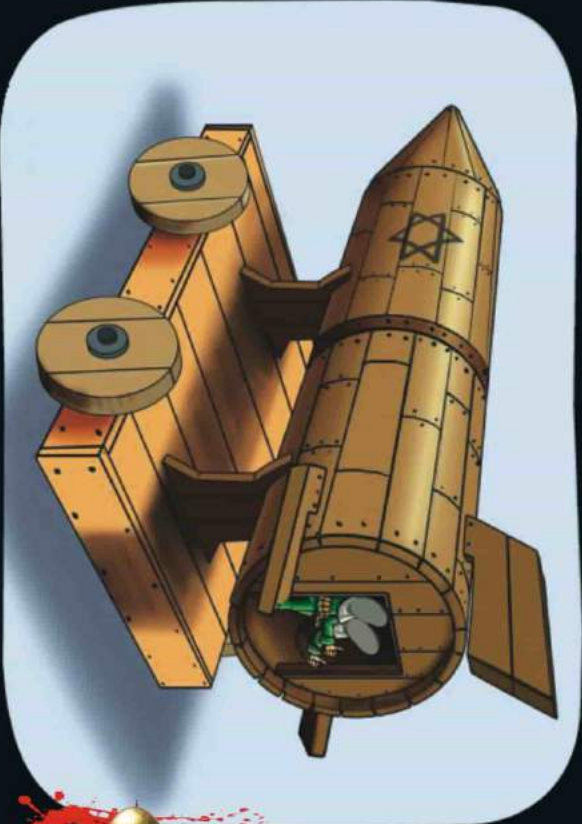
غزہ کے نہتے شہریوں پر آگ کے گولے برسانے والا اسرائیلی ٹینک

اسرائیل کو عالمی دہشت گرد قرار دیا جائے

سراج الحق، امیر جماعت اسلامی

غزہ آگ کے حصار میں
کشمیرو فلسطیں میں دَر آئے ہیں مست ہاتھی
یا رب تو ابابیلوں کے لشکر کو بھیج دے

8 جولائی **2014**ء کی صبح اسرائیل نے آپریشن (Protective Edge) کا آغاز کیا۔ 7 ہفتوں تک دن رات آسمان سے لاکھوں ٹن بارود برسایا گیا۔ میزائلوں کی بارش ہوتی رہی۔ 2150 مظلوم فلسطینی شہید کر دیئے گئے۔ ان میں 495 سے لے کر 578 تک معصوم بچے شامل تھے۔ 11,000 سے زائد مسلمان شدید زخمی یا اپاہج ہو کر سسک رہے ہیں، آہیں بھر رہے ہیں۔ 5 لاکھ 20 ہزار فلسطینی بے گھر ہو گئے۔ ان میں سے 4 لاکھ 85 ہزار افراد شدید ترین خوراک کی کمی کا شکار ہو گئے ہیں۔ 17 ہزار 200 مکانات مکمل طور پر تباہ ہو گئے ہیں جبکہ مکانات جزوی طور پر مسمار ہو گئے ہیں۔ یہ اب قابل رہائش نہیں رہے، یہ کسی بھی وقت گر سکتے ہیں۔ UNO کے 90 ہزار کیمپوں میں 2 لاکھ 73 ہزار مسلمان سر چھپائے بیٹھے ہیں۔ مجموعی مالی نقصان 5 سے 6.6 بلین ڈالرز کا ہوا ہے۔

اسرائیل نے جمعہ کے روز ایک مرتبہ پھر سیز فائر کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے غزہ پر بمباری شروع کر دی ہے۔ فضائی حملے کے بعد غزہ کے رہائشی علاقے سے دھویں کے بادل اٹھ رہے ہیں۔

غزہ: صہیونی بمباری کے بعد تباہ ہونے والی عمارت دھویں کے بادل فضا میں بلند ہو رہے ہیں۔
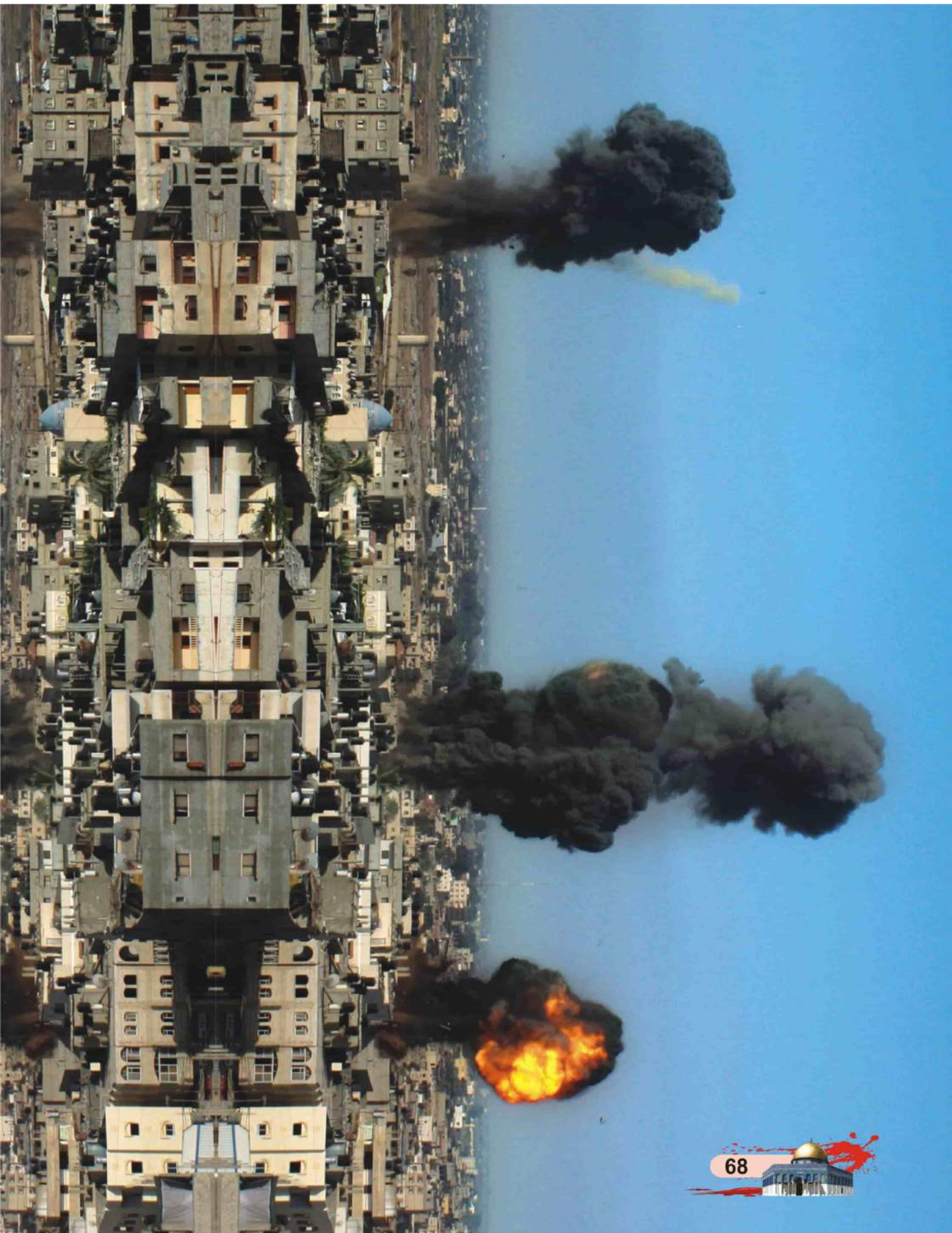
اسرائیلی بمباری سے غزہ شہر کی تباہی

غزہ بہادری کا ایک عنوان ـــــ جس کے بچے بھی جوان ـــــ

غزہ پر اسرائیل کی وحشیانہ بمباری کی خبریں، بچوں کے جلے کٹے لاشے، کھنڈرات بنے مکان دیکھنے کے بعد بھی اگر کسی کا دل کرتا کہ خود کو کسی کھیل تماشے میں مصروف رکھ سکتا ہے تو معاملہ صرف احساس اور انسانیت کا ہے۔ ہاں جو درد و احساس اور انسانیت کا پاس رکھتے ہیں، وہ غیر ہو کر بھی فلسطین کی حالت دیکھ کر غم میں ڈوبے رہے۔

باب نمبر: 5

فلسطین اور غزہ کی مساجد کی یہودیوں کے ہاتھوں شہادت

مسجد اقصیٰ پر یہودیوں کا ظلم وستم

سب سے بڑا خطرہ اس وقت ہمارے قبلہ اول (مسجد اقصیٰ) کو درپیش ہے کہ جس کے اردگرد یہودیوں نے سرنگیں کھود دی ہیں۔ ان میں سے ایک سرنگ میں خفیہ روشنیاں نصب کی گئی ہیں اور کئی دہلیزیں بنائی گئی ہیں جس سے گزرنے کے بعد ہیکل سلیمانی کا ماڈل بنا کے رکھا گیا ہے۔ صہیونیوں کا ناپاک منصوبہ یہ ہے کہ معاذ اللہ مسلمانوں کے قبلۂ اول (مسجد اقصیٰ) کو شہید کر کے وہاں ہیکل سلیمانی تعمیر کریں۔ مسجد اقصیٰ کے اردگرد کھودی گئی ان سرنگوں سے مسجد اقصیٰ کے وجود کو سخت خطرہ لاحق ہے۔ دوسری طرف حال میں ایک صہیونی وزیر (سابق) جنرل شیرون کے مسجد اقصیٰ کے اندر زبردستی گھسنے کے بعد شروع ہونے والے مظاہروں پر یہودی دہشت گرد فوج کی فائرنگ سے اب تک جمعہ سے لے کر اتوار تک 36 معصوم نہتے فلسطینی مسلمان شہید اور 700 سے زائد زخمی ہو چکے ہیں۔ یہودی دہشت گردوں نے معصوم فلسطینی مسلمانوں پر جو کہ اپنے قبلہ اول کی بے حرمتی کرنے کے خلاف پرامن مظاہرے کر رہے تھے، ان پر اندھا دھند فائرنگ کی۔ ان معصوم اور نہتوں پر جو یہودی دہشت گرد فوج کی گولی کا جواب پتھروں سے دیتے ہیں، گن شپ ہیلی کاپٹروں سے فائرنگ کی گئی۔

مگر ہماری مسلمان برادری اور مسلمان ممالک صرف مذمت کی قرار دادیں پیش کر کے سمجھتے ہیں کہ ہمارا فرض پورا ہو گیا؟ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اب اس طرح کام نہیں چلے گا اب وقت آ گیا ہے کہ مسلمان ممالک مدہوشی کے عالم سے باہر نکلیں۔ ان کو جاگنا پڑے گا، ہمیں چیچنیا، کشمیر، برما، فلپائن اور دنیا کے جس خطے میں مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے اس ظالم کا ہاتھ کاٹنا ہوگا۔ ہمیں اپنی مقدس مسجد قبلہ اول (مسجد اقصیٰ) کو یہودیوں کے ناپاک ہاتھوں سے چھیننے کے لیے یکجان ہو کر عملی جہاد شروع کرنا ہوگا۔ اسی میں ہماری بقا اور کامیابی کا راز ہے کہ ہم دشمن کفار کے خلاف جہاد شروع کر دیں۔

(بشکریہ: امتیاز علی آرائیں)

حال ہی میں 2014ء کی 27 ویں شب کے موقع پر اسرائیلی پولیس نے مسجد اقصیٰ میں عبادت کے لیے جانے والے 50 سال سے کم عمر افراد پر پابندی عائد کر دی، جس کے بعد بیت المقدس میں فلسطینیوں اور اسرائیلی پولیس کے درمیان شدید جھڑپیں ہوئی ہیں، جس میں ایک نوجوان شہید ہو گیا۔ اسرائیلی پولیس کے مطابق 10 فلسطینیوں کو گرفتار کیا گیا ہے۔ اب تو اسرائیلی فوج قرآن پاک کی بے حرمتی بھی کر رہی ہے۔ اسرائیل نہ صرف مسجد اقصیٰ کو تقسیم کرنے کی منصوبہ بندی کر رہا ہے، بلکہ بعض عمارتوں اور مساجد کو یہودی معبدوں میں تبدیلی کرنے کی سازش بھی کر رہا ہے۔

مسجد اقصیٰ اور دیگر مساجد میں اذان فجر پر پابندی بھی اس سلسلے کی کڑی ہے اور اب تو مسجد اقصیٰ میں مسلمانوں کے داخلے پر پابندی کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھنے سے بھی منع کر دیا گیا ہے اور گزشتہ جمعۃ المبارک کو مسلمانوں نے مسجد اقصیٰ کے بجائے اس سے ملحقہ بازاروں اور گلیوں میں جمعہ ادا کیا۔ مسجد اقصیٰ میں فن اسلامی کے یادگار میوزیم کو خالی کروالیا گیا ہے، دراصل مسجد اقصیٰ میں فن اسلامی کے اس یادگار میوزیم کو خالی کروانے کا مقصد وہاں یہودی معبد بنانا ہے اور یہودی مسجد اقصیٰ کو شہید کر کے اس کی جگہ پر نام نہاد ہیکل سلیمانی تعمیر کرنا چاہتے ہیں، جس کی ابتداء انہوں نے مسجد کے اندر اور اس سے متصل جگہ پر کھدائی کر کے کر دی ہے۔

شراب کی بوتلوں پر مسجد اقصیٰ کا فوٹو

یہودی لابی کا یہ وطیرہ رہا ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچاتے رہیں۔ اسی ایجنڈے کے تحت شراب کی بوتلوں پر مسجد اقصیٰ کا فوٹو لگا کر مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے کی کوشش کی گئی ہے۔ تفصیلات کے مطابق مفتی شیخ ابراہیم صابری نے یہودی شراب کمپنی کی طرف سے شراب کی بوتل پر مسجد اقصیٰ کا مارک لگانے کی شدید الفاظ میں مذمت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہودی گہری سازش کے تحت مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کر کے تسکین محسوس کرتے رہتے ہیں، مگر مسلمان ہیں کہ خواب غفلت سے بیدار ہی نہیں ہو رہے۔ انہوں نے کہا کہ شراب جو کہ نجس ہے اس جیسی چیز کی بوتل پر ایک مذہبی حوالے سے معتبر مقام کی تصویر لگانا اسلام میں نا قابل معافی جرم ہے اور عالم اسلام کو یہ حق ہے کہ وہ اس کا دفاع کریں اور یہودیوں کو احساس دلائیں کہ وہ ہماری عبادت گاہوں کا احترام کریں۔

مسجد اقصیٰ کے نیچے کسی خفیہ چیز کی تلاش میں کھدائی کا عمل

یہ کھدائیاں یہودیوں کے انتہا پسند گروہ جن میں دائیں بازو کی انتہا پسند اور متعصب تنظیم (KACH) کے ارکان بھی شامل ہے، نے کی ہیں۔

1968ء میں مسجد اقصیٰ کے نیچے 350 میٹر لمبی زمین دوز سرنگ دریافت ہوئی جو مسجد کی دیواروں کے ساتھ ساتھ کھودی گئی تھی اور 2.5 میٹر لمبی اور ایک یا دو میٹر چوڑی تھی۔

اس کے علاوہ مسجد پر متعدد بار حملہ کیا گیا اور اسے نذر آتش کرنے کی مذموم کوششیں بھی کی گئیں۔ سب سے بڑی کوشش 21 اگست 1969ء میں ہوئی جب اس مقدس مسجد کو آگ لگا دی گئی۔

مسجد اقصیٰ کے نیچے کسی خفیہ چیز کی تلاش میں کھدائی کا عمل

یہ کھدائیاں یہودیوں کے انتہا پسند گروہ جن میں دائیں بازو کی انتہا پسند اور متعصب تنظیم (KACH) کے ارکان بھی شامل ہے، نے کی ہیں۔

1968ء میں مسجد اقصیٰ کے نیچے 350 میٹر لمبی زمین دوز سرنگ دریافت ہوئی جو مسجد کی دیواروں کے ساتھ ساتھ کھودی گئی تھی اور 2.5 میٹر لمبی اور ایک یا دو میٹر چوڑی تھی۔

اس کے علاوہ مسجد پر متعدد بار حملہ کیا گیا اور اسے نذر آتش کرنے کی مذموم کوششیں بھی کی گئیں۔ سب سے بڑی کوشش 21 اگست 1969ء میں ہوئی جب اس مقدس مسجد کو آگ لگا دی گئی۔

فلسطین میں مسلمانوں سے منسوب مقامات کوختم کرنے کی سازش

اسرائیلیوں کی مقدس مقامات کی بے حرمتی کی کارروائیوں میں دوسری اہم جگہ یروشلم کے مغربی حصہ میں مساجد کی تباہی ہے جو ''ابراق'' اور ''الغربیہ'' مساجد کے ضمن میں تھی۔ علاوہ ازیں اسرائیلیوں نے ان شاہراہوں کو بھی تباہ و برباد کر کے رکھ دیا جو مسلمانوں کی جنازہ گاہوں اور قبرستانوں کی طرف جاتی تھیں۔ جیسا کہ انہوں نے ''الیوسفیہ'' اور ''ارہمیا'' کے مدفنوں اور قبرستانوں کے ساتھ کیا۔ جو یروشلم کی دیوار کے اردگرد واقع تھے اور سب سے بڑھ کر مسلمانوں کی سب سے بڑی جنازہ گاہ اور قبرستان ''مامن اللہ'' کی تباہی ہے جو یروشلم میں واقع ہے۔ اسرائیلیوں نے ''الغربیہ'' کا دروازہ بھی اکھاڑ پھینکا جو کہ کھلی اجازت ہے کہ جب چاہیں مسجد کے اندر داخل ہو جائیں۔ اس کے علاوہ صہیونیوں نے پانچ رہائشی آبادیوں کو جو کہ 595 مکانات، 5 مسجدوں، 4 اسکولوں اور بہت سی دیگر عمارت پر مشتمل تھیں، تباہ کر دیا۔ ان کو الملک نے تعمیر کروایا تھا۔

اسرائیلیوں نے علاقہ کے قدیم ترین اسلامی اور عربی تشخص کو ختم کرنے کے لیے اور وہاں کے عرب باشندوں کو ان کی تہذیب و ثقافت سے رشتہ منقطع کرنے کے لئے یہ چال اور حکمت عملی اختیار کی ہے کہ وہاں کے شہروں اور مقامات کو اسرائیلی ہیرو (Hebrew) نام دیئے جائیں اور انہوں نے اس کا ایک سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ مثال کے طور پر فلسطین کے شہر ''الخلیل'' کے عربی نام کو تبدیل کر کے ہیرون اور مسجد اقصیٰ کو اکثر ''ہیکل سلیمانی'' کا نام دیا جاتا ہے جبکہ ''دیوارالبراق'' کو اکثر ''دیوار گریہ'' کا نام دیا جاتا ہے۔

یہودی کتابوں میں موجود ہیکل سلیمانی کا ماڈل

فلسطین میں مسلمانوں سے منسوب مقامات کو ختم کرنے کی سازش

اسرائیلیوں کی مقدس مقامات کی بے حرمتی کی کارروائیوں میں دوسری اہم جگہ یروشلم کے مغربی حصہ میں مساجد کی تباہی ہے جو ''ابراق'' اور ''الغربیہ'' مساجد کے ضمن میں تھی۔ علاوہ ازیں اسرائیلیوں نے ان شاہراہوں کو بھی تباہ و برباد کر کے رکھ دیا جو مسلمانوں کی جنازہ گاہوں اور قبرستانوں کی طرف جاتی تھیں۔ جیسا کہ انہوں نے ''الیوسفیہ'' اور ''ارہمیا'' کے مدفنوں اور قبرستانوں کے ساتھ کیا۔ جو یروشلم کی دیوار کے اردگرد واقع تھے اور سب سے بڑھ کر مسلمانوں کی سب سے بڑی جنازہ گاہ اور قبرستان ''مامن اللہ'' کی تباہی ہے جو یروشلم میں واقع ہے۔ اسرائیلیوں نے ''الغربیہ'' کا دروازہ بھی اکھاڑ پھینکا جو کہ کھلی اجازت ہے کہ جب چاہیں مسجد کے اندر داخل ہو جائیں۔ اس کے علاوہ صہیونیوں نے پانچ رہائشی آبادیوں کو جو کہ 595 مکانات، 5 مسجدوں، 4 اسکولوں اور بہت سی دیگر عمارت پر مشتمل تھیں، تباہ کر دیا۔ ان کو الملک نے تعمیر کروایا تھا۔

اسرائیلیوں نے علاقہ کے قدیم ترین اسلامی اور عربی تشخص کو ختم کرنے کے لیے اور وہاں کے عرب باشندوں کو ان کی تہذیب و ثقافت سے رشتہ منقطع کرنے کے لئے یہ چال اور حکمت عملی اختیار کی ہے کہ وہاں کے شہروں اور مقامات کو اسرائیلی ہیرو (Hebrew) نام دیئے جائیں اور انہوں نے اس کا ایک سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ مثال کے طور پر فلسطین کے شہر ''الخلیل'' کے عربی نام کو تبدیل کر کے ہیرون اور مسجد اقصیٰ کو اکثر ''ہیکل سلیمانی'' کا نام دیا جاتا ہے جبکہ ''دیوارالبراق'' کو اکثر ''دیوار گریہ'' کا نام دیا جاتا ہے۔

یہودی کتابوں میں موجود ہیکل سلیمانی کا ماڈل

مسجد ابراہیمی پر اسرائیلیوں کا ظلم و ستم

فلسطین میں دوسری مقدس ترین مسجد ''مسجد ابراہیمی'' ہے جو کہ ''الخلیل'' شہر میں واقع ہے اور جس پر تمام لوگ یقین کے ساتھ متفق ہیں کہ اس میں پیغمبران اسلام حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کی ازواج مطہرات مدفون ہیں۔ اسرائیل کے شہر ''الخلیل'' کے قبضہ کے بعد یہودی آبادکاروں اور فلسطینی مسلمانوں کے درمیان اس مسجد پر تنازع شدید کشمکش، چپقلش اور مخالفت کی صورت اختیار کر گیا۔ کیونکہ مسلمان جو شروع ہی سے یہاں کے رہنے والے ہیں اور مسجد پر اپنا حق مسلم رکھتے ہیں، چاہتے ہیں کہ اس کا کنٹرول و قبضہ مسلمانوں کے پاس ہی ہو، جبکہ قابض یہودی اس مسجد کو جبراً اپنے دائرہ اختیار میں لانا چاہتے ہیں اور آہستہ آہستہ یہ نو آبادکار یہودی مسجد پر اپنا قبضہ جما بھی رہے ہیں۔ ان یہودیوں کو اولاً 1967ء میں اسرائیلی حکام نے مسجد میں داخل ہونے کی سرکاری طور پر اجازت دی تھی اور پھر 1971ء میں اس کمرہ میں جو سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اہلیہ محترمہ کی قبروں کے درمیان واقع ہے، اسرائیلی حکام نے یہودیوں کو تورات کا صحیفہ نصب کرنے کی اجازت اور اختیارات تفویض کر دیئے۔

یہودی مذہب کے قانون کے مطابق تورات کا نسخہ جہاں نصب ہو وہ ان کی عبادت گاہ تصور ہوگی۔ اس لیے مسلمانوں کی مسجد اور انبیاء علیہم السلام کے مقبروں کے درمیان تورات کا نسخہ نصب کرنا دراصل مسلمانوں کے مقدس مقامات کی بے حرمتی کرنا اور مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان فساد کی جڑ لگانا تھا۔ اسی طرح 1975ء میں انہوں نے دوسرے کمرہ پر قبضہ جما لیا جس میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا مقبرہ ہے اور 1979ء میں مسجد کے آخری کمرہ پر بھی قبضہ کر لیا جو کہ مسجد کا سب سے بڑا کمرہ ہے اور جو سیدنا حضرت اسحاق علیہ السلام کا جائے دفن ہے۔ یہودیوں کی اس قسم کی مذموم کارروائیوں کے ردعمل کا منطقی نتیجہ تھا کہ مسلمانوں نے اس کی سخت مزاحمت کی۔ بالخصوص جب 1979ء میں یہودیوں نے قرآن کریم کے نایاب نسخوں کو چوری کر لیا۔ مسلمان اس واقعہ پر سراپا احتجاج بن گئے۔ اور انہوں نے یہودیوں کے خلاف مزاحمت اور احتجاج و ہنگامہ آرائی کا ایک زبردست طوفان کھڑا کر دیا اور یہودیوں اور اسرائیل کے فوجی حفاظتی دستوں کو مسجد سے نکال باہر کیا، جو کہ اس وقت بظاہر غیر مسلح تھے۔

اس وقت اسرائیل کی صہیونی حکومت نے یہودیوں کو مسجد ابراہیم میں موثر عسکری تحفظ فراہم کیا ہوا ہے اور مسجد سرکاری طور پر فوجی گورنر کے ماتحت ایک فوجی عمارت کے طور پر استعمال ہو رہی ہے۔ اسرائیلی فوجی اپنے بھاری بھرکم فوجی بوٹوں سمیت مسجد کے اندر اور اس کے صحن میں سارا دن گشت کرتے رہتے ہیں۔ اسرائیلی حکام دریائے اردن کے مغربی کنارے کے علاقوں میں اسلامی ثقافت کے ہر نقش کو مٹا دینا چاہتے ہیں۔ اس کے لیے وہ یا تو ان مقامات کو تباہ و برباد کر کے ان کی جگہ نئے منصوبے شروع کریں گے یا پھر ان اہم اسلامی مقامات کو منہدم اور زمین بوس کر کے ان پر قبضہ جما لیں گے۔ دوست عرب ممالک میں فلسطین کے معاملات کی نگرانی کرنے والے ''عرب لیگ'' کے ایک کمیشن نے متنبہ کیا ہے کہ مقبوضہ فلسطین علاقوں کی مساجد میں کسی پر حملہ اور اس کی بے حرمتی کو اور مسلمانوں کی دیگر عبادت گاہوں پر قبضہ کو کسی طور پر بھی مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی اور اس پر قبضہ سے کم تصور نہیں کیا جائے گا۔

مسجد ابراہیمی میں قتل عام

26 فروری 1994ء کو مسجد ابراہیمی میں نماز فجر ادا کی جا رہی تھی کہ یہودیوں نے دستی بموں اور بندوقوں سے حملہ کر دیا۔ اس دہشت گردی کے نتیجے میں درجنوں مسلمان شہید اور 350 سے زائد فوجی زخمی ہو گئے۔ یہ مجرمانہ کارروائی یہودیوں نے ''باروخ گولڈ اسٹین'' کی قیادت میں کی، جب نماز فجر کے دوران مسلمان سجدے میں گئے تو یہودی دہشت گردوں نے پہلے گولیاں برسائیں اور بعد ازاں دستی بموں سے حملہ کر دیا، جبکہ اسرائیلی فوج نے مسجد کو باہر سے تالے لگا دیئے، تاکہ یہودی دہشت گردوں کو زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کی جان سے کھیلنے کا موقع فراہم ہو سکے۔ جب مسلمانوں نے مسجد میں داخل ہو کر اپنے شہداء کی لاشیں اٹھانا چاہیں اور زخمیوں کی مدد کرنا چاہا تو اسرائیلی فوجیوں نے نہ صرف یہ کہ انہیں روک دیا، بلکہ ان پر گولی چلا کر 50 مسلمان مزید شہید کر دیئے، جبکہ مسجد کے اندر 29 نمازی شہادت کے مرتبے پر فائز ہوئے تھے۔

یہ لٹتی لٹتی مساجد یہ ویران سجدہ گاہیں

فلسطین میں مساجد کی شہادتوں اور بے حرمتی پر خصوصی تجزیہ

سرزمین فلسطین پر صہیونی قبضے کے بعد یہودی حکام کے ہاتھوں جس طرح مساجد کی بے حرمتی کی گئی ہے، اس کا مختصر سا جائزہ پیش خدمت ہے۔ یاد رہے کہ 100 سے زائد مسجدیں بے حرمتی کا شکار ہوئی ہیں۔ شمالی فلسطین میں صفد شہر کی تاریخی مسجد الاحمد ہے، اسے 1275 میں مسلمان حکمران ظاہر بیبرس نے تعمیر کروایا تھا۔ اب اس مسجد کو رقص گاہ اور نائٹ کلب میں تبدیل کر دیا گیا ہے اور اسرائیلی حکام نے غیر حاضر مالکوں کی جائیداد کے قانون سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس مسجد کو ایک یہودی تنظیم کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے۔ اس شہر کے مرکز میں ایک مسجد ہے جو ''یونسی'' مسجد کہلاتی ہے۔ اسے ڈرامے گھر اور نمائش کدہ میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ یہاں پر فلمیں بھی چلائی جاتی ہیں۔ مسجد ''الغار'' کو یہودی معبد قرار دیا جا چکا ہے۔ صفد شہر میں داخل ہوتے ہی ایک محلہ الجودۃ ہے، اس محلے کی مسجد کا بھی وہی حال ہے جو مسجد الغار کا ہے۔

صفد شہر کے ماتحت 78 دیہات ہیں، ان میں سے ایک گاؤں ''عین الزیتون'' ہے اس کی مسجد کو (گائیوں کے باڑے) کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ مسجد الشیخ نعمۃ کو سڑک وسیع کرنے کی آڑ میں شہید کر دیا گیا ہے، البتہ اس کا ایک مینار یادگار کے طور پر باقی چھوڑ دیا گیا۔ قیساریہ مسجد میں صورت حال مختلف ہے۔ سیاحت کے لحاظ سے یہ کافی اہم قصبہ ہے۔ یہاں ہوٹل، ریستوران اور شراب خانے ہیں۔ مسجد کے بلند و بالا مینار کے ذریعے ان قباحتوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ عطا کے قدیم شہر کی فصیلوں کے اندر مسجد ابدرج تھی، اسے یونیورسٹی میں بدل دیا گیا۔ جب کہ قدیم شہر کی دیواروں کے باہر واقع مسجد احمد بند کر دی گئی ہے۔ طبریہ کی دو شاندار مسجدیں اپنی عظمت رفتہ پر نوحہ کناں ہیں۔ مسجد زیدانی کو بند کر دیا گیا ہے، جبکہ اسرائیلی قابض حکام مسجد النجد میں کچھ تعمیری اضافے کر رہے ہیں تا کہ اسے عجائب گھر کی شکل دی جاسکے۔ مسجد حطین کے صحن، مینار اور منبر سب کو شہید کر دیا گیا ہے۔ مسلمانوں نے اس کی تعمیر نو کرنی چاہی، مگر حکومت نے اس کی اجازت نہ دی۔ مسلمانوں کے لئے تو اب اس مسجد کو مقفل کر دیا گیا ہے، البتہ قریبی یہودی آبادی کو اجازت ہے کہ رات کے وقت نیز موسم سرما میں مسجد میں اپنے مویشی باندھیں۔

یافا شہر کے جنوب میں 13 کلومیٹر کے فاصلے پر مسجد روبین کا مینار 1993ء میں گرا دیا گیا۔ اب تک یہ مینار ریتیلے ٹیلوں پر پڑا ہے۔ 90 کے عشرے کی ابتداء میں یافا اور تل ابیب شہروں کے درمیان واقع مسجد حسن بیگ کو اسرائیلی حکام نے عجائب گھر میں بدلنے کی ناکام کوشش کی، پھر خود ہی اس کا مینار گرا دیا اور ایک نامعلوم مجرم کے خلاف رپورٹ درج کر لی، جس پر اب تک کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔

یافا کی عظیم مسجد محمودیہ کے ساتھ ایک دفتر ہے، جو مسجد کے لئے وقف تجارتی دکانوں کا نفع وصول کرتا ہے۔ اسرائیل کی وزارت مذہبی امور اس دفتر اور ادارے کو ختم کرنے کا تہیہ کر چکی ہے۔ کوئی مسلمان تصور بھی نہیں کر سکتا کہ اللہ تعالیٰ کے گھر میں کوئی یہودی آباد ہو، مگر مسجد السکسک کے بالائی حصے کو بلغارین یہودیوں کے لئے کلب بنا دیا گیا ہے۔ یہاں پر یہ لوگ ایسی حرکات کا ارتکاب کرتے ہیں کہ ان کی تصویر کشی سے کیمروں کو بھی شرم آتی ہے۔ اس مسجد کے زیر زمین حصے میں پلاسٹک کا کارخانہ قائم ہے۔ ایک مقامی باشندے فتح اللہ مصطفیٰ جو 1926ء میں یافا میں پیدا ہوئے۔ کہتے ہیں: ''میں نے آخری بار 1947ء میں مسجد السکسک میں نماز پڑھی، یہ ظہر کی نماز تھی۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ امام حاجی یوسف ابو جیان تھے۔ اب ہمارے پاس صرف 3 مسجدیں رہ گئی ہیں۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ 3 مسجدیں بھی کب تک رہیں گی۔ اگر مساجد کو شہید کرنے کی اسرائیلی پالیسی جاری رہی تو پھر ہم گھروں پر ہی نماز پڑھنے پر مجبور ہوں گے''۔

ساحل سمندر پر واقع مسجد الطابیہ کو 50 سال بعد مسلم سیاحوں نے کھولا۔ جوں ہی انہوں نے اس میں نماز پڑھنا شروع کی اچانک اسرائیلی پولیس کے 100 کے قریب سپاہی آدھمکے اور مسجد سے سب نمازیوں کو زبردستی نکال باہر کیا۔ مسجد کو لوہے کی بڑی بڑی چادروں سے بند کر دیا گیا، تا کہ آئندہ کوئی مسلم سیاح ایسی حرکت نہ کر پائے۔ طبریہ کی مسجد بحر کو عجائب گھر بنا دیا گیا ہے۔ السبع کی بڑی مسجد کو عجائب گھر بنایا گیا، مگر بعد میں اسے بند کر دیا گیا، کیونکہ یہاں کے باشندوں نے اس پر اپنے غم وغصہ کا اظہار کیا تھا۔ یہاں کے مسلمان اب تک اس مسجد کا رخ کرتے ہیں اور مسجد کے ارد گرد کی جگہوں پر نماز ادا کرتے ہیں۔ یوں انہوں نے مسجد کی حمایت و دفاع کے لئے اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے اور اس مسجد کو میوزیم بنانے میں رکاوٹ ڈالی ہے۔ مگر افسوس کہ مسجد مجدل عسقلان کا دفاع کرنے کے لئے اس علاقے میں ایک بھی عرب باشندہ نہیں ہے یہ اب بلدیہ اشکلون کا عجائب گھر ہے، جہاں پر اس بلدیہ کی کامیابیوں اور کارگزاریوں کو محفوظ کیا جاتا ہے یہ مسجد اب پارٹیوں، دعوتوں اور ضیافتوں کے لئے وسیع ہال کا کام دیتی ہے۔ 21 فروری 1999ء کے عبرانی اخبار (یعوودوت اہرونوت) میں اس مسجد میں منعقد ہونے والی ایک تقریب کا دعوت نامہ (مسجد میں مچھلی) کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔

المالحہ گاؤں کی مسجد کے ارد گرد یہودی آبادکاروں کے گھر ہیں۔ اس مسجد میں یہودیوں کے اسٹور اور بیت الخلاء ہیں۔ یہیں پر کوڑا دان بھی بنا ہوا ہے۔ افسوس کہ اللہ کا گھر اب غلاظت اور نجاست کا اڈہ بن چکا ہے۔ دیریاسین میں گاؤں کی مسجد میں دماغی امراض کا ہسپتال ہے۔ پاگل خانہ، ہسپتال کا ایمرجنسی وارڈ بھی اسی مسجد میں ہے۔ مغربی القدس میں مسجد عکاشہ کے ارد گرد بدکرداری کا اڈہ ہے۔ قدیم شہر کے قریب بنی داؤد کی مسجد کی زیریں منزل سے محراب ختم کر کے اسے یہودی معبد بنا دیا گیا ہے، جبکہ مسجد کی بالائی منزل عیسائیوں کو تحفتاً دے کر وہاں ان کے لئے گرجا گھر بنا دیا گیا ہے۔ یہ تو مقبوضہ فلسطین میں سے صرف چند ایک مساجد کی بے حرمتی کا مختصر تذکرہ تھا۔

مسجد کو بلدیہ کا دفتر بنا دیا گیا

عرب لیگ کی ایک کانفرنس تیونس میں ہوئی۔ اس میں ارکان نے مقبوضہ عرب علاقوں میں یہودیوں کا شعائر اسلامی بالخصوص مساجد اور دیگر مقدس مقامات کی بے حرمتی کو زیر بحث بنایا اور نا وف 1967ء بلکہ 1948ء کے مقبوضہ عرب علاقوں میں اسلامی ثقافت اور پہچان کے مقامات کو نیست و نابود کرنے کی صہیونی کوششوں کی تصدیق کی اور اس سلسلہ میں اسرائیلی حکومت پر کڑی تنقید کی۔ اس کانفرنس میں اسرائیلیوں کے ان حالیہ اقدامات کا جائزہ بھی لیا گیا، جن میں یہودیوں نے فلسطین کے شہر "حیفا" کی "استقلال" مسجد پر قبضہ کر کے اسے شہید کیا اور بلدیہ کے دفتر میں تبدیل کر دیا۔ مزید براں عرب لیگ کے ارکان نے "طائر العمر" مسجد کے ہال کو شہید کرنے کی کارروائی پر بھی غور کیا۔ "طائر العمر" مسجد حیفا ہی میں ہے اور یہ مسجد تعمیرات اسلامی کا ایک نادر نمونہ ہے۔ یہودیوں نے اس مسجد کو شہید کر دیا اور صرف مسجد کے میناروں کو باقی رہنے دیا ہے۔ جس کے ارد گرد کوڑے کرکٹ کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔

تاہم یافا میں مسجدوں کو شہید تو نہیں کیا مگر ان کے تقدس کو اس طرح پامال کیا ہے کہ انہیں نائٹ کلبوں، ریسٹورنٹوں اور تھیٹروں کی صورت میں تبدیل کروایا ہے۔

فلسطین کی مسجد کی یہودیوں کے ہاتھوں شہادت

2 اپریل 1983ء کی صبح حسین بیک مسجد کے میناروں کو زمین بوس کر دیا گیا۔ المشیاء کے ضلع (جہاں یہ مسجد واقع ہے) کے رہنے والوں نے صبح تک زوردار دھماکوں کی آوازسنی۔ اسرائیلی ریڈیو نے صبح کے خبر نامہ میں کہا کہ ایک بڑے دھماکہ کی وجہ سے مسجد کے مینار گر گئے ہیں، لیکن اس دن کی خبروں میں اس خبر کو من گھڑت داستان کے ساتھ تبدیل کر دیا گیا اور کہا گیا کہ مسجد کے مینار سمندری طوفان کے سبب گرے ہیں، کیونکہ مسجد ساحل سمندر کے قریب واقع ہے۔

فلسطین کی مسجد علی کو کوڑے کا ڈھیر بنا دیا گیا

"ایکری" کے مشرق میں واقع الکیمانہ کی "المور البطون مسجد" کو 24 نومبر 1986ء میں اسرائیل کے فوجی دستوں نے شہید کر دیا، تقریباً 440 فوجی گاؤں میں داخل ہوئے، اس گاؤں کے مرد کام پر گئے ہوئے تھے۔ اسرائیلی فوجیوں نے مسجد کو شہید کر دیا اور یہاں کے استاد جو بئر السبع میں تدریس کا کام کرتا تھا کے گھر کو منہدم کر دیا۔

راس العین میں واقع مسجد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو کوڑے کرکٹ کے ڈپو میں تبدیل کر دیا۔ یہ مسجد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے نواسے نے تعمیر کی تھی، جنہوں نے صلیبیوں کے خلاف جہاد کیا تھا۔ اور جہاد ہی میں شہادت کے عالی مرتبت مقام پر فائز ہوئے تھے۔

اسرائیل میں مسجد کو عجائب گھر میں بدل دیا گیا

اسی طرح اسرائیلیوں نے المالحہ کی مسجد کو بھی شہید کر دیا اور المالحہ کا نام تبدیل کر کے ''کریات عفیف'' لکھ دیا۔ اور بئر السبع میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جو مسجد تعمیر کی تھی، اسے نیگو میوزیم یعنی نیگو عجائب گھر میں تبدیل کر دیا۔ اس مسجد کو عجائب گھر میں تبدیل کرنا دراصل اس علاقہ کے 40 ہزار مسلمانوں کو، جو یہاں کے مستقل مکین ہیں، نماز پڑھنے سے روکنے کے مترادف ہے۔ عسقلان میں حسین ابن علی مسجد کی دیواروں کے علاوہ کچھ نہیں بچا۔ حتیٰ کہ مقبوضہ علاقوں میں مسلمانوں کے قبرستان بھی یہودی انتہا پسندوں کی دست برد سے محفوظ نہیں رہے۔

مسلمانوں کا **3000** قبروں والا قبرستان شاپنگ مال بن گیا

حیفا کے ''استقلال قبرستان'' میں یہودیوں نے 3 ہزار قبروں کو ایک گھنٹے کے اندر مسمار کر کے خرید وفروخت کا شاپنگ سینٹر بنا دیا۔ اور ایسی ہی ایک کارروائی ''الشیخ'' نامی گاؤں میں کی گئی۔ ''الشیخ'' گاؤں کا نام بھی تبدیل کر دیا گیا ہے، اسے اب تل حنان کہتے ہیں۔ ''الشیخ'' کے اسی گاؤں میں شیخ عزالدین القاسم رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ساتھ بہت سے دیگر شہداء کے اجساد خاکی مدفون ہیں۔ یہ شہداء 1936ء میں شہید ہوئے تھے۔ شہداء کے اس قبرستان کو ایک عوامی تفریحی پارک میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

یافا میں یازور کے قبرستان کو مسمار کر کے گاڑیوں کی آمد ورفت کے لئے ایک شاہراہ تعمیر کر دی گئی ہے۔ مقدس مقامات کی بے حرمتی اور پامالی کے ایسے اقدامات میں ''الخلیل'' کے قریب بنی نعیم نامی گاؤں میں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کے نام پر تعمیر کئے گئے ''گنبد فاطمہ'' کو منہدم کرنے کی کارروائی بھی شامل ہے۔

یہودیوں نے فلسطین کے عیسائی چرچ کو آگ لگا دی

جہاں تک عیسائیوں کے مقدس مقامات کی بے حرمتی کا تعلق ہے تو اس میں یہودیوں نے کلیساؤں کے تقدس کو بھی پامال کیا۔ بالخصوص چرچ آف لاطین اور ''کلیسائے قیامت'' کی بے حرمتی کے واقعات نمایاں ہیں۔ بہت سے گرجوں کو آگ لگا دی گئی۔ انہیں جانوروں کے اصطبلوں اور باڑوں میں تبدیل کر دیا گیا۔ کتوں کو گرجا گھروں کے اندر لے جانا، غیر مناسب اور قابل اعتراض لباس زیب تن کر کے گرجوں میں جانا تو معمول کی کارروائی ہے۔

1967ء کے اواخر میں ''کلیسائے قیامت'' سے کنواری مریم کا تاج یہودی انتہا پسندوں نے چوری کر لیا۔ 24 مارچ 1971ء میں گنبد مقدس پر روشن قندیلوں اور چراغوں کو بجھا دیا گیا۔

یہودیوں نے انجیل کو جلا دیا

6 فروری 1973ء میں کوہ زیتون پر واقع ''کتاب مقدس (بائبل)'' کے بین الاقوامی مرکز کو بھی یہودیوں نے نذر آتش کر دیا۔ عیسائیوں کی مذہبی سرگرمیوں پر پورے اسرائیل میں پابندی عائد کر دی گئی۔ کتاب مقدس انجیل کے ''عہد نامہ جدید'' کو انتہا پرست یہودیوں نے سرعام جلا دیا اور عیسائیوں کے تبلیغی اور مشنری مراکز پر ہلہ بول دیا۔

25 اپریل 1970ء میں ''ایسٹر ڈے'' یا عید الفصح اور القیامۃ یعنی حضرت عیسیٰ u کے از سر نو زندہ ہونے کا دن کی تقریبات شروع ہونے سے پہلے یروشلم میں واقع عیسائیوں کے گرجا گھروں پر حملہ کیا گیا اور پادریوں کی خانقاہوں میں موجود اشیاء پر قبضہ کر لیا گیا اور خوب لوٹ مار مچائی گئی۔

مقدس مقامات کی بے حرمتی اور پامالی کے ضمن میں آخر میں یہ وضاحت کرنا ضروری ہے کہ یہودیوں کی مقدس مقامات کی بے حرمتی کی یہ انتہائی مختصر روداد ہے، ورنہ اگر اس موضوع کا احاطہ کیا جائے تو اس کے لئے ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہوگی۔ مزید براں یہودیوں کی یہ کارروائیاں انفرادی سطح کی کارروائیاں نہیں بلکہ یہ منظم اور سوچی سمجھی اسکیم کے تحت ہوتی ہیں اور اسرائیل کی حکومت اس کی مکمل پشت پناہی کرتی ہے اور یہودی جنونیوں کو ہر قسم کی سہولیات اور تحفظ فراہم کرتی ہے۔ مسلمانوں اور عیسائیوں کے مقدس مقامات کو تہس نہس اور پامال کرنے کی مجرمانہ کارروائیاں اب حد سے زیادہ ہوگئی ہیں۔ اسرائیلی نوآبادکاروں اور فوجیوں کی طرف سے مساجد اور گرجا گھروں پر حملہ کی واردات تو اب روز کا معمول بن چکے ہیں۔

اسرائیل نے حیفا کی پرانی جامع مسجد کو نائٹ کلب بنا دیا

بے شمار ایسے اقدامات ہیں جن سے مسلمانوں کے جذبات مجروح و برانگیختہ ہوتے ہیں، ایک اقدام وہ ہے جس کی خبر حیفا کے ایک عبرانی اخبار میں شائع ہوئی ہے۔ خبر میں بتایا گیا ہے کہ ''ایک پرانی مسجد میں نوجوان رقص کررہے ہیں۔ اس نائٹ کلب میں ہر جمعرات رات ڈیڑھ بجے تک مردوں کو مفت شراب پیش کی جاتی ہے۔ عورتوں کے لئے ہفتہ کا دن مقرر ہے۔ یہ مسجد حیفا شہر میں الپاشا پیلس کے قریب واقع ہے''۔

1948ء کے مقبوضہ علاقوں سے جاری ہونے والے ایک فلسطینی اخبار'' الصنارۃ'' میں بتایا گیا ہے کہ اخبار کا نمائندہ مذکورہ جگہ پر پہنچا، اس نے دیکھا کہ جامع مسجد الپاشا پیلس کا ایک حصہ تھا، لیکن شہر حیفا کی بلدیہ نے اسے ''تھیٹر'' اور مختلف کلبوں میں بدل دیا ہے۔

''جمعیت اقصیٰ برائے تحفظ اسلامی مقامات مقدسہ'' کے ذرائع کا کہنا ہے کہ یہ فلسطین میں کام کرنے والی ان اسلامی جمعیات میں سے ایک ہے جن کا مقصد مسجد کی بے حرمتی سے حفاظت ہے۔ اس مسجد کو پہلے جامع الپاشا کے نام سے پکارا جاتا تھا، جسے اب نائٹ کلب میں بدل دیا گیا ہے۔ عنقریب اس نائٹ کلب کا افتتاح کردیا جائے گا۔ جمعیت نے ایک اشتہار شائع کیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ اس سے مسلمانوں کے جذبات برانگیختہ ہوئے ہیں اور مسلمانوں کے مقامات مقدسہ کی بے حرمتی ہوئی ہے۔

اخبار کا کہنا ہے کہ شہر حیفا میں شاہراہ آزادی پر واقع جامع آزادی کی حرمت پامال کی جارہی ہے۔ حیفا بھی 1948ء کے مقبوضہ علاقوں میں شامل ہے۔ اسرائیلی طوائفوں نے اس مرکز کو گناہ کا اڈہ بنادیا ہے۔ یہاں رات کے اندھیرے میں وہ گاہکوں کو خوش آمدید کہتی ہیں۔

مقبوضہ عرب علاقوں کی تمام مساجد، چرچ اور دوسری عبادت گاہوں کے ساتھ بھی اسرائیلی طوائفوں نے یہی کیا ہے۔ اسرائیلی حکومت نے بہت سی مذہبی وقف کردہ جائیدادوں پر قبضہ کرلیا ہے، جن میں سے ایک بڑی مشہور عبادت گاہ ''ماریوحنا چرچ'' ہے۔ یہ چرچ مقبوضہ القدس کے عیسائی فرقہ آرتھوڈکس کے ماتحت تھا۔ چند ہفتے پہلے القدس کے ایک محلے جبل الزیتون میں اسی فرقہ کی ایک عبادت گاہ (گرجا) کو مسمار کردیا گیا۔

اسی طرح قابضین نے کئی مساجد کی حرمت کو پامال کیا ہے۔ نہ صرف یہ کہ مساجد کی حرمت کو پامال کیا، بلکہ مصاحف (قرآن کریم) کو پھاڑا۔ نحالین قصبہ میں بھی انتفاضہ کے آغاز میں ایسا ہوچکا ہے۔ ان کے علاوہ دیگر بے شمار مساجد کو یہ کہہ کر مسمار کردیا گیا کہ ان کی تعمیر کا لائسنس حاصل نہیں کیا گیا۔ نئی مساجد میں آخری مسجد وہ ہے جو حوسان کے علاقہ میں مسمار کی گئی ہے۔

فلسطین کی مسجد میں 200 مسلمان زخمی ہوگئے

نیم خودمختار فلسطینی حکام کے ہاتھوں مساجد کی بے حرمتی کی صورت میں سرزد ہونے والے جرائم میں یہ سب سے بڑا جرم ہے۔ فلسطینی مسلمانوں کو نماز جمعہ کے بعد ایک فلسطینی شہید کے اعزاز میں تقریب منعقد کرنے سے روکنے کی خاطر عرفاتی پولیس کے سربراہ کے براہ راست حکم پر پولیس اہل کاروں نے مسجد سے باہر نکلنے والے نمازیوں پر گولیوں کی بوچھاڑ کردی۔ اس اندھادھند فائرنگ کے نتیجے میں 12 فلسطینی شہید، جبکہ 200 سے زائد زخمی ہوگئے۔

غزہ میں یہودیوں کے ہاتھوں 57 مساجد کی شہادت

فلسطینی اتھارٹی کی طرف سے احکامات جاری ہونے کے بعد عرفاتی پولیس نے توڑ پھوڑ پر مبنی منظّم کارروائیوں کا آغاز کردیا۔ غزہ کی پٹی کے مختلف علاقوں میں ایک ماہ کی مدت کے دوران جن مساجد میں توڑ پھوڑ کی کارروائیاں عمل میں لائی گئی، ان کی تعداد 57 تک پہنچ گئی۔ بہت سی مساجد کی تلاشی اور بے حرمتی کے واقعات ایک سے زیادہ بار ہوئے، اس طرح مساجد پر حملوں کی کل تعداد 138 ہوگئی۔

غزہ شہر کی الدرج کالونی میں واقع مسجد العمری الکبیر اور مسجد حمزہ کے علاوہ 5 اور مساجد پر حملہ کیا گیا۔ اسی طرح التفاح کالونی کے علاقے میں مسجد ذوالنورین، مسجد السدرہ اور 6 دیگر مساجد پر حملہ کیا گیا۔

الشجاعیہ کالونی میں مسجد القرمزی، مسجد الاصلاح اور مسجد الحواشی پر متعدد حملے کئے گئے، علاوہ ازیں الرمال کالونی، زیتون کالونی، رفح شہر کے علاقے، شاطی کیمپ اور جبالیا کیمپ کے علاقے میں واقع اہم مساجد کو متعدد بار تخریبی کارروائیوں کا نشانہ بنایا گیا۔

مساجد پر باقاعدہ حملے

تحفظ مساجد کمیٹی فلسطین کی طرف سے جاری ہونے والی ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ عرفاتی پولیس حکام کے براہ راست احکامات کی روشنی میں مئی 1995ء کے مہینے میں 10 سے زائد بار مختلف مساجد کے خلاف پولیس کے اہل کاروں نے کارروائی کی۔
فلسطینی پولیس نے غزہ شہر میں واقع تاریخی مسجد سید ہاشم پر 17 مئی 1995ء میں ہلہ بول دیا۔ نماز عشاء کے بعد ہونے والے اس آپریشن کے وقت مسجد میں چند نمازی اور نوجوان موجود تھے۔ 8 افراد پر مشتمل فلسطینی پولیس کے دستے نے مسجد میں آویزاں لوحات کو اتارنا شروع کر دیا اور بعد ازاں مسجد سے جاتے ہوئے انہیں اپنے ساتھ لے گئے۔ مسجد کے خلاف آپریشن کے قائد نے مسجد کے خادم کو بلا بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ باقی ماندہ مقدس آیات پر مبنی پوسٹروں کو پھاڑ دے اور اگر اس نے ان احکامات پر عمل درآمد نہ کیا تو اسے اپنی ملازمت سے ہاتھ دھونا پڑیں گے۔
19 مئی 1995ء کو یہی فلسطینی پولیس والے دوبارہ مسجد پر حملہ آور ہوئے۔ جوتوں سمیت مسجد میں داخل ہو کر مسجد میں نماز ظہر ادا کرنے والے نمازیوں کو سخت نتائج کی دھمکیاں دیں۔

غزہ کے ائمہ مساجد و خطباء کی گرفتاریاں

غزہ کی پٹی کے علاقے میں واقع مساجد کے ائمہ اور خطباء کو کئی بار عرفاتی پولیس کے ہاتھوں گرفتاری کی صعوبت بھی اٹھانی پڑی۔ بہت سے ائمہ مساجد کو خطبہ دینے سے منع کر دیا گیا، جبکہ بعض کو دوران تفتیش تشدد کا بھی نشانہ بنایا گیا۔ عرفاتی پولیس کے ظلم وستم ائمہ وخطباء کی ذات تک محدود رہنے کے بجائے ان کے اہل وعیال اور گھروں تک بھی پہنچا۔ بہت سے ائمہ کے گھروں پر ریڈ کیا گیا اور ان کے اہل خانہ کو ڈرایا دھمکایا جاتا رہا۔
اس سلسلے میں فلسطینی پولیس کے اہل کاروں نے گزشتہ دنوں غزہ کے علاقے میں مساجد لیگ کے سربراہ شیخ محمد طٰہٰ کو گرفتار کرنے کے لئے ان کے گھر پر ریڈ کیا۔ پولیس شیخ محمد طٰہٰ کو ایک اسرائیلی فوجی فاکس مین کے قتل کی تفتیش کی آڑ میں کئی دن تک تشدد کا نشانہ بناتی رہی۔

مساجد میں عریاں فلموں کی عکس بندی

''فلسطین ٹائمز کے شمارہ جولائی کی ایک خبر کے مطابق اسرائیل کے شہر صفد (Safod) کی ایک مسجد میں اسرائیلی اداکاروں نے عریاں فلم کی عکس بندی کی۔ چند اداکارائیں بالکل ننگی تھیں۔ الاقصیٰ ویلفیئر سوسائٹی کے جنرل سیکریٹری مسٹر احمد نے اس پر شدید احتجاج کیا اور مطالبہ کیا کہ مسلمانوں کے مقدس مقامات کی اس طرح سے بے حرمتی نہ کی جائے۔ قدس پریس انٹرنیشنل نے بھی اس خبر کی تصدیق کی ہے۔ فلسطینیوں کے مطابق صفد کی 14 مساجد پر اسرائیل نے قبضہ کر رکھا ہے۔ ان میں سے کچھ کو شہید کر دیا گیا ہے، کچھ کو عجائب گھروں میں تبدیل کر دیا گیا۔

عہد فاروقی میں تعمیر ہونے والی مسجد یہودیوں نے جلادی

فلسطین کے شہر بیسان میں انتہا پسند یہودیوں نے 1400 سال قدیم تاریخی فاروقی مسجد کو آگ لگا کر شہید کر دیا۔ جس کی وجہ سے مسجد کی چھت مکمل طور پر جل گئی، مذکورہ مسجد فلسطین کی سب سے قدیم مسجد ہے، جو 1400 برس قبل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں تعمیر کی گئی تھی۔ فلسطین کی الاقصیٰ کارپوریشن برائے تعمیر اسلامی مقدسات نے اسرائیلی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ مسجد کو فوری طور پر تعمیر کیا جائے۔ کارپوریشن نے اسلامی ملکوں سے بھی اپیل کی کہ وہ اس مسجد کی تعمیر میں حصہ لیں۔

فلسطینی عبادت گاہوں کی بے حرمتی

صیہونی یہودیوں کی ایک تنظیم ''جیوئش ٹمپل ماؤنٹ فیتھ فل آرگنائزیشن''، مسجد اقصیٰ کی جگہ ہیکل سلیمانی تعمیر کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ اس مقصد کے لئے مسلمانوں کے مقدس ترین مقام قبلہ اول مسجد اقصیٰ پر کئی بار صیہونی حملے ہو چکے ہیں۔ کبھی آتش زنی کی وارداتیں ہوتی ہیں، تو کبھی دیوار گریہ کی آڑ میں توڑ پھوڑ کی کارروائیاں ہوتی ہیں، بعض اوقات اسرائیلی فوجی جوتوں سمیت مسجد اقصیٰ میں گھس کر قبلہ اول کے تقدس کو پامال کرتے اور مسلمانوں کو گولیوں کا نشانہ بناتے ہیں، بعض انتہا پسند صیہونی نمازیوں پر دوران نماز حملہ کرتے ہیں۔

صہیونی عہد اقتدار میں فلسطین میں مسلمان اور عیسائیوں دونوں کے مقدس مقامات کی بدترین بے حرمتی کے متعدد واقعات مسلسل ہوتے چلے آرہے ہیں جو انسانی ضمیر کے لئے ایک چیلنج ہیں۔ اسرائیل کے قیام کے ساتھ ہی عبادت گاہوں اور قبرستان کی بے حرمتی کا آغاز ہوگیا تھا، جو اب تک جاری ہے۔ اسرائیل کے اندرونی علاقوں میں بہت سی مساجد بند ہوچکی ہیں یا انہیں رہائشی مکانات میں تبدیل کردیا گیا ہے۔ مسلمانوں اور عیسائیوں کے قبرستان ہموار کرکے ان پر جدید قسم کے ہوٹل یا یہودی بستیاں تعمیر کی گئی ہیں۔ یروشلم میں اسرائیل کا ہلٹن ہوٹل ایک مسلم قبرستان میں تعمیر کیا گیا ہے۔ کنڈا مارک بھی مسلم قبروں پر تعمیر ہوا ہے۔ موضع عکرت اور بریوم میں فلسطینی عیسائیوں کو ان کے مردے قبرستان میں دفنانے کی اجازت نہیں۔

دسمبر 1987ء میں انتفاضہ تحریک کے بعد سے عبادت گاہوں کی بے حرمتی کی وارداتیں معمول کی حیثیت اختیار کرگئی ہیں۔ چند مثالیں یہ ہیں۔ جلازون کے مہاجر کیمپ میں دوپہر کے وقت مسجد پر حملہ ہوا، 25 نمازی گرفتار کئے گئے، انہیں پہلے قریب ہی فوجی کیمپ میں زدوکوب کیا گیا، بعد میں پھر انہیں پتھراؤ کے الزام میں رسلہ کے جیل خانہ میں منتقل کردیا گیا۔

26 جنوری 1990ء کو نابلس کے قریب موضع بورین کی مسجد کو رات کے وقت آگ لگادی گئی، مسجد کا زیادہ حصہ جل گیا، مجموعی نقصان 75 ہزار امریکی ڈالر کے برابر ہوا، یروشلم میں اعلیٰ اسلامی کونسل نے انکشاف کیا کہ صہیونیوں نے باقاعدہ منصوبے کے تحت ایسا کیا۔ یہودی تحریک دی ٹمپل ماؤنٹ فیتھ فل اور دوسرے انتہا پسند یہودی گروہ یروشلم میں مسجد اقصیٰ کی کھدائی کے لئے کوشش کرتے آرہے ہیں۔ مسجد الاقصیٰ اسلام کے مقدس ترین مقامات میں سے ایک ہے۔ انتہا پسند کھلیعام اس عزم کا اعلان کرتے ہیں کہ وہ مسجد الاقصیٰ کو تباہ کرنا چاہتے ہیں اور اس کی جگہ ہیکل سلیمانی کی تعمیر ان کا مقصد ہے، 16 اکتوبر 1989ء کو یہودی انتہا پسندوں نے مسجد الاقصیٰ میں اپنے تیسرے معبد کا سنگ بنیاد رکھنے کی کوشش کی، مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان شدید جھڑپیں ہوئیں، جس میں 15 مسلمان شہید اور 1000 سے زائد زخمی ہوئے۔ اسی طرح 18 اکتوبر 1989ء کے دوران 47 مسلمان شہید اور 3 ہزار سے زائد زخمی ہوئے تھے، درجنوں مسلمانوں کو گرفتار کرکے اذیتیں دی گئیں۔

فلسطینی عوام خواہ وہ مسلمان ہوں یا عیسائی ان کی روزمرہ زندگی اور مذہبی امور میں صہیونی دخل اندازی بڑھتی چلی جارہی ہے۔ گرجاؤں اور مسجدوں کے علاقوں میں اکثر کرفیو نافذ کئے جاتے ہیں، تاکہ عوام اپنی مرضی سے عبادات ادا نہ کرسکیں، عبادت گزاروں کو گھروں سے بلاکر گرفتار کیا جاتا ہے۔ نابلس میں 20 مسلمانوں کو صرف اس لئے گرفتار کیا گیا کہ انہوں نے ایک پرائیویٹ جگہ پر نماز جمعہ کا اہتمام کیا تھا، ان پر کرفیو توڑنے کا الزام لگایا اور ڈیڑھ ڈیڑھ سو امریکی ڈالر جرمانہ وصول کیا گیا۔

فلسطین کے مقدس مقامات کی اس بے حرمتی کا اصل محرک صہیونی تحریک کی گہری نظریاتی جڑیں ہیں، وہ فلسطین کو مکمل طور پر صہیونی ریاست بنادینا چاہتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے وہ مسلمانوں اور عیسائیوں کا نام ونشان مٹادینے کے خواہاں ہیں۔ اس لئے وہ عرب تہذیب اور فلسطینی تاریخ کے آثار کو برداشت نہیں کرتے، چنانچہ مقدس مقامات سب سے پہلے زد میں آتے ہیں۔ فلسطین کی مسجدوں، گرجوں اور قبرستانوں کی تباہی ایک سوچی سمجھی سازش ہے جس پر مسلسل عمل ہورہا ہے۔

اسرائیلی بمباری سے غزہ میں شہید ہونے والی مساجد

فلسطینی حکومت کی ایک جائزہ رپورٹ کے مطابق، اسرائیلی حملوں میں غزہ کی ایک تہائی مساجد شہید ہوگئی ہیں۔ فلسطینی اکنامک کونسل فار ڈیولپمنٹ اینڈ کنسٹرکشن کا کہنا ہے کہ 51 روز میں اسرائیلی افواج نے 278 مساجد کو خصوصی طور پر ٹارگٹ کرکے ان پر بم اور میزائلوں کی بارش کی، جس کے نتیجہ میں 82 مساجد مکمل طور پر شہید ہوگئیں، جبکہ 205 مساجد کو شدید نقصان پہنچا ہے۔ فلسطینی اتھارٹی کے مطابق شہید ہونے والی مساجد کی تعمیر نو پر 40 ملین ڈالر سے زائد رقم خرچ ہوگی۔ فلسطینی اکنامک کونسل فار ڈیولپمنٹ اینڈ کنسٹرکشن نے اپنی انٹرنیٹ سائٹ پر جاری رپورٹ میں بتایا ہے کہ فلسطین میں کسی بھی چرچ کو اسرائیلیوں نے ٹارگٹ نہیں کیا، جبکہ مساجد کو چن چن کر نشانہ بنایا گیا۔ حملوں میں اسلاف واکابرین اسلام کے 10 مزارات کو بھی نقصان پہنچا ہے۔

فلسطینی اتھارٹی کا کہنا ہے کہ ان کا ادارہ اقوام متحدہ کے عالمی ادارہ ورثہ و تاریخی عمارات میں بھی اسرائیل کی شکایات درج کرائے گا کہ اس نے کئی صدیوں قبل تعمیر کی جانے والی تاریخی عمری مسجد کو بھی شہید کیا ہے،

فرانس کے منتوبن Montauban نامی قصبے میں مسجد کے باہر اسلام کے دشمنوں کی طرف سے پھینکا گیا خنزیر کا سر جسے مقامی مسلمان دھو رہے ہیں

جسے اقوام متحدہ محفوظ ورثہ قرار دے چکا تھا۔ فلسطینی اتھارٹی نے انکشاف کیا ہے کہ اسرائیلی فوجی افسران نے ٹوئٹر پر اپنے اکاؤنٹس میں دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے مساجد کو حماس کا گڑھ قرار دے کر ان کو بطور خاص نشانہ بنایا۔ اس کے بارے میں اسرائیلی انٹیلی جنس نے رپورٹیں فراہم کی تھیں، لیکن فلسطینی اتھارٹی سمیت غزہ کی حکمراں جماعت حماس نے اسرائیلی دعوؤں کو لغو اور جھوٹ قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ مساجد اللہ کا گھر اور جائے عبادت ہیں، یہاں اسلحہ جمع کرنے کا سوچا بھی نہیں جا سکتا۔

فلسطینی اتھارٹی کی جانب سے فراہم کردہ معلومات کے تحت جن اہم، تاریخی اور بڑے مساجد کو شہید کیا گیا ہے ان میں مسجد عمری، مسجد امین، مسجد شہداء، ایبکی مسجد، مسجد ولایت، الشیخ زکریا مسجد، الشماہ مسجد، سید الہاشم مسجد (حضور نبی کریم ﷺ کے جد اعلیٰ کا جائے دفن) الحاکمہ مسجد، مسجد نصر، مسجد التوفیق، ابن عثمان مسجد، ابن مروان مسجد، ام النصر مسجد، جامعہ الکبیر جبالیہ شامل ہیں۔

غزہ کی سب سے بڑی اور تاریخی مسجد شہید کردی گئی

فلسطینی آن لائن جریدے ''الیکٹرونک انتفاضہ'' نے ایک تازہ رپورٹ میں اس حوالے سے لکھا ہے کہ اسرائیلی افواج نے تاریخی مسجد، مسجد عمری جسے مقامی طور پر'' جامعہ غزہ الکبیر'' بھی کہا جاتا ہے، کو مکمل طور پر شہید کردیا ہے۔ غزہ کے پرانے علاقہ میں یہ مسجد نہ صرف تاریخی اہمیت کی حامل تھی، بلکہ سب سے بڑی مسجد بھی تھی اور عالمی سیاح اس مسجد کی زیارت کے لئے یہاں آتے تھے۔ یہ پانچویں صدی عیسوی میں بازنطینی عہد میں بطور کلیسا تعمیر کی گئی تھی، لیکن ساتویں صدی میں مصر پر حضرت عمر بن العاص t کے دور حکومت میں اس کو نئے ڈیزائن کے تحت تعمیر کرکے مسجد میں تبدیل کیا گیا تھا۔ اس تاریخی مسجد کا ذکر ابن بطوطہ نے بھی کیا ہے اور اپنے سفر نامہ میں اس کو انتہائی خوبصورت مسجد قرار دیا۔ جبکہ 1149ء میں اس کو زلزلے کے سبب نقصان پہنچا، جس کے بعد اس کی تعمیر نو کی گئی۔ 1260ء میں منگولوں کے حملوں میں اس مسجد کو تباہ کردیا گیا تھا، لیکن مصری مملوک حکمرانوں نے جلد ہی اس کو اصل حالت میں بحال کرادیا۔ اسی صدی کے اواخر میں ایک بار پھر آنے والے زلزلے نے اس مسجد کو نقصان پہنچایا۔ جس کے بعد اسے مملوکوں نے پھر تعمیر کیا اور تقریباً 300 سال قبل سلطنت عثمانیہ نے اس کو اپنے خرچ پر مضبوط و پائیدار بنیادوں پر دوبارہ کھڑا کردیا۔

پہلی جنگ عظیم کے دوران برطانوی افواج نے فضائی و زمینی بمباری کرکے اس تاریخی مسجد کو شہید کردیا، جس کے بعد 1925ء میں سپریم مسلم کونسل کی جانب سے اس کو دوبارہ ہزاروں پاؤنڈ خرچ کرکے تعمیر کیا گیا۔ اسرائیلی بمباری کے نتیجے میں اللہ کا یہ گھر ایک بار پھر شہید ہوگیا ہے۔ واضح رہے کہ ''فلسطین کرونیکل'' کے مطابق مسجد عمری پر اسرائیلیوں نے 2008ء اور 2009ء کی جنگ میں دو بار بمباری کی تھی اور دونوں بار اس کو جزوی نقصان پہنچا، جس کی مرمت کردی گئی تھی۔ لیکن اس بار اس تاریخی مسجد کو مکمل تباہ کردیا گیا ہے۔

(از احمد نجیب زادے بشکریہ روزنامہ امت 5 اگست 2014)

شہید مسجد کے اطراف میں لوگ نماز پڑھ رہے ہیں

فلسطین کی ایک مسجد جہاں یہودی لڑکیاں بیڈمنٹن کھیل رہی ہیں

غزہ کی لہولہو مساجد

خان یونس کے قصبہ خوزہ میں صہیونی بمباری سے شہید ہونے والی مسجد
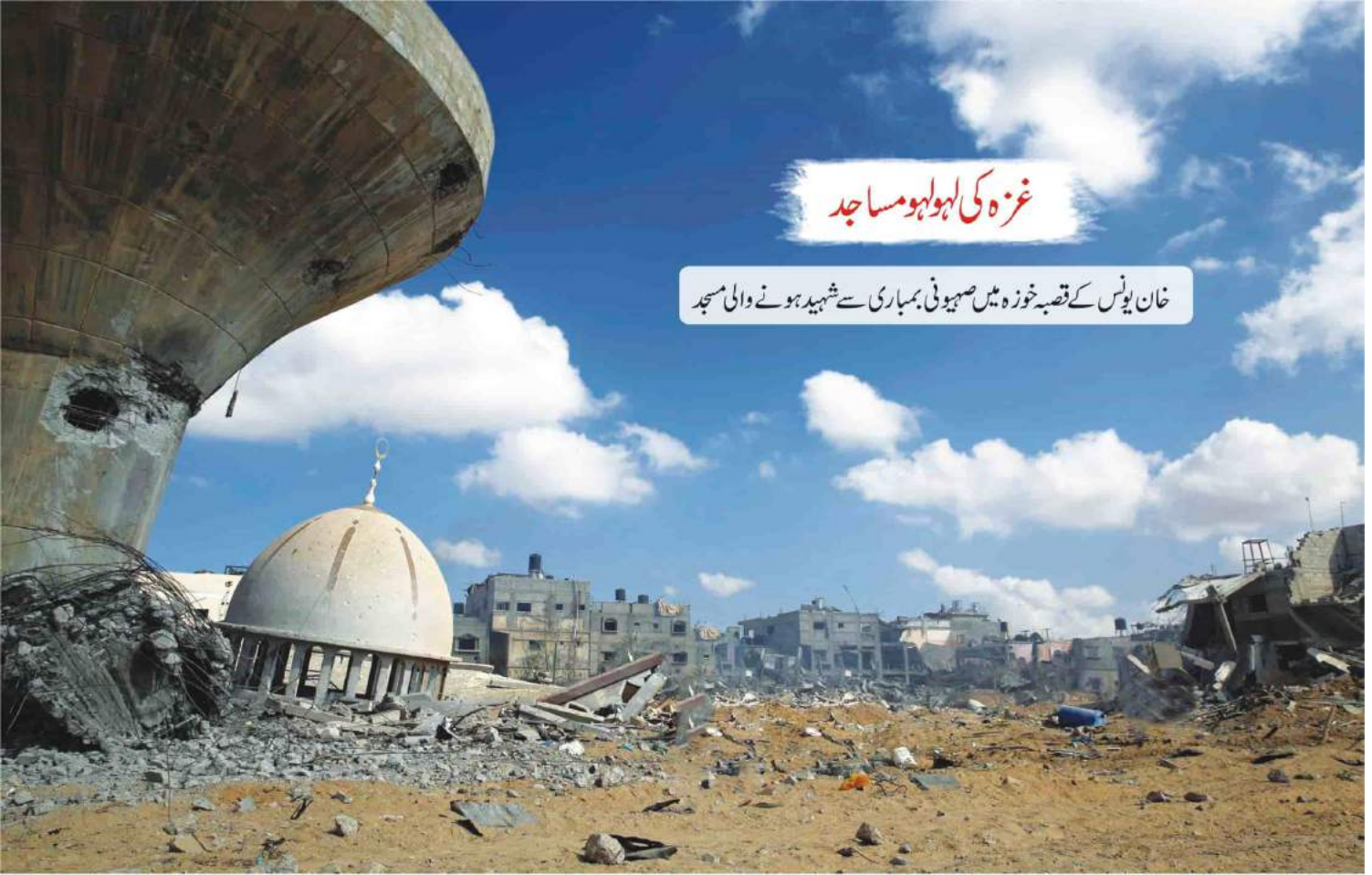
خان یونس کے قصبے خوزہ میں اسرائیلی حملے میں شہید مسجد کے ملبے پر ایک فلسطینی لڑکا کھڑا ہے۔ مسجد کا مینار محفوظ رہا۔ جمعرات کو واشنگٹن پوسٹ نے جو نئے اعداد وشمار جاری کیئے اس کے مطابق اسرائیلی فضائی حملوں اور ٹینکوں کی شیلنگ سے غزہ کی 80 سے زائد مساجد مکمل یا جزوی طور پر تباہ ہوئیں۔

کیا آپ نے کبھی ایسی مسجد میں اذانیں دی ہیں؟

فلسطین پر تازہ اسرائیلی حملے پر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، کیوں کہ یہ ہمارا مسئلہ نہیں ہے۔ ہم کب سے مسلم امہ کے ٹھیکیدار ہو گئے؟ ہمارا مسئلہ تو فٹ بال ہے یا کرکٹ۔ ویسے بھی غزہ کون سا پاکستان کا حصہ ہے۔ برازیل میں تو پھر بھی ہماری فٹ بال استعمال ہو رہی ہے اور دیکھا آج برازیل کے ساتھ کیا ہوا۔ اب چھوڑو بھی، کیا بار بار غزہ کی بات کرتے ہو، وہاں لوگ میچ ہارنے پر اشکبار ہو رہے ہیں اور تمہیں غزہ کے بچوں، عورتوں اور مردوں کی جان کی فکر ہے۔ کبھی انجوائے بھی کرنے دیا کرو۔

غزہ کی مسجد جو کہ اب ملبے کا ڈھیر بن چکی ہے

غزہ کی شہید مسجد الرمل جس کا مینار سامنے والی عمارت پر گرا ہوا ہے

غزہ کی مسجد الشہداء جس پر اسرائیل کے حملے کی وجہ سے دھواں اور گرد و غبار اٹھ رہا ہے

”نمازِ عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سائے میں“ غزہ میں نمازِ جمعہ ادا کی جا رہی ہے

شہید مسجد الرمل کا مینار جو رہائشی عمارت پر گر چکا ہے

غزہ پر اسرائیل کے فضائی حملے سے شہید ہونے والی مسجد الرمل کا مینار۔ اب تک **70** مساجد کو شہید کیا جا چکا ہے۔ صہیونی افواج کی جانب سے خاص طور پر مساجد اور اسکولوں کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔

ایک شہید مسجد کے مینار تلے نمازی اپنے رب کے حضور حاضر ہیں
غزہ کی مساجد صہیونی درندگی کا خاص نشانہ ہیں۔

غزہ کی شہید مسجد میں نماز ادا کی جارہی ہے
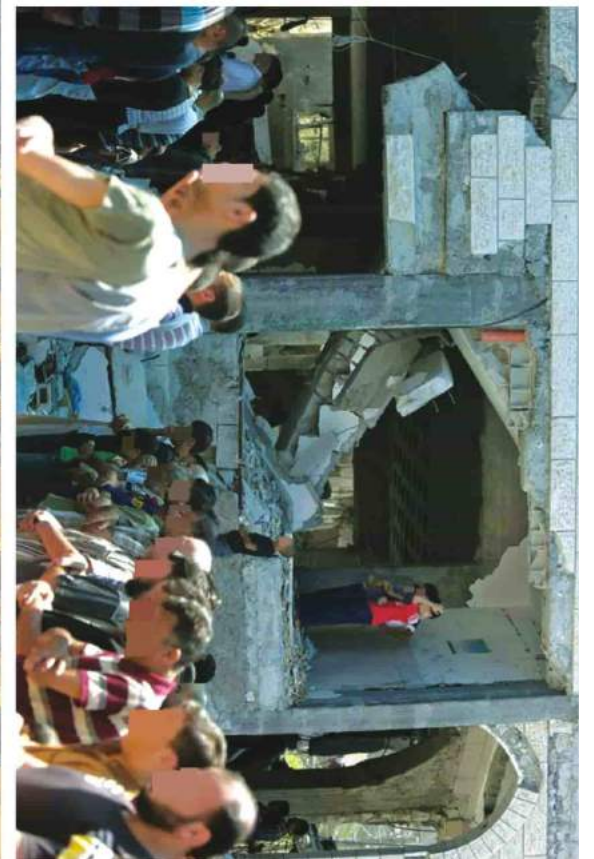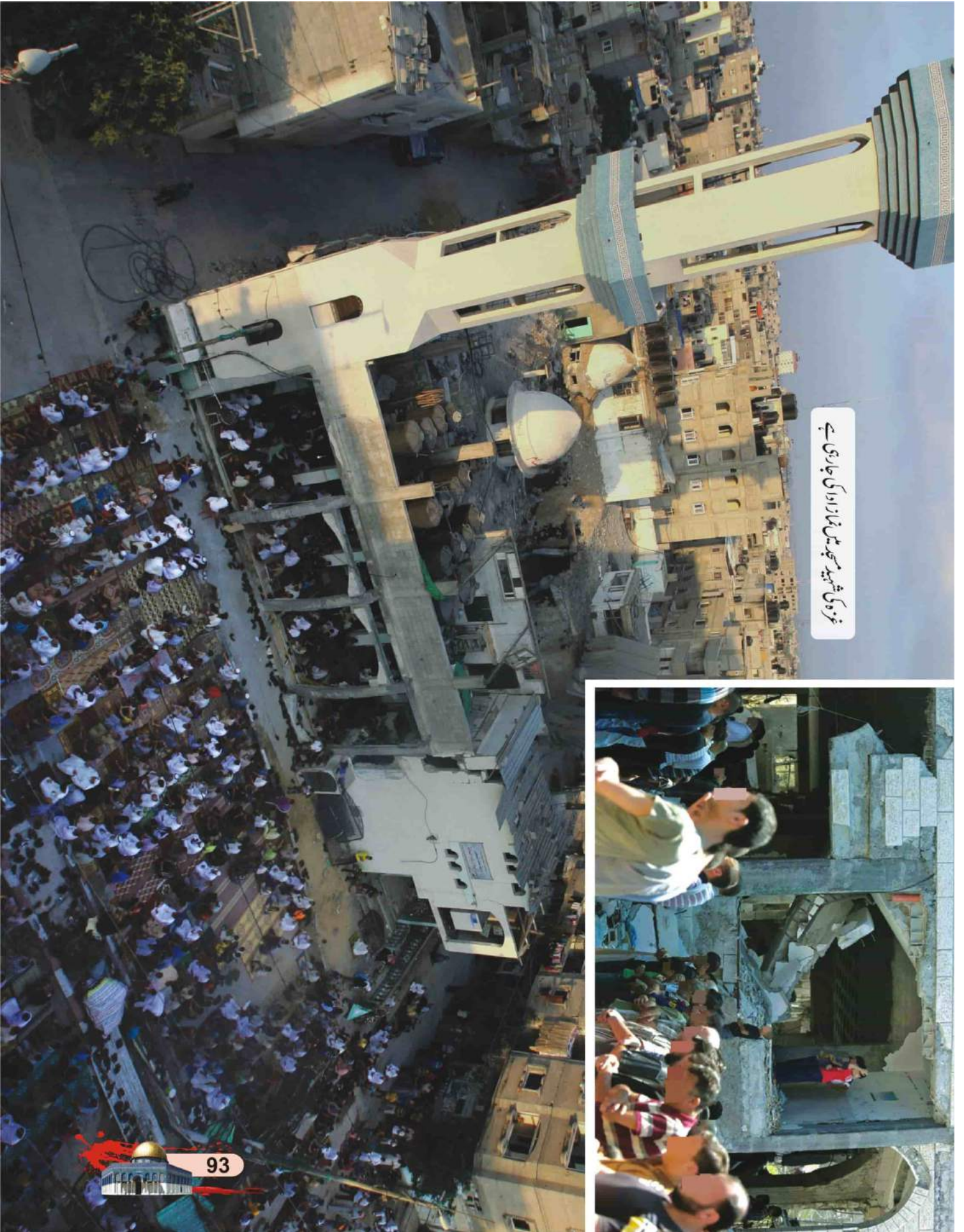
غزہ کی مسجد الاقصیٰ بھی اسرائیلی بمباری سے بری طرح متاثر ہوئی ایک فلسطینی ملبے کے قریب سے گزر رہا ہے

غزہ کی مسجد کا اندرونی منظر، جہاں اسرائیل کے حملہ کے بعد ہونے والی ٹوٹ پھوٹ اور گہرا گڑھا واضح نظر آ رہا ہے۔

اسرائیلی فوج کی بمباری کے نتیجہ میں شہید ہونے والی غزہ کی مسجد اقصیٰ جس کا گنبد اور ملبا بکھرا پڑا ہے۔
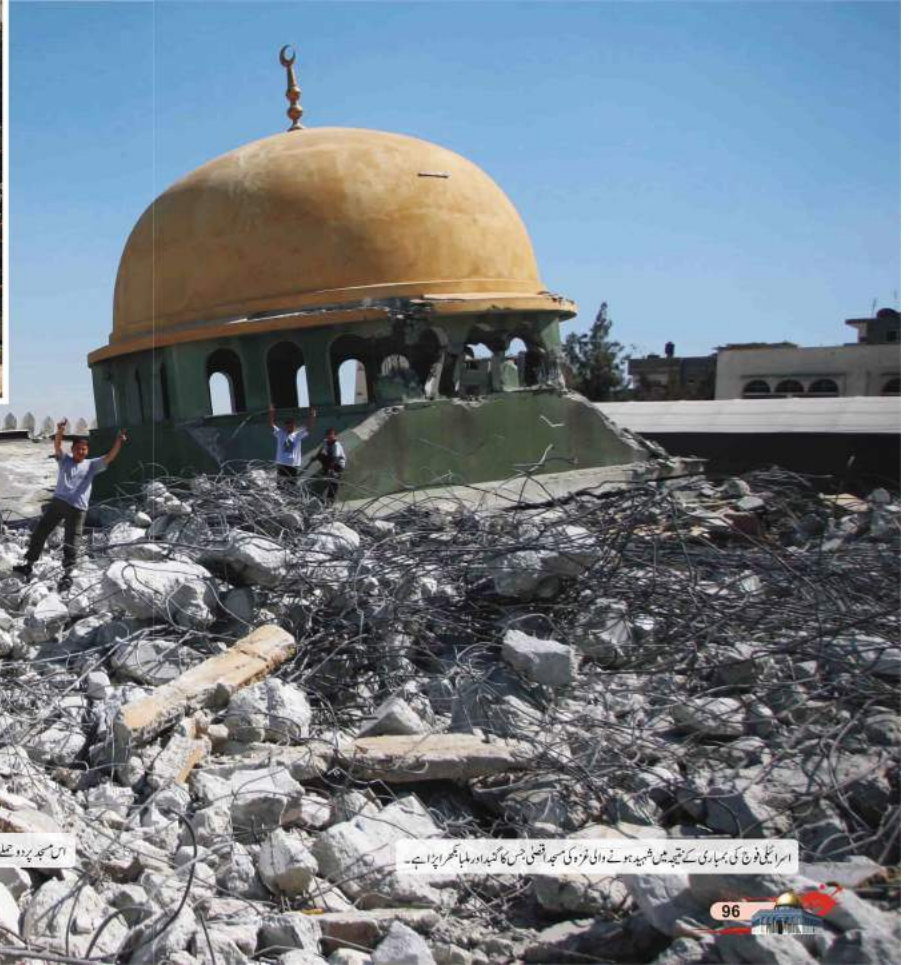
اس مسجد پر دو حملے ہوئے، پہلے حملے میں مسجد کی دیواریں شہید ہوگئیں، مگر ظالم اسرائیل نے اس پر دوبارہ راکٹ داغے جس سے مسجد مکمل شہید ہوگئی۔

اسرائیلی بمباری سے شہید ہونے والی مسجد

اب تک 102 مساجد کو ٹارگٹ بنایا جا چکا ہے۔ ان میں سے 30 مکمل طور پر تباہ ہو گئی ہیں

شہید مسجد میں نماز پڑھتا نمازی

شہید مسجد کا منبر

نماز پڑھنے والے لوگوں کے سامنے اسرائیل کے پھینکے گئے میزائل کے خول رکھے ہوئے ہیں

شہید مسجد میں لوگ عید کی نماز کا خطبہ سن رہے ہیں

غزہ کی شہید مسجد، جو دیکھنے والوں کو خون کے آنسو رلا رہی ہے
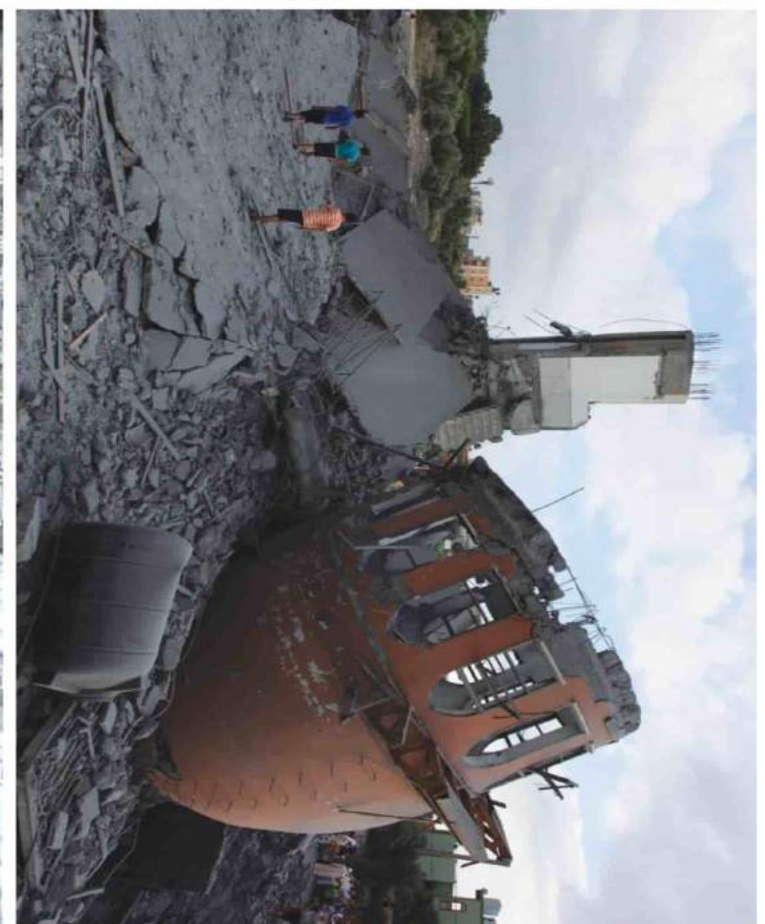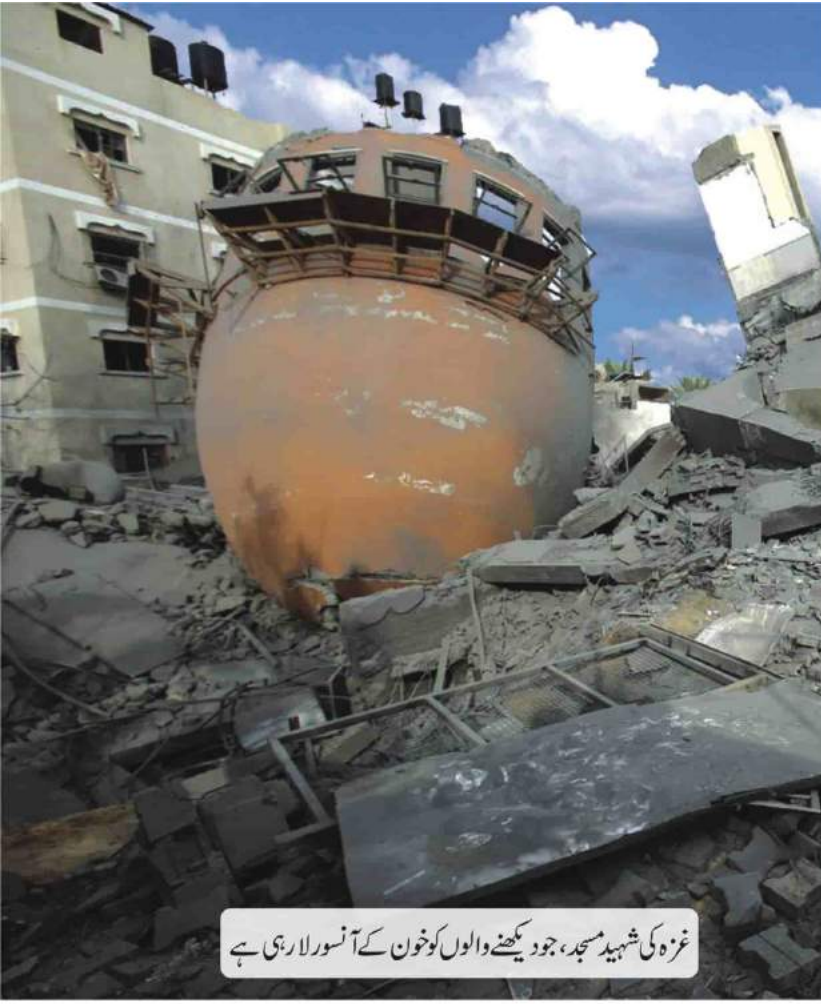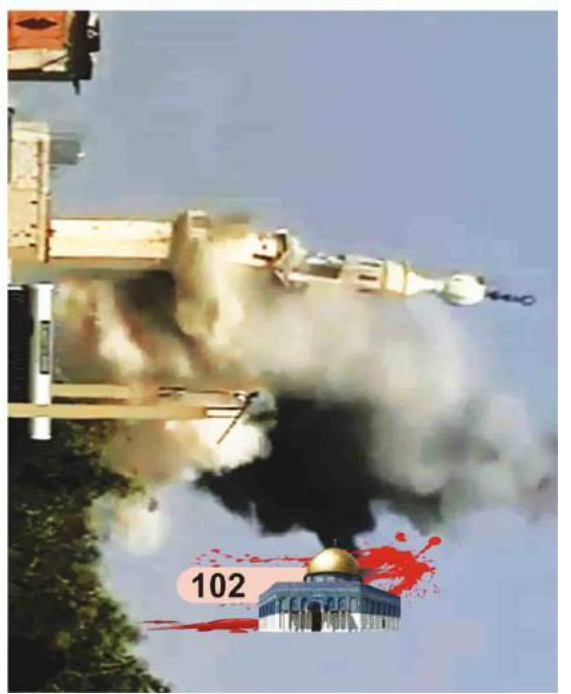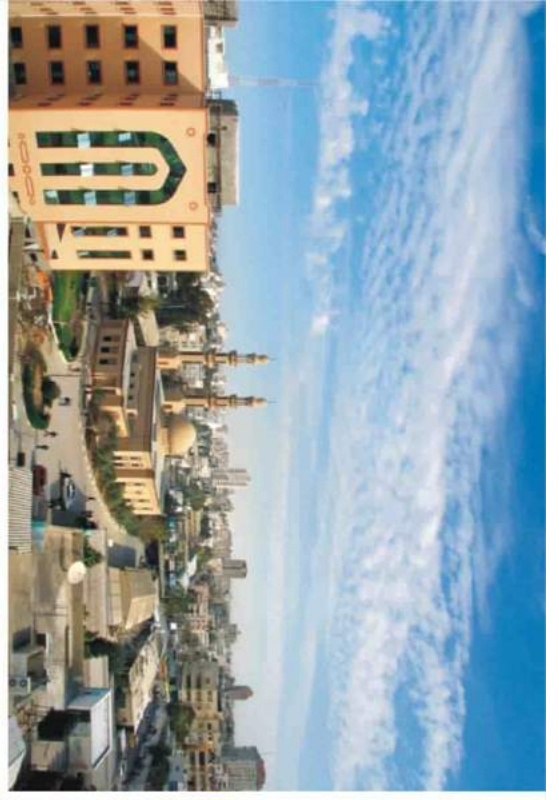
جامع مسجد غزہ کی شہادت سے قبل اور بعد کی تصاویر
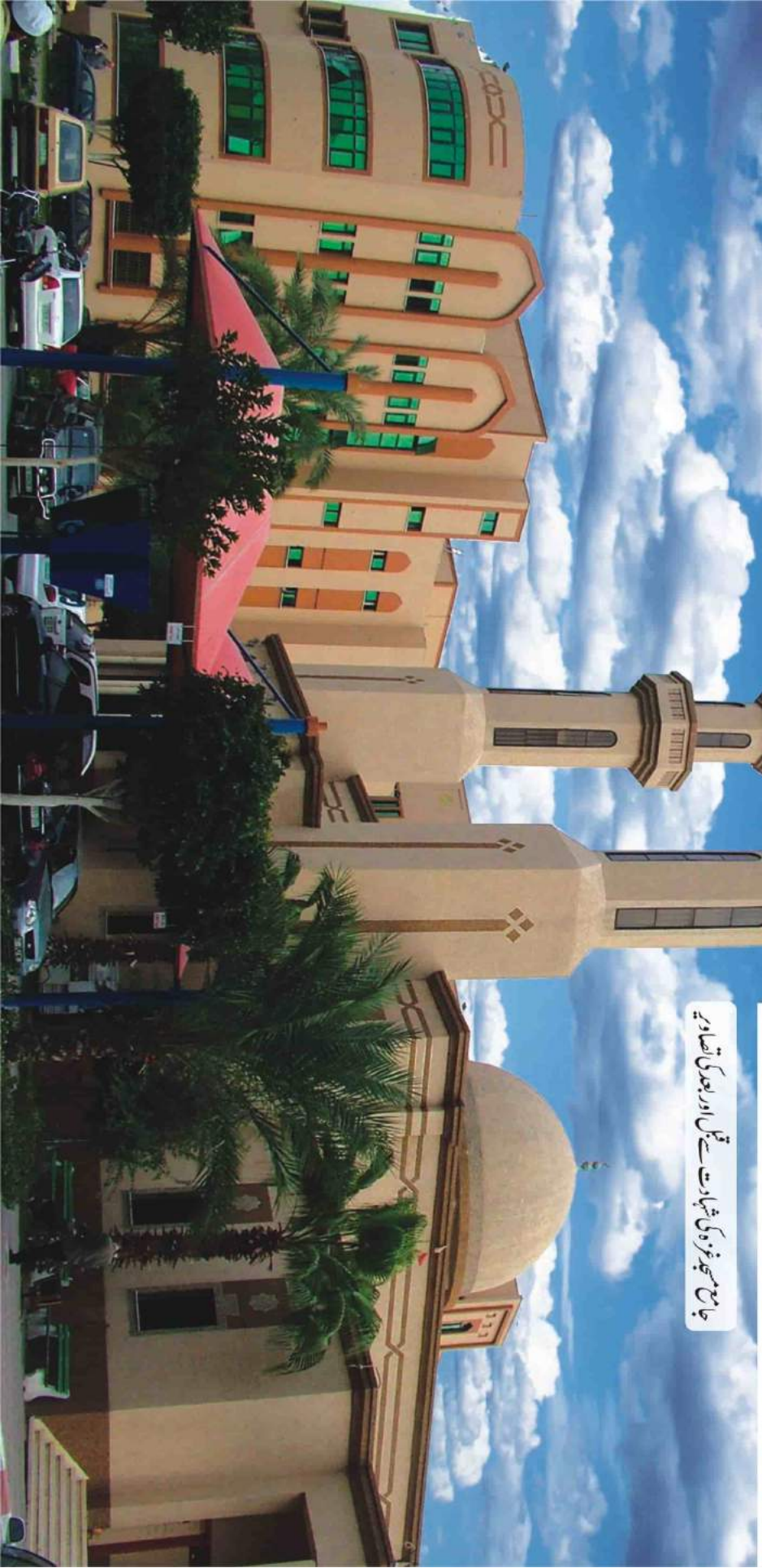
غزہ کی مسجد کا اسرائیل کے حملے سے پہلے اور بعد کا منظر

شام کی حکومت کی طرف سے کی گئی بمباری سے تباہ ہونے والی مسجد

صیہونی بمباری کے بعد غزہ کی مسجد العمری الجبالیہ کی تباہ حالت
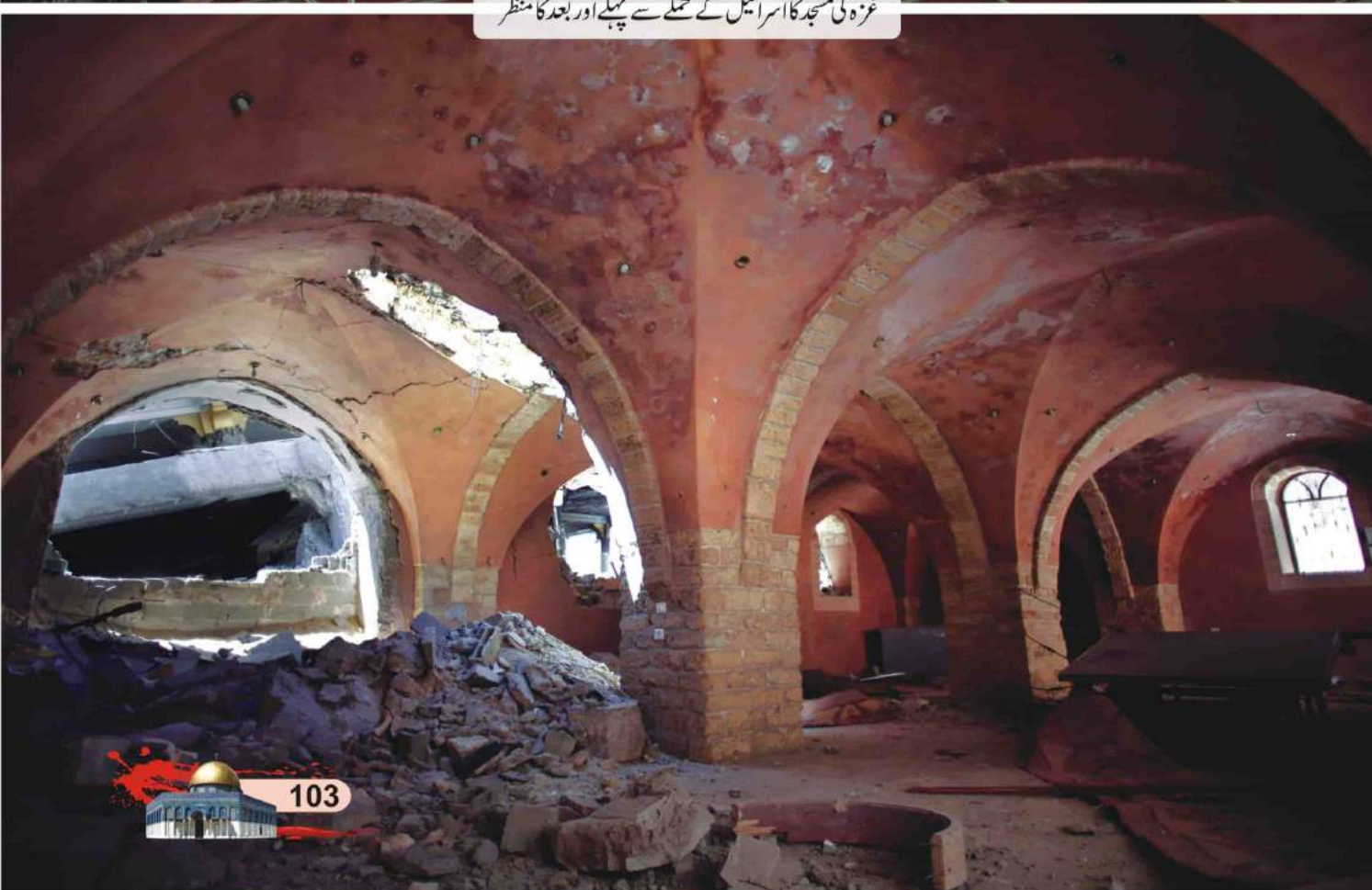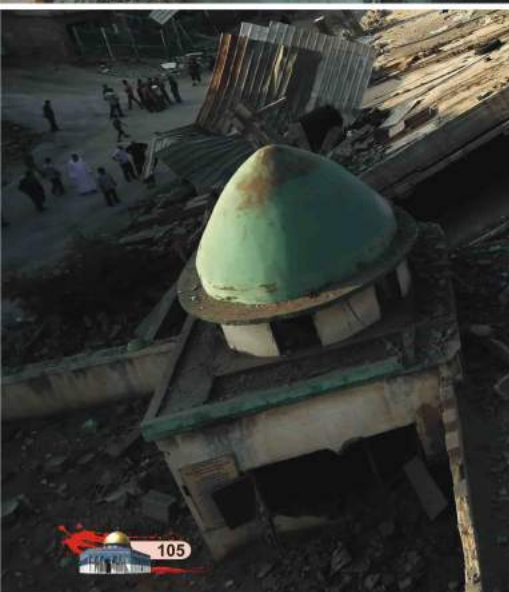
فلسطین میں مسجد کی شہادت کے بعد باقی بچنے والا مینار صہیونی جارحیت کی داستان سنا رہا ہے۔

شہید مسجد سے نکلنے والے قرآن کے نسخے

افسوس ہے ان مسلمانوں کی ایمانی کمزوری پر جن کے آنسو مسجد اور قرآن کی شہادت پر بھی نہیں نکلتے۔

یہ لٹتی لٹتی مساجد، یہ ویران سجدہ گاہیں

شہید مساجد سے برآمد ہونے والے قرآن کے اوراق

ایک نوجوان گولہ باری سے متاثرہ مسجد سے نکالا گیا قرآن پاک کا نسخہ دکھا رہا ہے۔

اسرائیلی فوج کی بمباری سے شہید ہونے والی مسجد

باب نمبر:7

غزہ کے تباہ ہونے والے مکانات

غزہ ایک دفعہ پھر لہولہو ہے۔ اسرائیل نے آگ و بارود سے قیامت برپا کردی۔ اس دفعہ تو تاک تاک کرعوامی مقامات اور 10 ہزار سے زائد گھروں کو نشانہ بنایا گیا۔ دہشت گرد یہودیوں نے ہسپتالوں، اسکولوں، بازاروں، پارکوں، حتیٰ کہ زخمیوں کو لے کر دوڑتی بھاگتی ایمبولینسوں کو بھی آگ وخون میں نہلا دیا۔ فلسطین پر اسرائیلی جارحیت کو نصف صدی سے زیادہ بیت گیا ہے اور اس عرصے میں شاید ہی کوئی دن ایسا گزرا ہو جب مظلوم فلسطینیوں نے بدبخت یہودیوں سے کوئی زخم نہ کھایا ہو، مگر اس دفعہ کے حملے نے تو ظلم وستم کے اگلے پچھلے تمام ریکارڈ توڑ دیئے۔ فقط آسمان سے ہی بمباری یا راکٹ باری نہیں ہوئی، بلکہ اونچے مقامات پر تعینات یہودی فوجی شوٹرز نے اسنائپر کے ذریعہ پرخچے اڑانے کا اعتراف کیا ہے۔

غزہ کی چھوٹی سی پٹی اور اس پر بسنے والے چند لاکھ افراد ہر کچھ عرصہ بعد آگ اور خون میں نہا جاتے ہیں۔ انسانیت کی بھیانک تصویر پیش کرتے فلسطینیوں کے درندہ صفت دشمن اپنے نوکیلے ناخنوں سے لاشے تک نوچ لیتے ہیں۔ غزہ کی اس مظلوم عورت کی تصویر اب بھی میری آنکھ نم کر دیتی ہے۔ وہ پہلی بار ماں بننے والی تھی۔

اسرائیل کی جانب سے ہونے والی بم باری نے اسے یوں گھائل کیا کہ زندگی پیدا کرنے سے پہلے ہی اسے موت کا تحفہ مل گیا۔ فوری طور پر امدادی کیمپ میں لاکر اس کا آپریشن اس آس میں کیا گیا کہ شاید جسم میں پلتی ننھی جان کو بچا لیا جائے، لیکن صہیونیت کی ڈائن مادر شکم میں سانس لیتے بچوں کو بھی چبا جاتی ہے، لہٰذا ماں کے ساتھ ساتھ یہ ننھی سی جان بھی بم باری کا نشانہ بنی تھی، جس کی کمر پر دشمن فوج کی کارروائی کی وجہ سے ایک گہرا زخم نمایاں نظر آرہا تھا اور اس نے اپنی ماں کے ساتھ شہادت کا درجہ پالیا۔

میں سوچتی ہوں روزِ محشر اگر اس بچے نے مجھ سے اپنے بے گناہ قتل کا سبب پوچھا تو میرے پاس کیا جواب ہوگا۔ میں کیا کہوں گی؟ اس کو اور اس کی ماں کو کس جرم کی پاداش میں صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا؟ کہاں ہے دنیا میں امن کے ٹھیکیدار؟ جو امن کے ایسے عاشق ہیں کہ امن کے نام پر جنگ مسلط کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے، کہاں ہیں انسانی حقوق کے نعرے لگانے والے؟ جو اس نعرے کی آڑ میں کسی ملک کو ہدف بنالیں تو تجارتی پابندیوں سے فضائی حملوں تک سب کچھ کر گزرتے ہیں۔

غزہ کی پٹی پر گھر گھر لاشیں ہیں، جگہ جگہ تباہی ہے، لیکن دنیا کے طاقتوروں کو نہ خون میں نہاتا ظلم نظر آتا ہے، نہ انسانی حقوق کی بدترین پامالی دکھائی دیتی ہے۔ غزہ...... یہ فلسطین...... یہ کیسی عجب جگہ ہے؟ میرے رب اس کرہ ارض پر جہاں مسجدوں میں روزانہ 5 وقت نماز ادا ہوتی ہے، غزہ کے لوگ ہر روز 6 نمازیں ادا کرتے ہیں اور چھٹی نماز، نماز جنازہ ہوتی ہے۔

روح کانپ اٹھتی ہے۔ اہل غزہ کی حالت دیکھ کر دل میں آتا ہے کہ خدا کوئی وسیلہ بنادے اور میں اپنے بھائیوں، بہنوں کی مدد کے لئے غزہ پہنچ جاؤں۔ میں وہاں نہیں ہوں، لیکن میرا قلم لکھتا رہے گا۔ ہر اس ظلم کے خلاف جو انسانیت پر ہوگا، جب تک سینے میں دل دھڑک رہا ہے، سانسوں کی روانی باقی ہے، میرا قلم ظلم کے خلاف لکھتا رہے گا۔ اسرائیل کی حمایت کرنے والے امن کے امین، اپنی اس بے رحمی اور منافقت کے لاکھ جواز پیش کریں، خدا کی عدالت میں انہیں اسی طرح بے دردی سے کچلا جائے گا، جو ظلم آج انسانیت پر وہ کر رہے ہیں اس کا جواب انہیں دینا ہوگا۔

غزہ کا یہ چھوٹا سا مختصر آبادی والا علاقہ ہر کچھ عرصے بعد اپنے خون میں نہا کر اور بھیانک تباہی سے گزر کر ہماری دنیا کے تضادات، منافقت اور بے حسی کا پردہ چاک کر دیتا ہے۔ آج بھی غزہ کے مظلوم فلسطینی اپنے خون سے اس دنیا کی یہ حقیقت لکھ رہے ہیں کہ اس دنیا میں طاقت ہی سب کچھ ہے۔ طاقت کے سامنے منطق، دلیل اور اخلاقیات سب سرنگوں ہو جاتی ہیں، ہار جاتی ہیں یا مفاہمت کر لیتی ہیں۔ غزہ کی سرزمین پر بکھری معصوم بچوں کی لاشیں انسانی حقوق کے دعویداروں سے اپنی موت پر انصاف مانگتی ہیں۔

یہ لاشیں ان دعوے داروں سے پوچھتی ہیں کہ تم تو وہ نرم دل ہو کہ جانوروں کی اذیت پر بھی تڑپ جاتے ہو، ہم جنس پرستوں کو بے حیائی سے روک دیا جائے تو تم ان کے ''حقوق'' کی یہ خلاف ورزی برداشت نہیں کر پاتے، چائلڈ لیبر تمہیں بے کل کر دیتی ہیں، تو پھر غزہ میں اسرائیل کی طرف سے برسائی جانے والی آگ میں جلتے جھلستے یہ پھول تمہیں کیوں نظر نہیں آتے؟ کیا تم انہیں انسان نہیں سمجھتے؟ کیا تم انہیں جانور سے بھی کم تر جانتے ہو؟ یہ سوالات امن اور انسانی حقوق کے نعروں کی حقیقت سامنے لے آتے ہیں۔

درحقیقت غزہ کا معرکہ ایک ایسی صورتحال اختیار کر گیا ہے، جس نے سب ہی کو بے نقاب کر دیا ہے، امن کی دعوے دار عالمی طاقتوں کو بھی اور مسلم ممالک کے حکمرانوں کو بھی۔ وسائل سے مالا مال مسلم ممالک جن کی زمینوں پر پیدا ہونے والے تیل سے عالمی طاقتوں کی معیشت کا پہیا گھومتا ہے، جن کے حکمرانوں کے بینک اکاؤنٹس مغربی ممالک کو اقتصادی طاقت فراہم کرنے کا باعث بنے ہوئے ہیں، جو ایک ارب سے زیادہ آبادی پر محیط ہیں کہ اگر امریکا اور یورپ کی مصنوعات کا بائیکاٹ کر دیں تو ان صنعتی اور معاشی طاقتوں کی معیشت ہل کے رہ جائے۔ لیکن یہ ممالک اور ان کے عیش پسند، خوف زدہ حکمراں اس معاملے میں دکھاوے کے اقدامات کے علاوہ کچھ کر سکے ہیں نہ کر سکیں گے، کیونکہ ان کے ذاتی، گروہی اور نام نہاد قومی مفادات انہیں اس کی اجازت نہیں دیتے۔

گویا اسرائیل کی درندگی کا طاقت سے جواب دینا تو دور کی بات ہے، مسلم دنیا کے حکمراں ایسے ٹھوس معاشی اقدامات کرنے کی بھی ہمت نہیں رکھتے جو اسرائیل کے سرپرست اور ہم نوا ممالک کو مجبور کر دیں کہ وہ اپنے اس پالتو جانور کی زنجیر کھینچ لیں۔ اگر مسلم ممالک صرف اسرائیل کا ساتھ دینے والے ملکوں کی مصنوعات کا بائیکاٹ کر دیں تو چند ہی روز میں صورتحال بدل سکتی ہے، مگر خوف اور خود غرضی ایسا کیوں ہونے دیں گے؟

اس مسئلے کا حل صرف طاقت کا استعمال اور معاشی بائیکاٹ ہی ہو سکتے ہیں، ورنہ جوشیلی تقریریں ہوتی رہیں گی، احتجاجی مظاہرے اور جلسے ہوتے رہیں گے، نعرے لگتے رہیں گے، اسرائیلی اور امریکی پرچم جلتے رہیں گے، لیکن فلسطینیوں پر ڈھایا جانے والا ظلم روکا نہ جاسکے گا۔ غزہ میں ہر روز قیامت مچتی رہے گی، جنازے اٹھائے جاتے رہیں گے اور بستیاں کی بستیاں تباہ ہوتی رہیں گی۔ اقوام عالم خاص طور پر مسلم ممالک کے حکمراں اور عوام اگر غزہ کے لیے کچھ نہ کر سکیں تو کم از کم وہ دعا تو کر ہی سکتے ہیں۔

(تحریر: ثناء غوری)

1000 سے زائد فلسطینی اب بھی ملبے تلے دفن ہیں

غزہ میں اسرائیلی بمباری تو فی الحال رک گئی ہے، تاہم اب بھی وہاں تباہ شدہ عمارتوں کے ملبے تلے ایک ہزار سے زائد افراد دفن ہیں۔ جبکہ قریباً 500 میتیں تجہیز و تکفین کا سامان کم پڑنے کے سبب تدفین کی منتظر ہیں۔ دستیاب اطلاعات کے مطابق غزہ پر اسرائیلی بمباری سے نقصان کا تخمینہ 7 ارب ڈالر لگایا گیا ہے۔ ناروے کی سربراہی میں چار ممالک کی ایک کمیٹی غزہ کی تعمیر نو کے لئے بنائی گئی ہے، جو انفرااسٹرکچر کی تعمیر کا کام کرے گی جس میں پانی، بجلی اور عمارتوں کی تعمیر بھی شامل ہے۔

قریب میتیں اب بھی ایسی ہیں جن کو تجہیز و تکفین کے سامان کی قلت کے سبب دفنایا نہیں جاسکا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ ایک محتاط اندازے کے مطابق ایک ہزار سے زائد افراد کا اس وقت بھی ملبے تلے دفن ہونے کا خدشہ ہے۔ ایک سوال کے جواب میں ان کا کہنا تھا کہ تباہ شدہ عمارتوں کو ہٹانے کے لئے مشینریوں کی قلت ہے۔ یہی سبب ہے کہ ملبہ ہٹانے میں تاخیر ہورہی ہے۔ یورپی مشاہدین کی تنظیم کا کہنا ہے کہ اسرائیلی بمباری سے ہر ایک گھنٹے میں کوئی نہ کوئی فلسطینی بچہ یا فلسطینی خاتون شہید ہوتی رہی ہے۔

غزہ کی موجودہ صورتحال جاننے کے لئے "امت" نے ایک عرب صحافی عبدالرحمٰن سے رابطہ کیا تو انہوں نے بتایا کہ شہداء کی تعداد 2 ہزار سے تجاوز کرچکی ہے، جن میں 300 صرف رفح اور اس کے گرد ونواح میں شہید ہوئے، تاہم ملبے سے ملنے والی لاشوں کی وجہ سے شہداء کی تعداد میں اضافہ ہوسکتا ہے۔ اس وقت تو ایسا لگ رہا ہے کہ اسرائیل نے غزہ کو قبرستان بنانے کی کوشش کی ہے۔ اسرائیلی حملوں کے دوران کئی شہداء کی عارضی طور پر اجتماعی قبریں بنائی گئی ہیں۔ غزہ کے شہریوں نے ایک ایک عمارت سے 100، 100 لاشیں نکالی ہیں۔ ایک دن تو ملبے سے 140 لاشیں نکالی گئیں۔

عرب صحافی عبدالرحمٰن نے تصدیق کی کہ غزہ میں 500 کے

"روزنامہ امت" سے گفتگو کرتے ہوئے پاکستان میں فلسطین کے نائب سفیر حسنی ابوغوث نے بتایا کہ منگل کو اسرائیل نے 72 گھنٹے کی جنگ بندی کا اعلان کیا، جو قاہرہ میں کیا گیا اور اس کی ضمانت مصر نے دی ہے۔ فلسطین کے تمام نمائندے ایک مشترکہ موقف کے ساتھ اس اجلاس میں شریک ہوئے۔ اسرائیل کی اس ایک ماہ کی مسلط کردہ تباہی کے بعد اب ہم اس بات پر غور کررہے ہیں کہ کس طرح ہم اپنے لوگوں کی مدد کریں۔ نائب فلسطینی سفیر نے بتایا کہ اسرائیلی جارحیت سے 3 سے 4 لاکھ کے قریب افراد بے گھر ہوئے ہیں۔ 60 سے 70 ہزار گھر تعمیر کرنے ہیں۔

(تحریر: وجیہ احمد صدیقی)

صہیونی فوجیوں نے فلسطینیوں کے گھروں سے لاکھوں ڈالر چرائے

اسرائیلی ملٹری پولیس کی جانب سے کی جانے والی تحقیقات میں ثابت ہوگیا ہے کہ اسرائیل کے فوجیوں نے غزہ پر حالیہ حملوں میں سینکڑوں فلسطینیوں کے گھروں سے قیمتی اشیاء اور تقریباً 30 لاکھ ڈالر کے مساوی رقم چرائی تھی۔ اب تک 6 اسرائیلی فوجیوں کے خلاف چوری کے الزامات پر ڈسپلن ایکشن لیا جاچکا ہے، جبکہ 2 کو گرفتار کرکے جیل بھیجے جانے کی تصدیق کی گئی ہے۔اسرائیلی جریدے ''ٹائمز آف اسرائیل'' کا کہنا ہے کہ غزہ میں فلسطینیوں کے گھروں میں چوری کی وارداتوں کا انکشاف ہونے پر متعلقہ یونٹس کے سپاہیوں کی بیرکوں اور ذاتی ساز وسامان کا جائزہ لیا گیا، تو ان کے قبضے سے غزہ کے مقامی فلسطینیوں کے زیورات، موبائل فونز اور نقدی سمیت کئی قیمتی اشیاء برآمد ہوئیں۔ جن سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ''اسرائیلی فوجی چوروں'' کی تعداد درجنوں میں ہے۔

جنیوا، سوئٹزرلینڈ میں کارگزار ہیومن رائٹس آرگنائزیشن ''یوروٹڈ آبزرور'' نے اپنی رپورٹ میں انکشاف کیا ہے کہ فلسطینیوں کے گھروں، کارخانوں، دفاتر اور دیگر کاروباری جگہوں پر اسرائیلی افواج کی ''تلاشی مہم'' کے دوران چوری کی 387 تحریری وارداتیں رپورٹ کی گئیں، جن میں چرائی جانے والی نقد رقوم 30 لاکھ ڈالر کے مساوی ہیں، جبکہ قیمتی ساز وسامان الگ ہے۔ سوئس تنظیم کی تحقیقات میں درجنوں فلسطینیوں سے انٹرویز کیے گئے ہیں، جن میں فلسطینیوں نے بتایا ہے کہ اسرائیلی فوجیوں نے محض رقوم اور سامان پر ہی ہاتھ صاف نہیں کیا، بلکہ فلسطینیوں کے لیپ ٹاپس، کمپیوٹرز اور موبائل فون سمیت الیکٹرونکس ڈیوائس اور ٹیپ کمپیوٹرز بھی یہ دھمکی دے کر ہتھیا لئے کہ ہم اس الیکٹرونکس ڈیوائس، موبائل اور کمپیوٹرز کی ''فارنسک جانچ'' کرائیں گے کہ اسے اسرائیل کے خلاف دہشت گردی کی کارروائیوں یا پلاننگ میں تو استعمال نہیں کیا گیا؟ ہیومن رائٹس آرگنائزیشن ''یوروٹڈ آبزرور'' کا کہنا ہے کہ اسرائیلی فوجیوں کا دوران جنگ فلسطینیوں کی چیزیں، سامان اور نقدی چرانے کا عمل جنیوا کنونشن کے آرٹیکل 27 اور 33 کی کھلی خلاف ورزی ہے، جس پر اسرائیلی فوجی صرف قاتل ہی نہیں، بلکہ عادی چور بھی ہیں۔ انہیں اسرائیلی افواج اور حکومت کی آشیرباد حاصل ہے۔ اسرائیل فلسطینیوں کی زمینیں بھی ہتھیاتا رہا ہے۔ اس نے فلسطینی قیدیوں کے اعضا چوری کئے اور اب فوجی آپریشن میں نقدی اور سامان چرا لئے۔

اسرائیلی جریدے ''ہارٹز'' کا کہنا ہے کہ مسلح افواج میں ''چور سپاہیوں'' کی نفسیاتی تربیت کا آغاز کیا گیا ہے۔ کیونکہ گزشتہ 5 برسوں کا انٹرنل آڈٹ ریکارڈ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ اسرائیل کے 2 فیصد فوجیوں میں چوری، دوسروں کا سامان غائب کرنے اور سرکاری ساز وسامان چوری کرکے سویلین کو فروخت کرنے کی عادات راسخ ہوچکی ہیں۔ حال ہی میں اسرائیلی افواج کے ایک کمانڈنگ افسر پر بھی الزام عائد کیا گیا ہے کہ اس نے 7,500 امریکی ڈالر مالیت کا سامان چرا کر سویلین افراد کو بیچ ڈالا تھا، جس پر اسرائیلی ملٹری پولیس نے ایک مراسلے میں سفارش کی ہے کہ چوری کی عادات میں مبتلا اسرائیلی فوجیوں کے خلاف محض ڈسپلن ایکشن ناکافی ہے۔ ان کا کورٹ مارشل کیا جائے اور ان کے خلاف ہرجانے اور سامان کی وصولی کے ساتھ جرمانے کے مقدمات بھی ملٹری کورٹس میں دائر کئے جائیں۔ ہیومن رائٹس آرگنائزیشن ''یوروٹڈ آبزرور'' کے ڈائریکٹر احسان عادل نے عالمی برادری اور اقوام متحدہ سے اپیل کی ہے کہ وہ اسرائیل کو مجبور کریں کہ وہ اپنے چور فوجیوں کی آزادانہ عالمی انکوائری کرائے اور فلسطینی متاثرین کو ان کا سامان اور نقدی واپس دلائے۔

غزہ کے لاکھوں مکین تاحال در بدر

غزہ پر اسرائیلی بمباری سے تباہ ہونے والے 60 ہزار گھروں کے لاکھوں مکین تاحال در بدر ہیں۔ عالمی برادری غزہ کی تعمیر نو کا وعدہ کر کے بھول گئی۔ ڈونر کانفرنس میں ساڑھے 5 ارب ڈالرز کی امداد کا وعدہ کیا تھا، تاہم صرف 10 کروڑ ڈالر دینے کے بعد آنکھیں پھیر لی ہیں۔ فلسطینی اتھارٹی، عالمی برادری سے اپیلیں کر کے تھک گئی، لیکن امریکا، فرانس، جرمنی اور کینیڈا سمیت دیگر مالک اعلان کردہ امدادی رقوم نہیں دے رہے ہیں۔ اسرائیلی جریدے ''ہارٹز'' نے اپنی رپورٹ میں عالمی برادری کی طوطا چشمی اور اسرائیلی حکومت کی شقاوت کا بھانڈا پھوڑتے ہوئے لکھا ہے کہ غزہ کو تعمیر نو کے لئے روزانہ 8 ہزار ٹن سیمنٹ کی ضرورت ہے۔ لیکن اسرائیلی اتھارٹیز نے غزہ کو روزانہ صرف 2 ہزار ٹن سیمنٹ بھجوانے کی اجازت دی ہے، جس سے غزہ میں تعمیر نو کا کام سست روی کا شکار ہے۔ ہارٹز نے ماہرین کے حوالے سے لکھا ہے کہ اگر غزہ میں تعمیر نو کے کام میں عالمی برادری اسی طرح اغماض برتتی رہی اور اسرائیلی حکام روڑے اٹکاتے رہے تو غزہ کی تعمیر نو کا کام 30 سال کے عرصے میں بھی مکمل نہیں ہوگا۔ اسرائیلی جریدے سے بات چیت میں اقوام متحدہ کے غزہ میں نمائندے اور تعمیر نو کے آپریشن ڈائریکٹر ''رابرٹ ٹرنر'' نے اعتراف کیا ہے کہ ابھی تک صرف 100 ملین ڈالرز کی رقم اکاؤنٹس میں بھیجی گئی ہے۔ اس حوالے سے امداد کا اعلان کرنے والے ممالک کو یاد دہانی کے خطوط بھی ارسال کئے گئے ہیں۔ فلسطینی جریدے ''القدس'' کی رپورٹ کے مطابق قاہرہ میں ہونے والی ڈونرز کانفرنس میں قطر نے ایک ارب ڈالرز، سعودی عرب نے 500 ملین ڈالرز کی رقم اکاؤنٹس میں بھیجی گئی ہے۔ اس حوالے سے امداد کا اعلان کرنے والے مماک کو یاد دہانی کے خطوط بھی ارسال کئے گئے ہیں۔

فلسطینی جریدے ''القدس'' کی رپورٹ کے مطابق قاہرہ میں ہونے والی ڈونرز کانفرنس میں قطر نے ایک ارب ڈالرز، سعودی عرب نے 500 ملین ڈالرز، امریکہ اور یورپی یونین نے مشترکہ طور پر 780 ملین ڈالرز، ترکی نے 200 ملین ڈالرز، متحدہ عرب امارات نے 200 ملین ڈالرز فراہم کرنے کا اعلان کیا تھا۔

غزہ کے علاقے بیت حنون میں موجود ایک فلسطینی خاتون خانہ صادقہ نصیر سخت سردی کے موسم میں بھی اپنے بچوں کے ساتھ خیمے میں رہنے پر مجبور ہے، کیونکہ اس کا اپارٹمنٹ اب تک تعمیر نو کے لئے منتخب نہیں کیا گیا ہے، اس کی یہی وجہ ہے کہ روزانہ جو سیمنٹ، اور سریا اور دیگر تعمیراتی سامان غزہ پہنچ رہا ہے اس کی مقدار طلب سے بہت کم ہے، جس کی وجہ سے تعمیر نو کا کام انتہائی سست رفتاری سے ہورہا ہے۔ اسرائیلی صحافی Tovah Lazaroff نے اپنی تجزیاتی رپورٹ میں لکھا ہے کہ جولائی، اگست 2014ء میں اسرائیل نے غزہ کے 60 ہزار گھروں اور فلیٹوں کو مکمل یا جزوی طور پر بمباری کر کے تباہ کر دیا تھا، جنہیں بتدریج تعمیر نو کے مرحلے میں شامل کیا جائے گا۔

اسرائیلی بمباری سے غزہ کے مسلمانوں کے تباہ ہونے والے مکانات

غزہ پر اسرائیلی حملوں سے تباہ ہونے والی 11 منزلہ عمارت

اگست 2014ء میں اسرائیلی حملے میں غزہ کی 11 منزلہ رہائشی عمارت کو نشانہ بنایا گیا ہے۔اسرائیل نے اس ظالمانہ کارروائی کا جواز پیش کرتے ہوئے دعویٰ کیا ہے کہ اس عمارت میں حماس کا کمانڈ سینٹر تھا۔عمارت تباہ ہونے کے نتیجے میں 22 شہری زخمی ہوئے، جن میں 11 بچے بھی شامل ہیں۔مقامی رہائشیوں کے مطابق اس عمارت میں 32 خاندان آباد تھے۔عمارت منہدم ہونے سے وہ سب بے گھر ہو گئے ہیں۔اس کے علاوہ بھی اسرائیل نے غزہ میں متعدد رہائشی اور تجارتی عمارتوں کو نشانہ بنایا ہے۔اتوار کے روز غزہ میں 7 منزلہ عمارت ظفر ٹاؤن کو نشانہ بنایا گیا۔اسی روز اسرائیلی فوج نے غزہ میں 20 اہداف کو نشانہ بنایا، جبکہ فلسطینی مجاہدین نے جواب میں اسرائیلی افواج پر راکٹ فائر کیے۔قبل ازیں مصری حکومت اور فلسطینی انتظامیہ کے صدر محمود عباس نے اپیل کی تھی کہ مستقل جنگ بندی کے لئے مذاکرات کا آغاز کیا جائے، لیکن اسرائیلی وزیراعظم نے کہا ہے کہ وہ اس وقت تک کارروائیاں جاری رکھیں گے، جب تک اس کی ضرورت ہوگی۔ان کا کہنا تھا کہ غزہ میں فوجی کارروائی ستمبر تک جاری رہ سکتی ہے۔

غزہ میں نہ پانی ہے نہ بجلی، عمارتیں ملبے کا ڈھیر بن چکی ہیں، اسپتال تباہ ہو چکے ہیں۔ پناہ گزینوں کے کیمپ، اسپتال، مسجد، اسکول غرض کوئی جگہ ایسی نہیں ہے جہاں روز اسرائیل کئی بار بمباری نہ کرتے ہوں۔ آگ کے شعلوں اور افرا تفری میں لاشوں اور زخمیوں کو لے کر بھاگتے ہوئے لوگ، آہ و بکا کرتی ہوئی عورتیں، اسرائیلی فوجیوں کے ہاتھوں تشدد اور بے عزتی کا نشانہ بنتے ہوئے بچے، جوان اور کھنڈرات کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ دوسری طرف اسرائیل میں زندگی پرسکون ہے، رواں دواں ہے، پھر بھی انہیں اپنا دفاع مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔

گزشتہ 6 ماہ سے فلسطینی مسلمانوں کے خلاف یہودی تشدد میں خطرناک لہر آئی ہوئی ہے۔ بستی آبادیوں پر راکٹ، میزائل اور بم برسائے جا رہے ہیں اور فلسطینیوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا گیا ہے۔ زیر نظر تصویر میں یہودیوں کی وحشیانہ بمباری سے ہونے والی تباہی کا ایک منظر نظر آ رہا ہے۔ کبھی ان گھروں میں ہنستے بستے مسلمان رہتے تھے، آج یہ اجڑی ہوئی عمارتیں مسلمانوں کی بے حسی کا شکوہ کر رہی ہیں۔ انگریز نے ارض مقدس فلسطین میں یہودیت کا جو ملعون پودا لگایا تھا، آج اس کے زہریلے برگ و بار نے انبیاء و اولیاء کی اس سرزمین کی ساری فضا کو زہر آلود کر دیا ہے۔

اے مسلمانو......!

تمہیں تو ناز ہونا چاہیے مسلماں ہونے پر، مگر افسوس کہ تم آج خود کو مسلماں تسلیم کرنے سے بھی ڈرتے ہو۔ کیا آج اتنی ہمت بھی نہیں رہی کہ اسرائیل کی طرف سے جو ظلم، زیادتیاں اور ناانصافیاں بے گناہ فلسطینیوں پر ڈھائی جا رہی ہیں ان کے خلاف آواز ہی بلند کر سکو؟

یاد رکھنا! آج اگر تم فلسطینیوں کی حمایت میں آواز نہیں بلند کر سکتے، تو کل کو یہی اسرائیل، امریکا اور ساری دنیا کے یہودی مل کر مسلمانوں کا جینا حرام کر دیں گے۔ آج جو غزہ میں ہو رہا ہے عنقریب تمہارے ساتھ بھی ہونے کو ہے۔ غزہ کی فریاد کل تک تمہاری ذاتی فریاد بن جائے گی۔

دعا

یارب رحیم ہے تُو سب رحمتوں کے در
اب کھول دے بلکتے فلسطین کے لئے

گل نذیر خان گل غزن آبادی
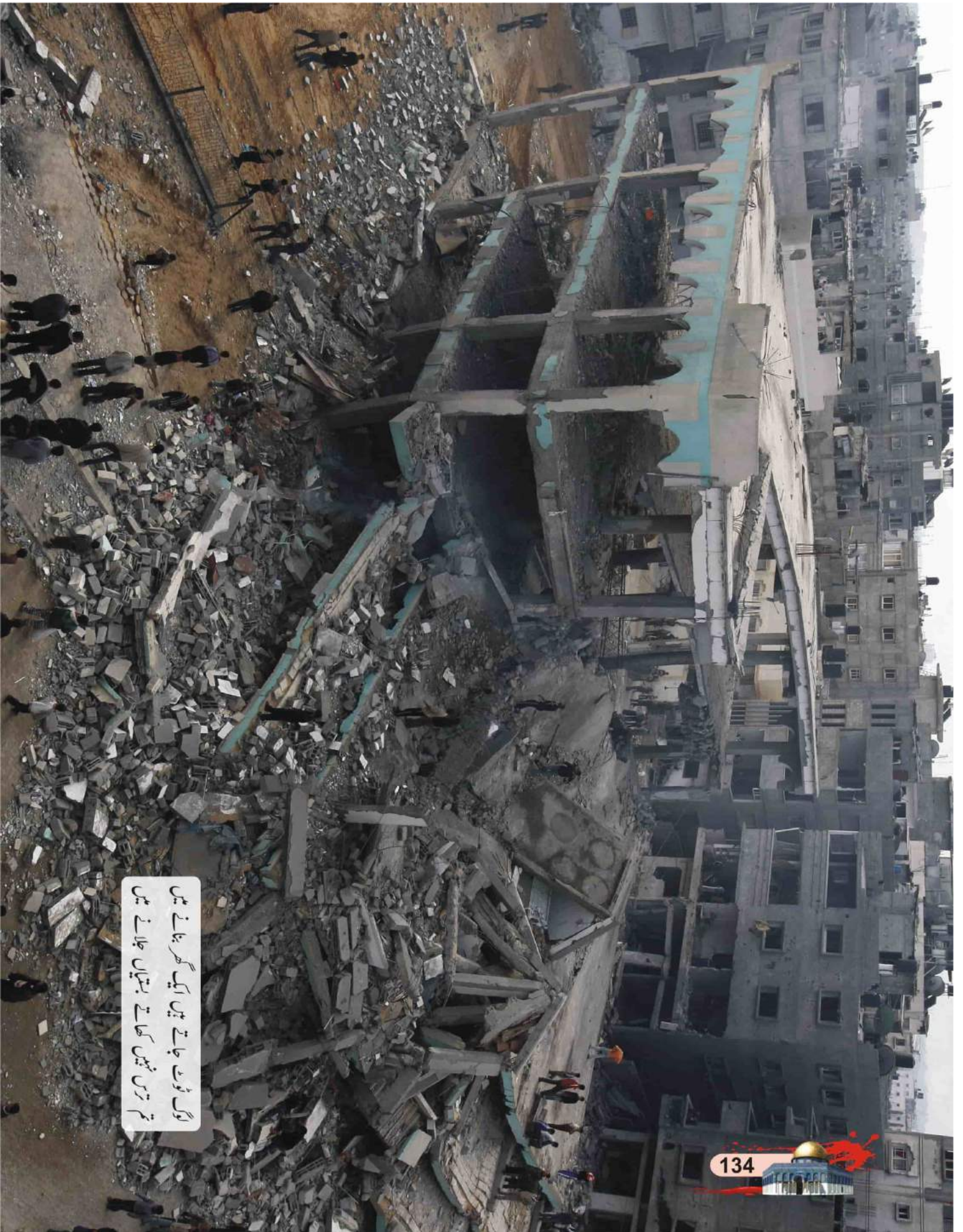
لوگ ٹوٹ جاتے ہیں ایک گھر بنانے میں
تم ترس نہیں کھاتے بستیاں جلانے میں
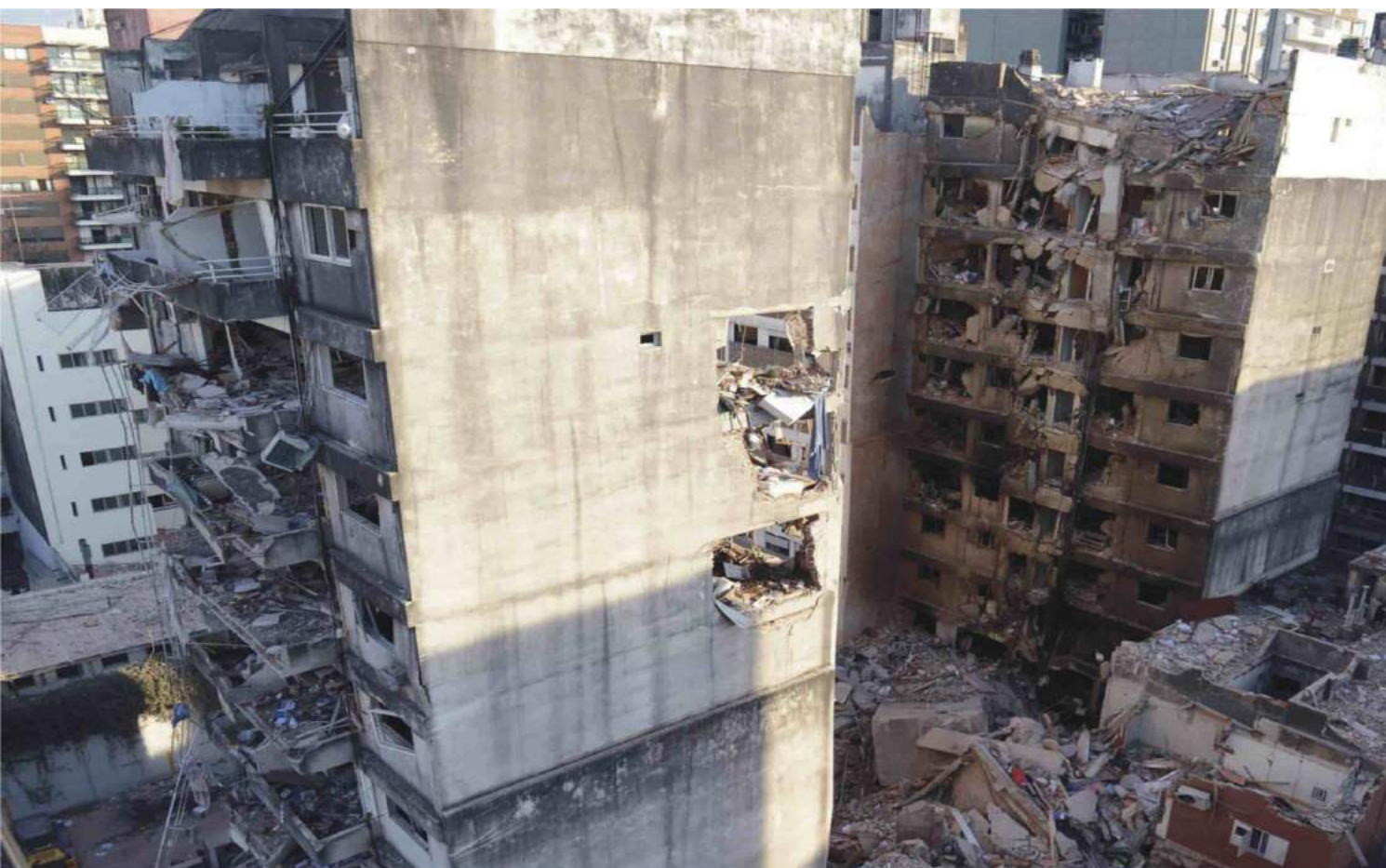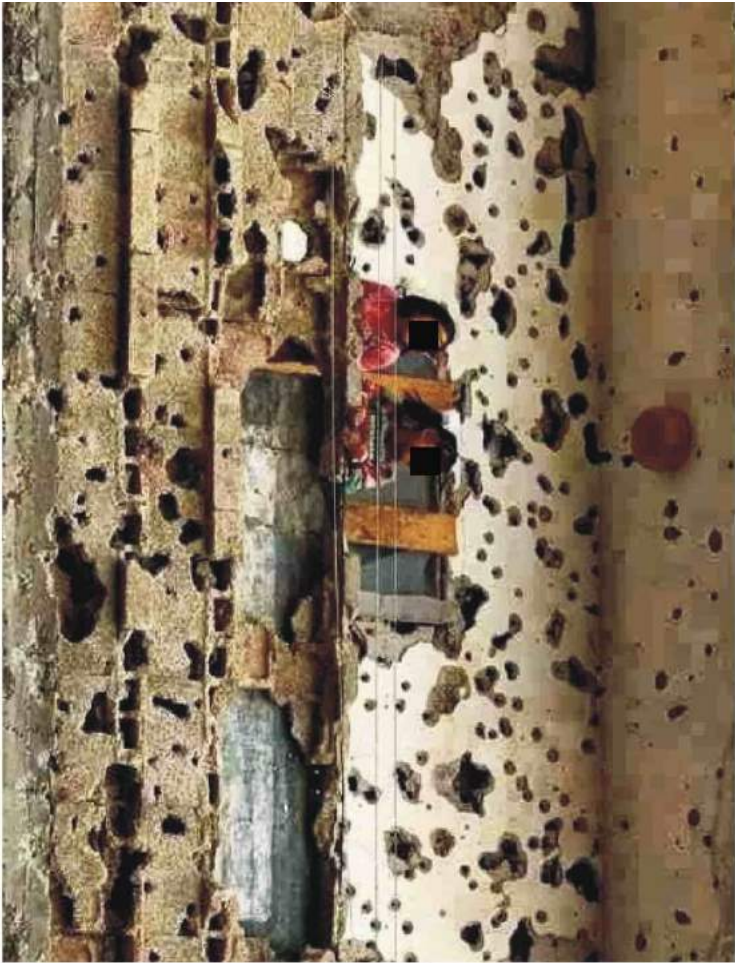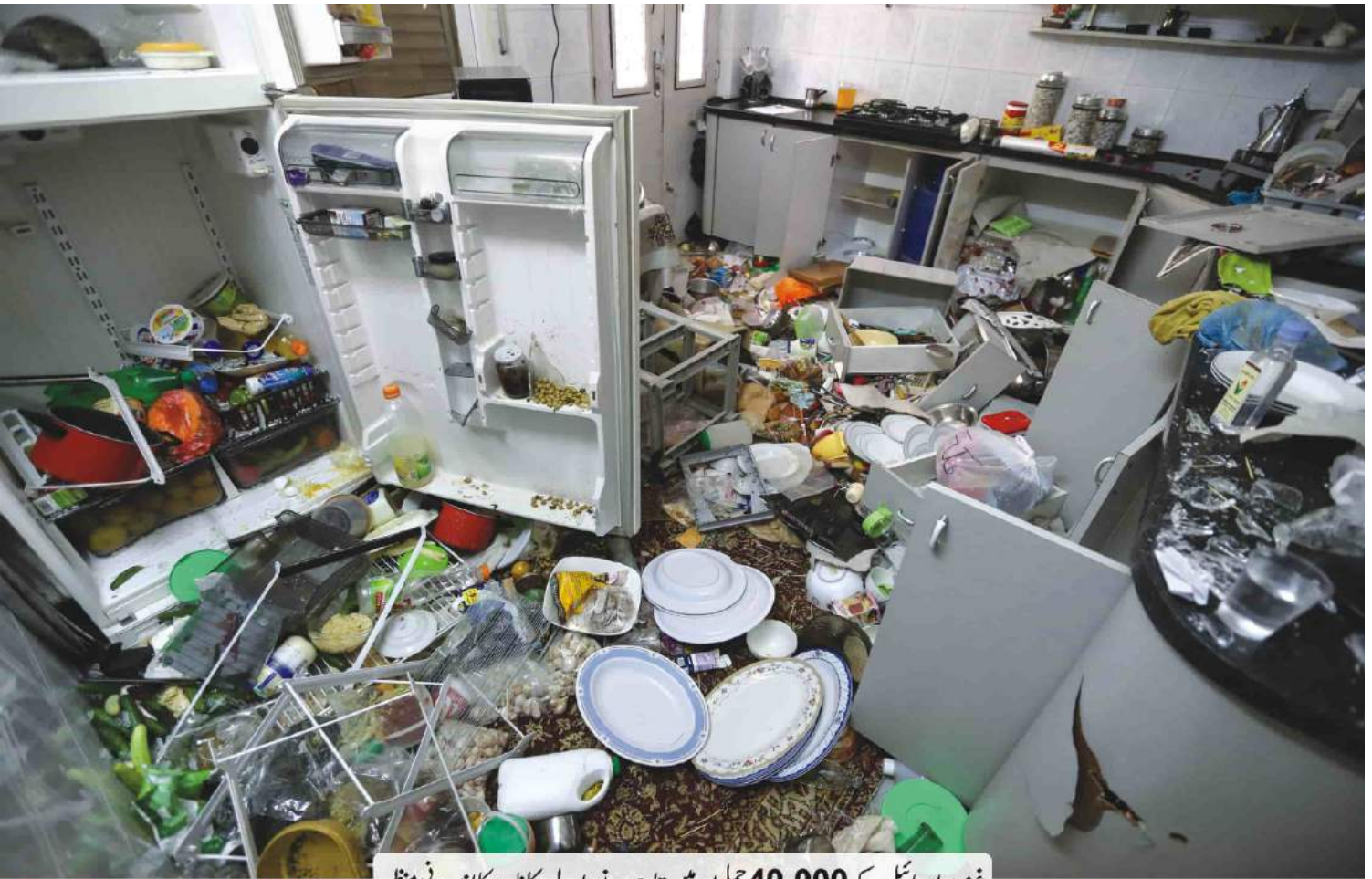
غزہ پر اسرائیل کے 40,000 حملوں میں تباہ ہونے والے مکانات کا اندرونی منظر
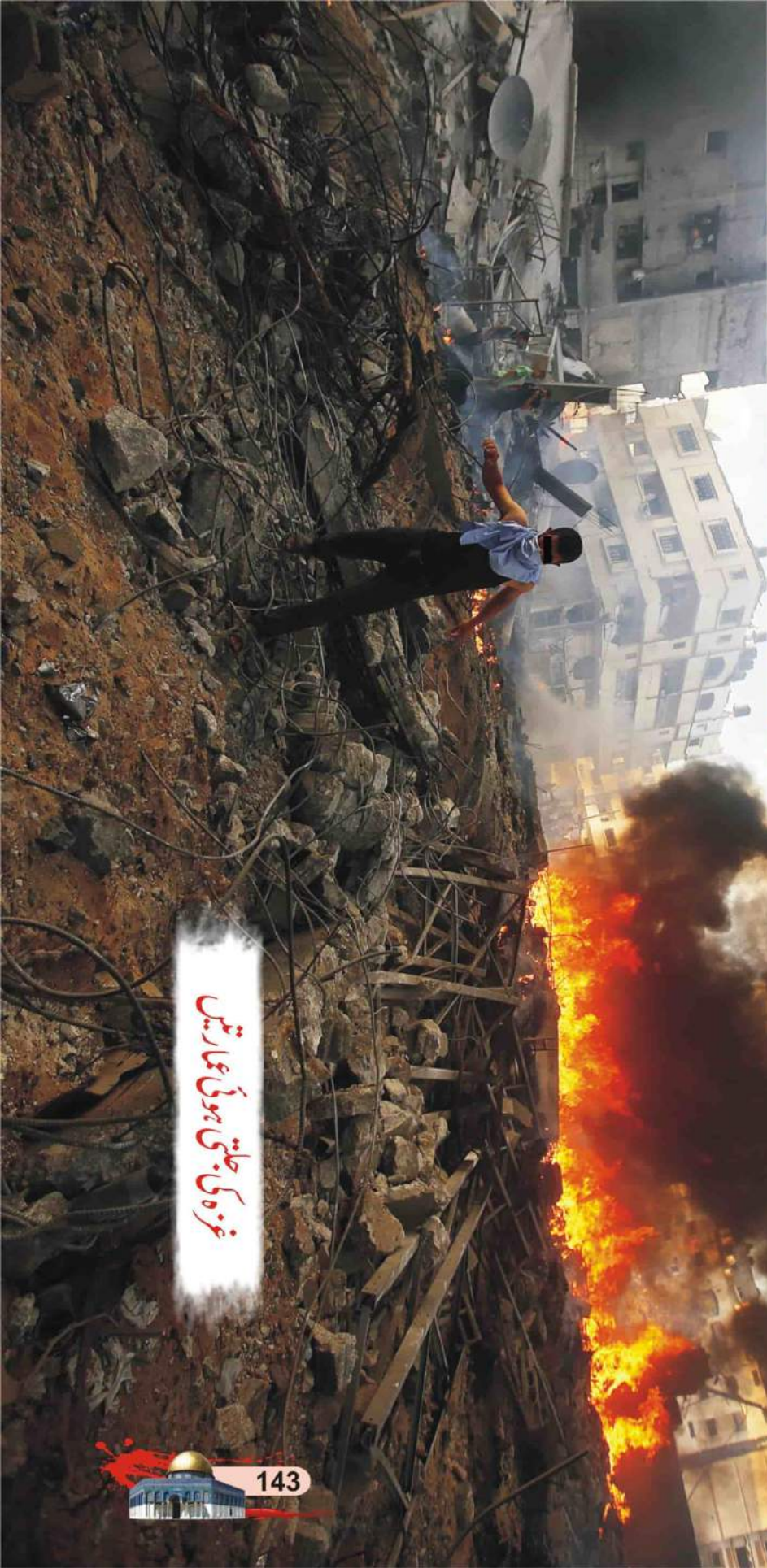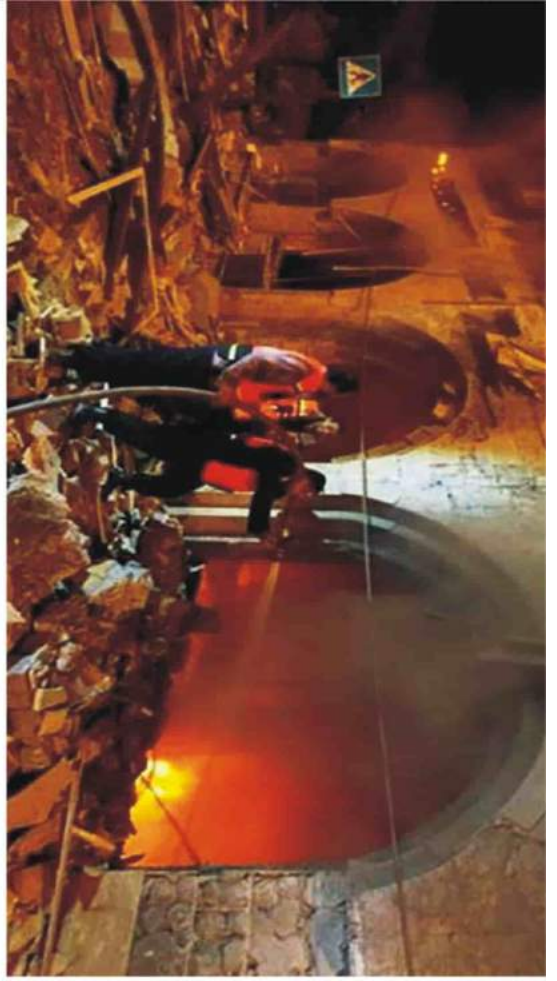
غزہ کی جلتی ہوئی عمارتیں
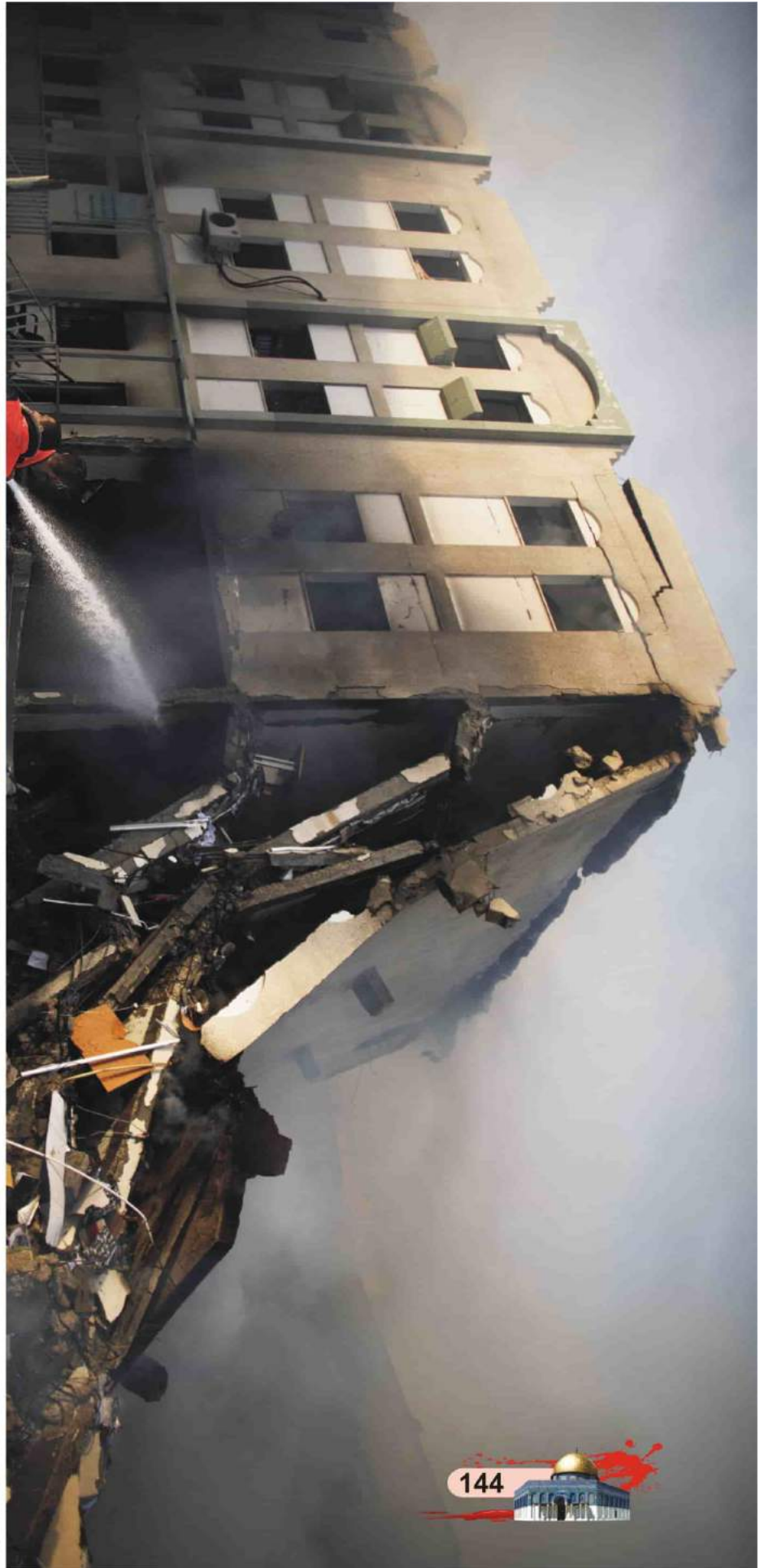
ہٹلر نے صحیح کہا تھا کہ میں نے کچھ یہودی اس لئے چھوڑ دیئے تا کہ دنیا کو پتہ چلے کہ میں نے ان کو کیوں مارا تھا۔

باب نمبر: 8

فلسطین اور غزہ کے بچوں پر اسرائیلی یہودیوں کا ظلم وستم

فلسطینیوں پر یہودیوں کے مظالم کی داستان آج نئی نہیں ہے۔ کبھی اسرائیلی دہشت گرد حکومت مسلمانوں کے مقدس مقام مسجد اقصیٰ کی توہین کرتی ہے، تو کبھی مظلوم فلسطینیوں کے گھروں کو مسمار کر کے ان کی جگہ یہودی بستیوں کی تعمیر کی جاتی ہے۔ کبھی مظلوم اور بے کس فلسطینیوں کے روزگار پر قبضہ کرلیا جاتا ہے اور کبھی انہیں اپنے ہی کھیتوں میں کام کرنے نہیں دیا جاتا۔ معصوم بچوں سمیت ہزاروں افراد کو بغیر کسی جرم و غلطی کے گرفتار کر کے کئی کئی ماہ تک خطرناک جیلوں میں رکھا جاتا ہے۔ جہاں پر ان کو جسمانی اور نفسیاتی اذیت کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

قابض اسرائیلی فوج اور پولیس کے ہاتھوں مقبوضہ بیت المقدس میں فلسطینیوں کے بچوں پر سرعام تشدد، گرفتاریوں اور زدوکوب کیے جانے کے واقعات کے باعث بچوں میں تیزی کے ساتھ نفسیاتی امراض جنم لے رہے ہیں۔ صہیونی فوجی بچوں کو رات کے اندھیرے میں ان کے گھروں سے ان کو سوتے ہوئے اٹھا کر لے جاتے ہیں اور ان پر کئی کئی ہفتے تک بغیر کسی الزام کے تشدد کیا جاتا ہے۔

12 جون 2014ء سے لاپتہ ہونے والے یہودیوں کی تلاش کے بہانے بچوں کی کثیر تعداد کو گرفتار کیا جاچکا ہے۔ جس سے ایسے بچوں کی تعداد 250 سے تجاوز کرگئی ہے جو صہیونی قید خانوں میں بند ہیں۔ آئی ایم ایف ای یو کی جانب سے جاری کردہ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اسرائیل فلسطینی بچوں پر ترس نہیں کھاتا۔ اسرائیلی فوج 2000ء سے لے کر اب تک 1397 فلسطینی بچے شہید کر چکی ہے۔ 8 سال تک کے شہید ہونے والے فلسطینی بچوں کی تعداد 262 ہے، جبکہ 9 سال سے 12 سال تک کی عمر کے شہید فلسطینی بچوں کی تعداد 213 ہے۔ رپورٹ میں مزید کہا گیا ہے کہ 13 سال کی عمر سے 15 سال کے بچوں میں شہید ہونے والوں کی تعداد 447 جبکہ 16 سے 17 سال کے فلسطینی بچوں میں شہید ہونے والوں کی تعداد 457 ہے۔ اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق 2000ء سے اب تک اسرائیل کے مختلف حملوں میں 1335 فلسطینی بچے شہید کر دیئے گئے جو کھیل، پڑھائی یا شاپنگ میں مشغول تھے۔

فلسطینی محکمہ صحت کے مطابق اس سال غزہ میں اسرائیل کی بمباری میں 15 فلسطینی بچے شہید ہوئے۔ یونیسیف کی رپورٹ کے مطابق اسرائیلی پالیسیوں کے باعث 19 لاکھ فلسطینی بچوں کی زندگیوں کو خطرات لاحق ہیں۔ یونیسیف نے یہ بھی اعلان کیا ہے کہ صہیونی حکومت نے گزشتہ ایک عشرے کے دوران 12 سے 17 برس کی عمر کے 7 ہزار بچوں کو گرفتار کیا ہے۔

(تحریر: ثاقب مجید)

معصوم بچوں کو نشانہ بناؤ

1994ء کی بات ہے کہ افریقی ملک روانڈا میں اقلیتی قبیلے توتسی نے اپنے حقوق حاصل کرنے کی خاطر مسلح تحریک چلا رکھی تھی۔ توتسیوں کا کہنا تھا کہ اکثریتی ''ہوتو'' قبیلے نے ملکی وسائل پر قبضہ کر رکھا ہے۔ ان کی مانگیں پوری کرنے کی خاطر روانڈا این صدر، وجوینال ہیباریمنا توتسوی رہنماؤں سے مذاکرات کرنے لگے۔

اپریل 1994ء میں صدر ہیباریمنا کا طیارہ جنرل ضیاء الحق کے طیارے کی طرح پراسرار انداز میں پھٹ گیا۔ ''ہوتو'' رہنماؤں نے الزام لگایا کہ طیارہ توتسی گوریلوں نے تباہ کیا ہے۔ ان کی زیر قیادت پھر ہوتو فوج و پولیس وسیع پیمانے پر توتسی عوام کا قتل عام کرنے لگی۔ انہوں نے اپریل تا جولائی صرف تین ماہ میں 5 لاکھ توتسی قتل کر ڈالے۔ یہ انسانی تاریخ کی بڑی بھیانک نسل کشی شمار ہوتی ہے۔ اس زمانے میں ہوتو قبائل کے رہنماؤں کا من پسند نعرہ تھا:

''بڑے چوہے مارنے کے لیے چھوٹے چوہوں کا خاتمہ ضروری ہے''۔

یوں ہوتو عوام کو اشتعال دلایا گیا اور انہیں کھلی چھوٹ دی گئی کہ وہ توتسی بچوں کو بھی نشانہ بنائیں۔ چنانچہ تین ماہ کے دوران ظالم ہوتوؤں نے ہزار ہا توتسی بچے مار ڈالے۔ بعض کی گردنیں کاٹی گئیں، کچھ گولیوں کا نشانہ بنے۔ بہت سے زندہ جلا دیئے گئے۔ ان معصوم اور بے گناہ مقتولین میں ایک تا 6 ماہ کے نوزائیدہ بچے بھی شامل تھے۔

کیا انسان اتنا بے رحم اور سنگ دل ہوسکتا ہے کہ ننھے منے پھول جیسے بے قصور بچوں کو اذیتیں دے دے کر ہلاک کر ڈالے؟ یہ المیہ ہے کہ روانڈا میں بچوں کا قتل عام کوئی نیا عجوبہ نہیں تھا۔ اس کی جڑیں ہزار ہا سال قدیم قبائلی روایت سے جڑی ہوئی ہیں اور آج اسرائیلی حکومت اسی خونخوار روایت کی والی وارث بن چکی۔

10 ہزار قبل مسیح جب زراعت کا آغاز ہوا تو انسانی بستیوں کی بنیاد پڑی۔ انہی بستیوں میں رفتہ رفتہ قبائلی معاشرے وجود میں آئے۔ تب ہر قبیلہ اپنی عظمت و طاقت کے گن گاتا اور دیگر قبائل کو حقیر سمجھتا تھا۔ اسی جھوٹے احساس تفاخر سے اس نظریے نے جنم لیا کہ جب مخالف قبیلے سے جنگ ہو تو صرف بالغوں کو قتل کرنا کافی نہیں، دشمن کی نئی نسل سے بچوں کا خاتمہ بھی ضروری ہے، تاکہ قبیلہ صفحۂ ہستی سے مٹ جائے۔

یہی وجہ ہے کہ ماضی میں جنگیں بڑی خونخوار اور وحشت ناک ہوتی تھیں۔ حملہ آور جس بستی پر دھاوا بولتے، وہاں مرد، عورت، بوڑھے اور بچے کو تہ تیغ کر ڈالتے۔ یہ حیوانیت ختم کرنے اور انسانی دلوں میں رحم و محبت بھرنے کے واسطے ہی اللہ تعالیٰ نے پیغمبر مبعوث فرمائے جو بھٹکے انسانوں کو سیدھی راہ دکھانے لگے۔

رسولوں کی تبلیغ سے انسانی معاشروں میں اخلاقیات پھیلنے لگیں، مگر صدیوں تک خصوصاً حکمران طبقے پر حیوانی جبلتوں کا ہی راج رہا۔ آخر دین اسلام نے پہلی بار انسانی معاشرے میں باقاعدہ جنگی اصول متعارف کرائے۔ قرآن وسنت نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ دوران جنگ بچوں، عورتوں اور بوڑھوں پر ہاتھ نہ اٹھائیں۔ یہ بھی ہدایت دی گئی کہ غیر مسلح مرد سے بھی تعرض نہ کیا جائے۔ یوں از روئے اسلام صرف ''مسلح حملہ آور'' قتل کا حقدار قرار پایا۔ تاہم دیگر یورپی ایشیائی اور افریقی ممالک میں حیوانیات کا دور دورہ رہا۔ ایک ملک کی فوج دوسرے پر اگر حملہ کرتی تو وہاں شہریوں پر ایسے خوفناک ظلم ڈھاتی کہ شیطان بھی تھرا اٹھتا۔ حد یہ ہے کہ یورپ میں علم کا اجالا پھیلنے لگا، تب بھی یورپی بے دردی سے ایک دوسرے کو مارنے پر مجبور رہے۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جنگ عظیم اول میں 7 کروڑ شہری بھی مارے گئے، جن کا لڑائی، مارکٹائی سے کوئی تعلق نہ تھا۔ مگر حکمرانوں اور بادشاہوں کی ہوس زر، زن، زمین نے انہیں اپنی قیمتی جانوں سے محروم کردیا۔ جنگ عظیم دوم بھی شہری آبادی کے لیے زبردست مصائب و مشکلات کا پیغام لائی۔ اس ہولناک جنگ نے تقریباً ساڑھے 5 کروڑ شہریوں کو قبر میں پہنچادیا۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد انسانوں کو کچھ ہوش آیا۔ انہیں احساس ہوا کہ ہولناک لڑائیاں فائدہ نہیں بلکہ بنی نوع انسان کو صرف نقصان پہنچاتی ہیں۔ گو یہ احساس بھی حکمرانوں کو جنگیں لڑنے سے باز نہ رکھ سکا، تاہم یہ تبدیلی ضرور آئی کہ بچوں اور عورتوں کو براہ راست نشانہ بنانے سے گریز کیا جانے لگا۔

صد افسوس کہ انسانیت کا یہ مہذب چہرہ دور جدید میں سب سے پہلے گھمنڈی، قدیم قبائلی احساس تفاخر کے اسیر اور متکبر اسرائیلیوں نے داغدار کیا۔ 16 تا 18 ستمبر 1982ء کو اسرائیلی فوج کی زیر نگرانی بیروت میں دہشت گردوں نے صابرہ اور شتیلہ کیمپوں میں فلسطینی مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی۔ تب انہوں نے سینکڑوں بچوں اور بوڑھی خواتین کو بھی نہ بخشا اور انہیں بے دردی سے قتل کردیا۔ اس قتل عام میں 3 ہزار سے زائد فلسطینی مسلمان شہید ہوئے۔

حالیہ جنگ اگست 2014ء میں ظالم اسرائیلیوں نے بے رحمی سے فلسطینی بچوں کو نشانہ بنا کر صابرہ اور شتیلہ کے قتل عام کی دلدوز یادیں تازہ کردیں۔ بلکہ اس بار انہوں نے جس شقاوت کا مظاہرہ کیا، اسے دیکھ کر انسان خون کے آنسو رونے پر مجبور ہوگیا۔ اسرائیلی میزائلوں اور بموں نے میدانوں میں کھیلتے، چھتوں پر شرارتیں کرتے اور گاڑیوں میں بیٹھے بچوں کو شکار بنایا۔ کئی واقعات میں معصوموں کے بدن کے چیتھڑے اڑ گئے۔ 8 جولائی سے تادم تحریر اسرائیلی ''300'' سے زائد فلسطینی بچے شہید کرچکے۔

دراصل اس بار اسرائیلی حکمران طبقہ فلسطینی بچوں کی نسل کشی کے لئے انہیں دانستہ طور پر نشانہ بنا رہا ہے۔

(تحریر: سید عالم محمود)

پھول جیسے فلسطینی بچے اسرائیلی بربریت کا خاص نشانہ

فلسطینی جریدے، فلسطین کرونیکل کی رپورٹ میں 2000ء سے اب تک کے اعداد وشمار کے حوالے سے بتایا گیا ہے کہ مارچ 2014ء تک اسرائیلی افواج کے ہاتھوں شہید ہونے والے بچوں کی تعداد 1400 تھی۔ جبکہ حالیہ حملوں میں شہید کئے جانے والے فلسطینی بچوں کی تعداد 200 سے زیادہ ہوچکی ہے۔ جریدے نے انکشاف کیا ہے کہ حالیہ حملوں میں اسرائیلی افواج نے خاص طور پر بچوں کو نشانہ بنایا ہے۔ ان بچوں میں 8 سالہ سراج عیاد ابوالاعلیٰ بھی شامل ہے۔ اس معصوم کا جسم اسرائیلی طیاروں کے راکٹوں کے سبب کئی ٹکڑوں میں بکھر گیا تھا۔ سراج کا 15 سالہ کزن، محمد ایمان الشہور بھی اس کے ساتھ کھیل میں مشغول تھا۔ راکٹوں کے ٹکڑوں سے اس کی ٹانگ جسم سے الگ ہوگئی۔ شدید زخمی ایمان کو الشفاء ہسپتال غزہ میں لے جایا گیا، لیکن چند گھنٹوں تک موت وزیست کی کشمکش میں مبتلا رہنے کے بعد ایمان بھی شہید ہوگیا۔

ننھے بچہ کا جسم دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا

اسرائیلی بمباری میں شہید ہونے والے ڈیڑھ سالہ معصوم فلسطینی بچہ محمد مالکیہ اور اس کی 27 سالہ ماں امینہ مالکیہ کو اہل خانہ نے اس حالت میں دفن کیا کہ شہیدوں کے جسم سے مسلسل لہو بہہ رہا تھا۔ ایک اور فلسطینی بچے حسین یوسف کواری کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ اور اس کا کم سن کزن باسم سام کواری اسرائیلی طیاروں کی جانب سے داغے جانے والے میزائلوں کا نشانہ بنے۔ دونوں موقع پر ہی شہید ہو گئے۔ میزائل کے ٹکڑوں نے 10 سالہ باسم کے دونوں ہاتھ اس کے جسم سے الگ کر دیئے تھے۔ دوسری جانب حسین یوسف کواری کا ننھا جسم بھی کئی ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا تھا۔

غزہ سٹی کے الشجاعیہ محلے میں اسرائیلی طیاروں کی بمباری کے نتیجہ میں 16 سالہ موسیٰ حبیب کی شہادت کا واقعہ رونما ہوا۔ موسیٰ حبیب اپنے 22 سالہ کزن محمد حبیب کے ساتھ ایک موٹر سائیکل پر سوار ہو کر بازار جا رہا تھا کہ اسرائیلی طیاروں کے برسائے راکٹوں کی زد میں آ کر موسیٰ حبیب کا جسم دو ٹکڑوں میں تبدیل ہو گیا۔ غزہ کے علاقے شیخ الرعدوان میں 16 سالہ احمد نائل مہدی اپنے دو ہم جماعتوں کے ساتھ گھر آ رہا تھا کہ اسرائیلی ڈرونز کی جانب سے داغے جانے والے میزائل نے 3 بچوں کو شدید زخمی کر دیا۔ بچوں کے حوالے سے الشفاء ہسپتال کے میڈیکل ڈائریکٹر کا کہنا ہے کہ تینوں کو میزائل کے ٹکڑے لگے ہیں اور 2 بچے مستقل معذوری کا شکار ہو چکے ہیں۔ بیت حنون میں حافظ محمد حماد کا گھر اسرائیلی بمباری کا نشانہ بنا۔ اس کے نتیجے میں حافظ محمد حماد، ان کی اہلیہ اور تین کم سن بچے ملبے کے ڈھیر میں دب کر شہید ہو گئے۔ حافظ حماد کے تینوں بچوں کی لاشیں ٹکڑوں کی شکل میں ملیں۔ سب سے چھوٹی بیٹی کی گردن جسم سے الگ ہو گئی تھی۔ جبکہ 16 سالہ بیٹی دنیا مہدی حماد کا جسم بھی دو ٹکڑے ہو گیا تھا۔ غزہ کے علاقے الشاف کا رہائشی 13 سالہ عامر عریف اپنے گھر کے پاس بیٹھا تھا کہ اسرائیلی پائلٹ نے اسے راکٹ کا نشانہ بنایا۔ عامر عریف کے پیٹ میں راکٹ کے ٹکڑے نے اتنا بڑا سوراخ کر دیا کہ غسل دیتے وقت شہید بچے کا جسم دو ٹکڑے ہونے سے بچانا مشکل ہو گیا تھا۔

16 سالہ ابرا مصری کی شہادت کا واقعہ افطار سے کچھ قبل پیش آیا، جب وہ اپنے والدین کے ساتھ بیٹھا دعائیں مانگ رہا تھا۔ اسی لمحے گھر کو اسرائیلی طیاروں نے نشانہ بنایا اور پورا خاندان شہید ہو گیا۔ گھر سے نکل کر افطار کا سامان لینے بیکری تک جانے والی 25 سالہ خاتون صمود النواصرہ پر اسرائیلی طیاروں نے ایسا قہر ڈھایا کہ جواں سال فلسطینی ماں کی لاش سڑک پر اس حالت میں دیکھی گئی کہ اس نے خون میں لت پت اپنے بچوں محمد خلاف اور ندال خلاف کو سینے سے چمٹا ہوا تھا۔ 14 سالہ فلسطینی بچی رامین جواد عبدالغفور کی شہادت بھی اسرائیلی مظالم کا دل دوز ثبوت ہے۔ وہ اپنے گھر میں کام کاج میں مصروف تھی کہ اسرائیلی راکٹ کا ایک ٹکڑا اس کے سر میں اس طرح پیوست ہوا کہ ذہین طالبہ کا بھیجا باہر آ گیا۔ اسی طرح والدین کے ساتھ شہید ہونے والی 11 سالہ فلسطینی طالبہ مریم کا جسم بھی اسرائیلی بمباری کی لپیٹ میں آ کر ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا تھا۔ بیت لاہیہ کے رہائشی 5 سالہ عبداللہ رمضان ابوغزال کا جسم فاسفورس بم کے نتیجے میں کوئلہ بن گیا، جبکہ اسی علاقہ میں ایک 4 سالہ بچی یاسمین المطوق پر اسرائیلیوں نے کچھ اس انداز سے بمباری کی کہ بچی کا سر دھڑ سے الگ ہو گیا۔

(تحریر: نذر الاسلام چودھری)

غزہ کے 1400 بچوں کی اسرائیلیوں کے ہاتھوں شہادت

اسرائیل اب تک 2007، 2009، 2014ء میں غزہ پر 3 مرتبہ حملہ کر چکا ہے، ان حملوں میں 1400 معصوم بچوں کو شہید کر چکا ہے، تازہ اسرائیل حملوں میں معصوم فلسطینی عید پر بھی اپنے بچوں کے لئے قبریں کھودتے۔ کفن خریدتے رہے۔ فرعون کے بعد نیتن یاہو دوسرا شخص ہے، جس نے دنیا کی تاریخ میں اتنے بچوں کا قتل کیا ہے۔ تازہ حملوں کے دوران اسرائیل نے ہر اس جگہ بمباری کی ہے، جہاں اسے شک ہوا کہ معصوم بچے موجود ہو سکتے ہیں۔ اب چاہے وہ جگہ مسجد، مدرسہ، گھر تھی یا اقوام متحدہ کا قائم اسکول، جس میں معصوم بچے اپنے والدین کے ساتھ پناہ گزین تھے۔ اسرائیل نے اپنے ایک تازہ حملے میں جب اقوام متحدہ کے قائم اسکول کو نشانہ بنایا تو اس پر اقوام متحدہ کے ترجمان نے صاف الفاظ میں کہا: ''اسرائیل نے جان بوجھ کر اس اسکول کو نشانہ بنایا ہے۔ ہم نے متعدد بار اسرائیل کو اس اسکول کے حوالے سے آگاہ کیا تھا''۔

غزہ میں یورپی وفد کی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ ''ہسپتالوں، گاڑیوں، مساجد اور اسکولوں اور ان کے ساتھ ساتھ بے گھر لوگوں کے شیلٹرز اور مہاجر کیمپوں پر مسلسل بمباری کی جارہی ہے۔'' غزہ میں رضاکارانہ طور پر خدمات سرانجام دینے والے ناروے کے ڈاکٹر میڈز گلبرٹ نے الشفاء ہسپتال میں سینکڑوں فلسطینی بچوں کی لاشوں کی تصاویر بناتے ہوئے کہا: خدا کے واسطے مجھے بتایا جائے کہ کیا یہ بچے دہشت گرد ہیں؟ ان کے بقول ''میں نے اپنی پوری زندگی میں کبھی اتنا خون نہیں دیکھا ہے۔'' گلبرٹ نے اقوام متحدہ، بارک اوباما اور یورپی ممالک کو اس نسل کشی کا ذمہ دار قرار دیا۔

عالمی اداروں کی رپورٹس میں کہا گیا ہے کہ غزہ کی پٹی میں فوری اور ہنگامی بنیادوں پر امدادی سرگرمیاں شروع نہ کی گئیں تو شہر میں انسانی المیہ رونما ہوسکتا ہے۔ مسز آموس کا مزید کہنا ہے کہ غزہ کی پٹی کا 44 فیصد رقبہ ناقابل رہائش ہے۔ اسرائیل کی مسلط کردہ جنگ نے تباہ کاری میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔ صہیونی فوج کی بغیر وقفے سے جاری گولہ باری کا نشانہ زیادہ تر خواتین اور بچے بن رہے ہیں۔ شہید ہونے والوں کی اکثریت کا جنگ سے کوئی تعلق نہیں۔ بچوں کے وحشیانہ قتل عام نے غزہ کی صورت حال کو مزید خوفناک بنادیا ہے۔ اقوام متحدہ کے ادارہ برائے اطفال ''یونیسیف'' کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ غزہ کی پٹی میں اب تک مارے جانے والے شہریوں میں 33 فیصد بچے شامل ہیں۔ ان کی عمریں 5 سے 17 سال تک ہیں۔

(تحریر: احمد اعوان صاحب)

یااللہ! غزہ کے بچوں پر رحم فرما

عذاب بنا ڈالتی ہیں۔ مثال کے طور پر وہ ہر وقت خوفزدہ رہتے اور بات بات پر چیخ اٹھتے ہیں۔ راتوں کو سو نہیں پاتے اور اپنی قوت ارتکاز کھو بیٹھتے ہیں۔ اجنبیوں سے ڈرتے اور بات کرنے سے کتراتے ہیں۔ جن بچوں کے علاقے مسلسل جنگ کی لپیٹ میں رہیں، ان کی حالت تو مردوں سے بھی بدتر ہو جاتی ہے۔

اوائل جولائی میں اسرائیلی درندے غزہ پر حملہ آور ہوئے تو انہوں نے خاص طور پہ کمسن لڑکے لڑکیوں کو نشانہ بنایا اور تاریخ انسانی میں ظلم و بربریت کا نیا باب رقم کر دیا۔ اہل غزہ تو پہلے ہی گویا دوزخ میں زندگیاں بسر کر رہے تھے۔ آسائشوں سے بھرپور زندگی گزارنے والے ہم لوگ عموماً اہل غزہ کی تکالیف کا اندازہ نہیں کر پاتے۔ جو کوئی تکلیف جھیل لے، وہی اس کی شدتِ درد سے واقف ہوتا ہے۔

فیدور دوستوفسکی (1821ء۔1881ء) روس کا ممتاز ادیب گزرا ہے۔ اس کے مشہور ناول ''دی ایڈیٹ'' میں درج ایک جملہ بڑا مہان ہے: ''بچوں کے ساتھ وقت گزار کر بیمار روح تندرست ہو جاتی ہے''۔

یہ چشم کشا جملہ بچوں سے محبت کرنے اور درد دل رکھنے والے ہر انسان کی آنکھوں میں نمی لے آتا ہے۔ مگر آج دنیا کی طرف نظر دوڑائیے، تو یہ روح فرسا انکشاف ہوتا ہے کہ کئی ملکوں میں ایسے سنگ دل انسان جنم لے چکے، بطور خاص امریکہ و اسرائیل جو اپنے مفاد کی خاطر معصوم بچوں کو جان سے مارنے میں لذت و خوشی محسوس کرتے ہیں۔ خدا کی پناہ! سائنس و ٹیکنالوجی کی زبردست ترقی کی بھرمار کے باوجود لگتا ہے، انسان پہلے سے کہیں زیادہ وحشی بن چکا ہے۔

ان علاقوں میں جو بچے ہلاک ہونے سے بچ جائیں، عجیب و غریب نفسیاتی الجھنیں انہیں چین سے جینے نہیں دیتیں اور زندگی

غزہ دنیا کے گنجان ترین علاقوں میں سے ایک ہے۔ وہاں صرف 360 مربع کلومیٹر رقبے پہ 18 لاکھ نفوس آباد ہیں اور ان میں تقریباً آدھے بچے ہیں۔ یہ بڑے مختلف خیالات و جذبات رکھنے والے بچے ہیں کہ کھیلنے کودنے والی عمر میں پچھلے 6، 7 برس کے دوران تین بھیانک جنگوں سے نبرد آزما ہو چکے۔

اس فلسطینی علاقے میں آباد 99 فیصد بچوں کے والدین مہاجرین یا تارکین وطن ہیں۔ کئی بچے اس غیر معمولی نفسیاتی خلل کا شکار ہیں جسے ماہرین نفسیات نے ''ماورائے نسل صدمہ'' (Transgenerational Trauma) کا نام دے رکھا ہے۔ اس خلل میں اپنے مصائب کے علاوہ بچوں کو والدین اور دادا دادی، نانا نانی کی تکالیف و مشکلات کا بوجھ بھی نازک کاندھوں پہ اٹھانا پڑتا ہے۔ ذرا سوچیے کہ غزہ کی نئی نسل کس عذاب سے دوچار ہے۔ ستم ظریفی یہ کہ ''ماورائے نسل صدمہ'' پہلی بار ان یہودی بچوں میں دریافت ہوا تھا جو جرمنوں کے مظالم سہہ کر کینیڈا پہنچے تھے۔

غزہ چہار جانب سے قدرتی رکاوٹوں یا دشمنوں کے نرغے میں گھرا ہوا ہے۔ 2007ء میں جب یہاں کے شہریوں نے حماس کو ووٹ دینے کا ''جرم'' انجام دیا، تو اسرائیلیوں نے امریکا کے تعاون سے علاقے کو دیوہیکل قید خانے میں بدل ڈالا۔ آج غزہ میں خوراک مہنگی اور نایاب ہے۔ 60 فیصد آبادی بہ مشکل پیٹ بھر کر کھانا کھا پاتی ہے۔ علاقے کے 41 فیصد لوگ بیروزگار ہیں۔ پانی میں سیوریج کی ملاوٹ عام ہے، لیکن شہری مجبور ہیں کہ اسی گندے پانی سے پیاس بجھائیں اور گھریلو ضروریات پوری کریں۔

صفائی کا موثر نظام نہ ہونے کے باعث پورے علاقے میں عجیب بدبو پھیلی رہتی ہے۔ لوگوں کو باغات اور سیر و تفریح کی بہت کم جگہیں میسر ہیں۔ تحفظ اور امن کا ماحول عنقا ہے۔ سبھی مرد و زن یہ سوچ کر فکرمند رہتے ہیں کہ مستقبل بھی اپنے دامن میں ان کے لیے پریشانیاں اور دکھ چھپائے ہوئے ہے۔

جب جنگ شروع ہوئی تو غزہ کے اسکولوں میں موسم گرما کی چھٹیاں تھیں۔ سو اقوام متحدہ نے مدارس میں عارضی مہاجر کیمپ قائم کر دیئے۔ اسرائیلی بمباری کے دوران سبھی بچے والدین یا بڑوں کی آغوش میں چھپ جاتے۔ جب آتش و آہن کی بارش رکتی، تب بھی وہ والدین کو باہر نہ جانے دیتے...... انہیں ڈر ہوتا کہ امی ابو کسی بم یا میزائل کا نشانہ بن کر واپس نہیں آئیں گے۔ بچوں کی بھوک مر گئی اور وہ بڑوں سے چمٹے رہتے۔

غزہ میں جنگ بچوں پہ دوقسم کے دائمی اثرات مرتب کرتی ہے۔ اول وہ غم وغصے کی آگ میں جلتے پروان چڑھتے اور بالغ ہوکر جنگجو بن جاتے ہیں۔ یا پھر ایک خوفزدہ انسان کی صورت پلتے بڑھتے اور عام سی زندگی گزارتے ہیں۔

بدقسمت اہل غزہ کئی برس سے ایسی خونخوار جنگوں کی زد میں ہے کہ جو بچوں کو یتیم بناتی اور والدین سے آنکھوں کے تارے، راج دلارے چھین لیتی ہیں۔ خصوصاً لڑائی کے موقع پہ نیند سبھی لوگوں سے جیسے روٹھ جاتی ہے۔ مسلسل جاگنے کی وجہ سے ہی غزہ شہر کا رہائشی 16 سالہ انس قندیل شدید ڈپریشن کا شکار ہوگیا۔ اس نے اپنے فیس بک پیج پہ لکھا:

"یااللہ! ہم پر رحم فرما۔ میں دوراتوں سے نہیں سوسکا۔ اسرائیلیو! اگر تم نے میرے گھر میزائل مارنا ہے تو جلد ماردو"۔

اور صرف ایک گھنٹے بعد ایک اسرائیلی میزائل نے انس کا گھر تباہ و برباد کردیا۔ وہ اسی سمے اپنے رب کے حضور جا پہنچا۔ یہ حیران کن واقعہ عیاں کرتا ہے کہ اسرائیلی خفیہ اداروں نے نگرانی و جاسوسی کے جدید ترین الیکٹرونک آلات کے ذریعے شاید ہر فلسطینی کی سرگرمیوں پہ نظر رکھی ہوئی ہے۔

حالیہ جنگ میں کئی بدنصیب فلسطینی والدین پھول جیسے نرم و نازک بیٹے بیٹیاں کھو بیٹھے۔ ان میں 45 سالہ علا حدیدی بہت بد نصیب رہا۔ 9 سال قبل بڑی منتوں اور مرادوں کے بعد اس کے ہاں چاند جیسی بیٹی نے جنم لیا۔ وہ ماں باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھی۔ 17 جولائی کی سہ پہر سودا لینے گھر سے نکلی، تو دندناتے اسرائیلی میزائل کا ایک ٹکڑا اسے آلگا۔ وہ وہیں اللہ کو پیاری ہوگئی۔ اس قیامت ارضی نے علا کی دنیا اندھیر کرڈالی اور وہ تب سے سکتے کے عالم میں ہے۔

دوجنگوں نے غزہ کے ہزارہا بچوں کو اس نفسیاتی عارضے کا نشانہ بنایا تھا۔ ان کا علاج جاری تھا کہ تیسری جنگ کی آفت نازل ہوگئی۔ ماہرین نفسیات کو خدشہ ہے کہ اب مختلف نفسیاتی عوارض غزہ کے معصوم بچوں کی شخصیت کا مستقل حصہ بن جائیں گے۔

تباہ کن اسرائیلی حملہ عمارات کی توڑ پھوڑ کرتا اور انسانی جانوں کے ضیاع کا سبب بنتا ہی ہے، وہ خصوصاً کئی پھول جیسے بچوں کی زندگیاں بھی اجاڑ ڈالتا ہے۔ بالغوں کی جنگیں نجانے اور کتنے بدقسمت بچوں کی زندگیاں جہنم بنا کر انہیں امن وچین سے جینے نہیں دیں گی۔

معصوم فلسطینی بچوں پر اسرائیلی فوج کے مظالم وشہادت

نہتے مظلوم فلسطینیوں کی اپنی آزادی کے لئے ہونے والی جدوجہد کے 50 برسوں پر نظر دوڑائیں تو سوائے خاک وخوں کے کچھ نہیں ملتا۔ اسرائیلی فوج اپنے جدید ترین اسلحہ سے آتش وآہن کی بارش برساتی ہے تو بیچارے فلسطینی پتھروں اور غلیلوں سے مقابلہ کرتے نظر آتے ہیں۔ انہی پتھروں سے لڑتے لڑتے اب فلسطینیوں کی تیسری نسل جوان ہورہی ہے۔ آپ نے کتنی ہی مرتبہ اخبارات میں تصاویر دیکھی ہوں گی یا پھر خبروں میں مشاہدہ کیا ہوگا کہ اسرائیلی فوج کے مقابلے میں نہتے فلسطینی بچے آزادی کے لیے لڑتے نظر آتے ہیں۔

عیسائیوں اور یہودیوں نے ایک طے شدہ منصوبے کے تحت فلسطینیوں کی نسل کشی کا منصوبہ بنا کر فلسطینی بچوں کو موت کا نشانہ بنانا شروع کردیا، جس میں اب تیزی آتی چلی جارہی ہے۔ اس کا اندازہ یوں لگایا جاسکتا ہے کہ تحریک انتفاضہ کے ابتدائی اڑھائی سال کے دوران اسرائیلی فوجیوں نے 2300 سے زائد فلسطینیوں کو شہید کیا، جس میں سب سے زیادہ تعداد بچوں کی ہے۔ خود اسرائیلی حکومت کا دعویٰ ہے کہ ان میں سے بہت سے فلسطینی بچوں کی شہادت اس وقت واقع ہوئی جب مسلح اسرائیلی فوجیوں نے تصادم کے دوران فائرنگ کی۔

اسرائیلی حکومت کا کہنا ہے کہ زیادہ تر بچے اس وقت شہید ہوتے ہیں جب وہ تصادم میں شریک ہوتے ہیں، حالانکہ اسرائیلی حکومت کا یہ بہانہ عالمی انسانی حقوق کی تنظیموں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے ہے۔ کیونکہ سال 2002ء کے دوران اسرائیلی فوجیوں کے ہاتھوں 85 فیصد بچوں کی شہادتیں ہوئیں، جبکہ وہ کسی تصادم یا مظاہرے میں شامل نہیں تھے۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ اسرائیلی فوج فلسطین کی سرزمین خالی کرنے کے لیے فلسطینیوں کی نسل کشی کرتی ہے اور جان بوجھ کر فلسطینی بچوں کو نشانہ بناتی ہے۔

فلسطینی بچے اور غذائی قلت

سے فلسطینی معیشت تباہ ہوتی چلی جا رہی ہے، جس کا سب سے بڑا اثر فلسطینی بچوں پر پڑ رہا ہے۔ سال 2002ء کے اواخر تک اقوام متحدہ کے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق فلسطینیوں کی 75 فیصد آبادی خط افلاس سے نیچے زندگی گزار رہی ہے۔ اسی طرح جنوری 2003ء کی ایک رپورٹ کے مطابق غزہ کی پٹی پر بسنے والے 5.9 فیصد بچے اور مغربی کنارے کے 7.9 فیصد بچے غذائی قلت کا شکار ہیں۔ غذائی قلت کی وجہ سے بچوں کے قد اور وزن میں کمی واقع ہو رہی ہے اور ان کی نشوونما متاثر ہوئی ہے۔ رپورٹ مرتب کرنے والوں نے اس صورتحال کا ذمہ دار اسرائیل کو قرار دیا، جس نے اوچھے ہتھکنڈوں کی بناء پر فلسطینیوں کو جیتے جی موت کی بھینٹ چڑھا دیا ہے۔

فلسطین کی آبادی میں 53 فیصد بچے ہیں اور یہ سب اپنے بڑوں پر انحصار کرتے ہیں، اگر کسی بچے کے والدین کو اسرائیلی فوجی شہید کر دیں یا پھر اسرائیلی پابندیوں کی وجہ سے والد بیروزگار ہو جائے تو اس کا سب سے زیادہ اثر بچوں پر پڑتا ہے۔ مغربی کنارے اور غزہ کی پٹی کے علاوہ الخلیل، خان یونس اور غزہ شہر ایسے علاقے ہیں جہاں سب سے زیادہ غربت ہے اور اس کا اصل سبب فلسطینیوں کے گھروں کی مسماری، کاروبار پر پابندی، نقل و حرکت محدود اور کرفیو کا آئے روز نفاذ ہے۔ اس دلدوز صورتحال کے علاوہ فلسطینی بچوں کا اسرائیلی جیلوں میں قید و بند آئے روز اسرائیلی فوجیوں کے تشدد کا نشانہ بنتے ہیں۔ فلسطینی بچوں کو جیلوں میں بند کرنے کا عمل 1967ء سے جاری ہے، جس میں اب بتدریج اضافہ ہو رہا ہے۔

بھوک کا شکار مظلوم و معصوم فلسطینی بچہ

مصر کی سرنگ سے بچوں کے لیے لایا جانے والا Nido دودھ
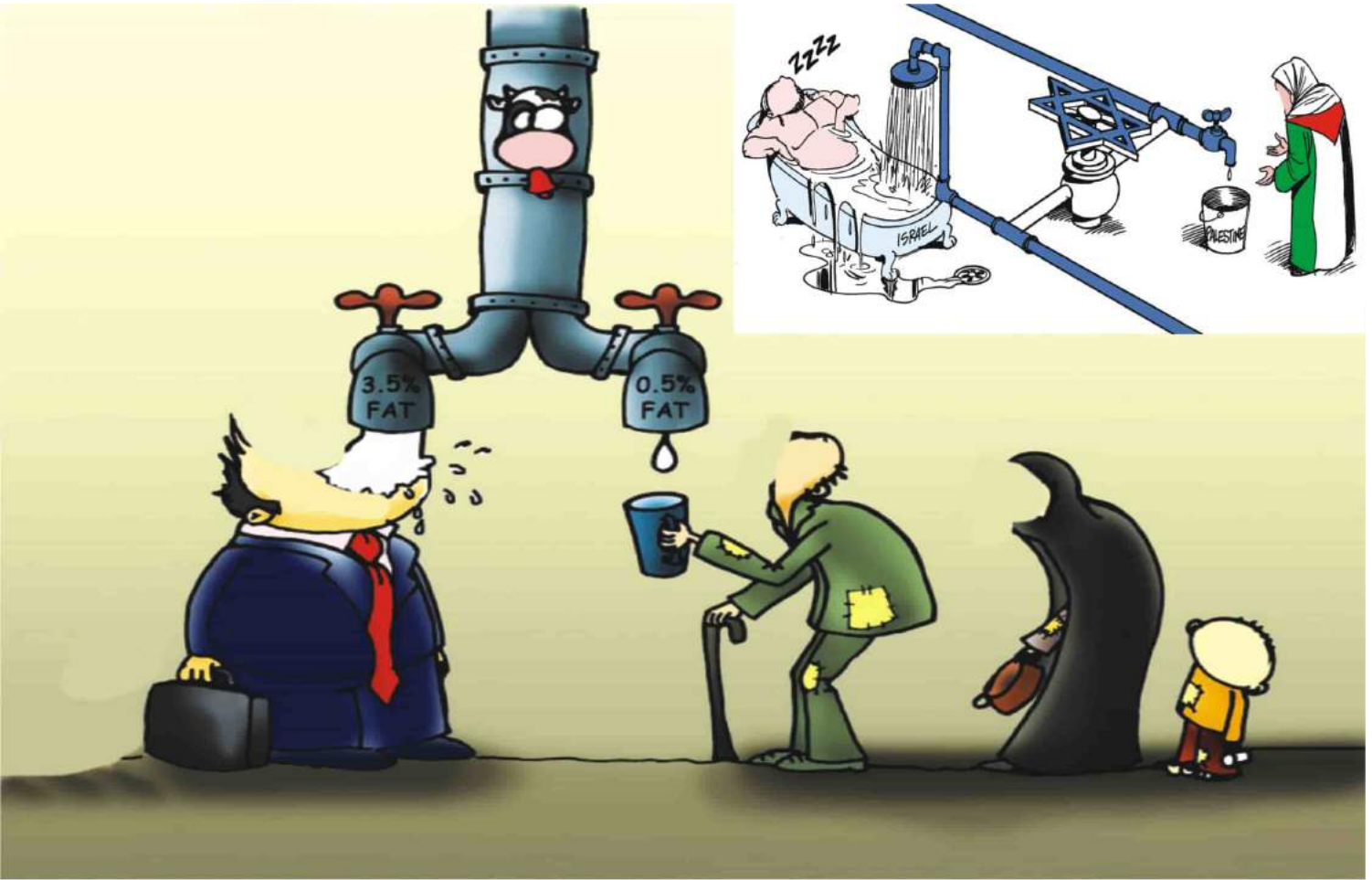
پانی کی قلت کا شکار معصوم بچہ

غزہ میں اسرائیل نے پانی کے کنویں اور ذخیرہ میں کیمیائی گیس شامل کر دی ہے، جس سے وہ چشموں کا پانی استعمال کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ ذیل میں ان میں سے چند تصاویر دی گئیں ہیں۔

دجال کے ساتھی یہودیوں کے ظلم کا شکار غزہ کے پیاسے بچے

بلیوں کے بچوں کا درد رکھنے والے یہود و نصاریٰ

یہ 17 پرنس روڈ Woking Surrey لندن ہے۔ یہاں ایک گھر میں ایشیائی جوڑا سعید اکبر اور بشریٰ بہن کے نام سے رہائش پذیر ہے۔ یہ لوگ پاکستان میں حکیم عبدالعزیز فیروز پوری کے رشتہ میں بہنوئی اور بہن ہیں۔ ایک دن انہوں نے بلی کے دو نوزائیدہ بچے اپنے گھر میں چلتے پھرتے دیکھے تو بہت پریشان ہوئے۔ کیوں پریشان ہوئے؟ صرف اس لئے کہ یہاں اگر کوئی بلی یا اس کا بچہ کسی کے گھر میں بے احتیاطی کی بنا پر مرجائے تو گھر والے پر قتل کا کیس پڑ جاتا ہے۔ اگر کوئی مری ہوئی بلی یا بلی کے بچوں کو کوڑے کے ڈرم میں پھینکتا ہے تو کوڑا اٹھانے والا خاکروب تھانے میں رپورٹ کر دیتا ہے اور گھر والوں کی شامت آجاتی ہے۔ لہٰذا اس پاکستانی جوڑے نے فوری طور پر پولیس اسٹیشن سے رابطہ کیا۔ پولیس اسٹیشن والوں نے انہیں فوری ہدایات جاری کیں اور کہا کہ فوراً فلاں جگہ مارکیٹ میں جائیں اور نوزائیدہ بلیوں کے لیے اسپیشل تیار کی گئی خوراک لا کر ان کو کھلائیں، اور دیکھیں! کہیں ان کو کچھ ہو نہ جائے۔ آپ ان کی عمر کا اندازہ لگا کر مارکیٹ میں بتائیں۔ اگر ایک ہفتہ کے بچے ہوں گے تو ان کی علیحدہ خوراک ملے گی، اگر 2 یا 3 ہفتوں کے ہوں گے تو ان کی علیحدہ اور مختلف تیار شدہ خوراک ملے گی۔ اتنی دیر میں ہم بھی ایمرجنسی کے طور پر کچھ کرتے ہیں۔

یہ ہدایات سننے کے بعد ان لوگوں کی فوراً مارکیٹ کی طرف دوڑ لگ جاتی ہے اور وہ ان کی عمر کے مطابق تیار کی گئی خوراک لا کر ان کو کھلاتے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد گھر کے باہر یکدم جیپوں کے رکنے اور ان کے ٹائر کے چرچرانے کی آوازیں آتی ہیں اور پھر دونوں جیپوں کا عملہ اتر کر گھر میں داخل ہوجاتا ہے۔ ایک جیپ میں پولیس کا عملہ جبکہ دوسری میں ویٹرنری ہسپتال کا عملہ ہے۔ سب تیز تیز قدموں کے ساتھ چلتے ہوئے بلی کے بچوں کے پاس پہنچتے ہیں۔ ماہر ڈاکٹر ان کا میڈیکل چیک اپ کرتا ہے۔ مناسب دوائیاں دے کر اپنی تحویل میں لے لیتا ہے۔ پھر علاقے میں اعلان کیا جاتا ہے کہ کون ہے جو ثواب کی خاطر ان بچوں کو لے پالک رکھنا چاہتا ہے۔ ایک مختصر خاندان ان کو اپنا لیتا ہے۔ ڈاکٹر ان کو ہدایت کرتا ہے کہ اگر کسی قسم کی پریشانی یا مسئلہ ہو تو ہمیں اطلاع کریں، ہم ہر ممکن تعاون کریں گے۔ پھر مذکورہ پاکستانی جوڑے کو ہدایت کی جاتی ہے کہ جب بلی واپس تمہارے گھر آئے تو ہمیں اطلاع کی جائے۔ ہم اس کو پکڑ کر اس کا رحم واش کریں گے، تاکہ وہ آئندہ سے بچے پیدا نہ کر سکے۔ اس لئے کہ جب وہ اس قابل ہی نہیں کہ بچے پیدا کر کے ان کی دیکھ بھال کر سکے اور وہ ان کو بے یارو مددگار چھوڑ کر چلتی بنتی ہے تو اس کا علاج صرف یہ ہے کہ اس کے ہاں اولاد ہی نہ پیدا ہونے دی جائے۔

مشہور ہے کہ بلی بچوں کو پیدا ہونے کے بعد 7 گھروں میں پھراتی ہے۔ وہ بلی یورپ کی ہو یا ایشیاء کی، اس کا معمول یہی ہے۔ ایسے ہی یہ بلی بچوں کو گھماتی پھراتی ہوئی اس گھر لائی تھی کہ وہ حکومت کے ہتھے چڑھ گئے۔ بلی بعد میں جب ان کے گھر آئی تو وہ بچوں کی گمشدگی کے صدمے سے نڈھال ہوگئی۔ جب انہوں نے اسے پکڑنے کی کوشش کی تو وہ جواب میں غرانے اور حملہ آور ہونے لگی۔ اس کی مزاحمت دیکھ کر انہوں نے اسے پکڑنے کا ارادہ ملتوی کر دیا اور سوچا کہ اگر عملے والوں نے پوچھا تو ہم کہیں گے کہ وہ یہاں آئی ہی نہیں تو اس کو پکڑیں کیسے؟ یوں حکومت کی گرفت سے بچ جائیں گے۔

قارئین! ظاہری طور پر یہ رویہ، یہ عمل اور یہ کارروائی دیکھ کر تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ کتنے رحم دل اور حساس لوگ ہیں۔ انسانیت کے علاوہ حیوانوں کا بھی کس قدر درد رکھتے ہیں۔ انسانوں کے علاوہ ان کو حیوانوں کے حقوق کا بھی بہت خیال اور پاس ہے کہ ان کے درد میں یہ خوف تکلیف برداشت کرتے ہیں۔

اب آپ دوسرا منظر دیکھیں: اسرائیل میں یہی لوگ ننھے نرسری کے بچوں کو قتل و غارت گری کی ٹریننگ دے رہے ہیں اور یہ سبق ان کے ذہنوں میں راسخ کرر ہے ہیں کہ کوئی عرب، فلسطینی یا غیر اسرائیلی ایسے ہی ہے جیسے ایک جانور! کہ جسے مارنے کے بعد کوئی افسوس نہیں ہونا چاہئے۔ 2001ء میں اسرائیلی اسکولوں کے 62 طلبہ نے اس صورت حال سے تنگ آ کر حکومت کو خط لکھا کہ ہم اسکول میں پڑھنے جاتے ہیں، مسلح ٹریننگ لے کر فلسطینیوں کو مارنے کے لیے داخل نہیں ہوئے۔ صرف اس خط لکھنے پر ان طلبہ کو گرفتار کرلیا گیا۔ ایک سال مقدمہ چلا اور پھر کورٹ مارشل کی سزا سناتے ہوئے دو سال مزید قید کردیا گیا اور پھر یہ کہیں ستمبر 2004ء میں جا کر رہا ہوئے۔

ان دنوں یروشلم کے ایلیف پریپ اسکول کا طالب علم ''یونی'' جیل کی سزا کاٹ رہا ہے۔ جرم کیا ہے؟ سن لیجئے! اس نے ایک دن اس بس میں سوار ہونے سے انکار کردیا جو اسے اور اس کے ساتھیوں کو ٹریننگ کے بعد ڈیوٹی کے لئے فلسطینی مسلمانوں کے خلاف کارروائی کے لئے لے جارہی تھی۔ وہ بس سے کود گیا اور پھر اس نے انسانی تاریخ میں صابرہ وشتیلہ کیمپ میں ظلم کی تاریخ رقم کرنے والے وزیر اعظم ایریل شیرون کو خط لکھا کہ میرا اسکول انسانوں کو خونخوار بنانے کا ایک ادارہ ہے۔ میں یہاں ایک بہترین شہری بننے کے لئے داخل ہوا تھا، ایک خونی درندہ بننے کے لئے نہیں۔ اسکول کی انتظامیہ نے اسے ایک ''پرابلم طالبعلم'' (یعنی احمق طالب علم) قرار دیا اور اسے ڈپلومہ دینے سے انکار کردیا۔ اس نے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا تو اسے ماہر نفسیات کے پاس بھیج دیا گیا، جیسے کہ وہ پاگل ہو اور اس کے علاج کی ضرورت ہو۔ پھر مذہبی پروہتوں کے سپرد کردیا گیا۔ پھر سزا کے لیے آرمی کے ڈی بریفنگ کیمپوں میں بھی بھیجا گیا۔

آخر کار اسے 7 قسم کی مختلف سزائیں سنائی گئیں۔ آج کل وہ یروشلم میں جیل کاٹ رہا ہے۔ اسے یہ رعایت دی گئی ہے کہ اگر وہ اب بھی اپنی رائے اور سوچ بدل لے تو رہا ہوسکتا ہے۔ اس کے یہودی والدین بھی اس کو سمجھا سمجھا کر تھک گئے ہیں۔ آج وہ اپنے بچے کی دماغی صحت کی دعا کرتے نظر آتے ہیں۔ یونی کے والدین نے اپنے بچے کی ایک ویب سائٹ بنائی ہے۔ کسی انسانی حقوق کے نمائندے، اسرائیل سے دوستی کا ہاتھ ملانے کے لیے بے قرار انسان اور کسی روشن خیال نادان کو یقین نہ آئے تو

Ybronner@post.tua.cec.ie پر رابطہ کرسکتا ہے۔

(اس ویب سائٹ کی تفصیلات اخبارات میں آنے کے بعد اس کو زبردستی بند کردیا گیا)

میرے بھائیو! یہ وہ چند اسرائیلی یہودی بچے ہیں کہ جو صرف اس وجہ سے اپنی حکومت کے عتاب کا شکار ہیں کہ انہوں نے مسلمانوں کے معصوم ومظلوم بچوں کے گلوں کو بندوقوں کی سنگینوں سے کاٹنے سے انکار کردیا ہے۔ باقی یہودی صلیبیوں سے مل کر کس حد تک مسلمانوں کا خون بہا رہے ہوں گے، اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

قارئین......! یہودی اپنے بچوں کو سزائیں دے رہے ہیں، کیوں؟ اس جرم میں کہ وہ مسلمانوں اور ان کے بچوں کو عبرت کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ صلیبی اپنے ان ظلم کے تربیتی کیمپوں کو جانتے ہیں۔ وہ ان کو روکنے کے بجائے ان کی حوصلہ افزائی کرر ہے ہیں، مدد کرر ہے ہیں، سپورٹ کرر ہے ہیں، بلکہ اسرائیل کے ناپاک وجود کو تسلیم کروانے کے لئے مسلمانوں پر دباؤ ڈال رہے ہیں۔ وہ ظاہر یہ کرتے ہیں کہ بلیوں اور کتوں کے لئے بھی ان کے دل میں ہمدردی اور رحم دلی کے جذبات ہیں تو پھر مسلمانوں کے خلاف ان کارروائیوں پر وہ کیوں خاموش ہیں؟ لندن کی بلی کا بلونگڑا گم ہوجائے تو وہ مارے مارے پھرتے ہیں، تمام حکومتی مشینری حرکت میں آجاتی ہے، لیکن اس جہاں میں امت مسلمہ کی ماؤں کے کتنے ہی ننھے منے پیارے پیارے راج دلارے کھو گئے ......اور کتنے ہی صلیبیوں و یہودیوں کی گولیوں کا نشانہ بن کر ہمیشہ کے لئے اپنی ماؤں سے بچھڑ گئے؟ کشمیر میں کتنی ہی معصوم مسلمان کلیاں مسل دی گئیں......لیکن ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی......کیوں؟ اس لئے کہ یہ بچے، امت محمد ﷺ کے بچے ہیں......لا الہ الا اللہ پڑھنا اور محمد رسول اللہ پکارنا ان کا جرم ہے...... اور...... مسلمان ہونا ان کا اصل جرم اور گناہ......اسی لئے تو ان کے بلیوں کے لیے بے قرار ہوجانے والے دل مسلمان بچوں، بوڑھوں اور عفت مآب خواتین کے قتل پر نہیں تڑپتے......تڑپنا تو دور......وہ تو پوری دنیا سے ان کو ختم کرنے کے لئے سرگرداں ہیں...... وہ فلسطین ہو، عراق ہو، لبنان ہو، بوسنیا ہو، چیچنیا ہو، فلپائن ہو، برما ہو یا کشمیر، ہر جگہ سے ان کا وجود مٹانے پر تلے ہوئے ہیں۔ روشن خیالوں، مرعوب انسانوں، ترقی پسندوں اور کفار کا دباؤ برداشت کرنے والوں سے سوال ہے کہ ایسے حالات میں کیا اپنا دفاع نہیں کروگے؟ لیکن یاد رکھو! اگر دفاع کروگے تو تم دہشتگرد کہلاؤ گے؟ سوچیں، غور کریں، کیا اپنا دفاع کرنا دہشت گردی ہے؟

(تحریر: شیخ طاہر نقاش، حوالہ: قلم کے آنسو 299 تا 303)

آخر کیا وجہ ہے؟

مشہور کالم نگار جناب جاوید چودھری صاحب لکھتے ہیں کہ آج سے چند سال قبل میں نے 7 تصویروں کا ایک گروپ دیکھا تھا۔ مقام بھی یہی فلسطین تھا اور ظالم بھی اسرائیل۔ یہ تصاویر ایک اخباری فوٹو گرافر نے بنائی تھیں۔ اسرائیلی فوجی اپنی بکتر بند گاڑیوں اور ٹینکوں کے ساتھ فلسطینی علاقے میں داخل ہو کر چاروں جانب اندھا دھند فائرنگ کر رہے تھے۔ لوگوں نے اپنے گھروں کے دروازے بند کر لیے تھے۔ دکانداروں نے اپنی دکانوں کے شٹر گرا لیے تھے۔ ایسے میں ایک باپ اپنے 6 سالہ بچے کو لے کر بھاگتا ہوا ایک دکان کے بند شٹر کے آگے تھڑے پر پناہ لے لیتا ہے۔ یہ پہلی تصویر تھی۔ دوسری تصویر میں بچہ خوف سے سہا ہوا باپ سے لپٹا ہوا ہے۔ تیسری تصویر میں باپ اس پر جھکا ہوا ہے اور اس کے کان پر ہاتھ رکھ کر اسے گولیوں کی گھن گرج سے بچا رہا ہے۔ چوتھی تصویر میں بچے کے چہرے کا کرب اور بچے کی آنکھ میں آنسو اور چیخیں ہیں اور ساتویں تصویر میں بچے نے اپنے باپ کی گود میں دم توڑ دیا ہے۔ اس کے آنسو ہمیشہ کے لیے خاموش ہو چکے ہیں، لیکن باپ اپنے مردہ بچے کا ماتھا چوم رہا ہے اور اس کی آنکھ میں آنسو ہیں کہ بہے چلے جا رہے ہیں۔

آج کئی سال بعد اسی فلسطین کے علاقے غزہ کی تصویروں کا ایک اور گروپ دیکھا ہے۔ پہلے گروپ کو دیکھنے کے بعد بھی میں کئی ماہ تک مضطرب، بے چین اور بے آرام رہا۔ کالم لکھنے سے بھی درد ختم نہ ہوا۔ لوگوں کو بار بار اس ظلم کے بارے میں بتانے، تقریریں کرنے سے بھی بے چینی قائم ہی رہی۔ وہ تصویریں آج تک میرا پیچھا کرتی ہیں۔ لیکن یہ گروپ تو ایسا ہے کہ دیکھنے کے بعد آنسو ہیں کہ تھمتے نہیں ہیں۔ یہ تین تصاویر کا ایک گروپ ہے۔ ایک خوبصورت 10 سالہ فلسطینی بچہ اپنی زخمی ماں کا سر اپنی گود میں لیے بیٹھا رو رہا ہے۔ اس کا چہرہ ماں کے خون سے لت پت ہے اور ماں اپنے ہاتھوں سے اس کی گالوں پر لگا خون صاف کر رہی ہے۔ ماں کی آنکھیں اپنے معصوم بیٹے کے چہرے پر لگی ہیں۔ دوسری تصویر میں بیٹے نے ماں کا ہاتھ پکڑا ہوا ہے جیسے اسے گرنے سے بچا رہا ہے۔ کتنی ہی تصویریں ہیں جن میں انسانوں پر ہونے والے ظلم، دہشت اور بربریت کی تصویر لفظوں میں بیان کرنا مشکل ہے، لیکن ان سب تصویروں کے مقابل جب کچھ ایسی تصویریں دیکھتا ہوں تو اپنے اردگرد بسنے والے ایک اللہ کو ماننے اور ایک رسول ﷺ کا کلمہ پڑھنے والوں کی بے حسی اور مردانی پر رونا آتا ہے۔ جنوبی کوریا جو امریکہ کا کاسہ لیس ہے، جس کی فوج اور معیشت امریکہ کی مرہون منت ہے، اس کے شہری سراپا احتجاج ہیں۔ تھائی لینڈ جیسا تعیش پرست ملک کہ جس کی آمدنی مغرب سے وابستہ ہے، وہاں کے لوگ اس ظلم کے خلاف سڑکوں پر نکلے ہوئے ہیں۔ دنیا بھر کے لوگ احتجاج کر رہے ہیں۔

ہم سے اور ہمارے رہنماؤں سے تو لندن کا میئر جارج گیلوے اچھا ہے کہ جس نے سب سے پہلے اس ظلم پر آواز بلند کی۔ یورپ کا کوئی ملک ایسا نہیں جہاں سے ڈاکٹر اور نرسیں دوائیاں اور خوراک لے کر اسرائیل کے ساحلوں پر جا کر لنگر انداز ہوئے ہوں کہ ہمیں اندر جانے دو۔ انسانیت کو بچانے دو۔ ڈیڑھ ارب سے زیادہ امت مسلمہ اور ان کی کیل کانٹے سے لیس مارچ کرتی افواج دیکھتا ہوں۔ ان کے شاہی محلات، ایوان صدور اور ایوان ہائے وزیر اعظم دیکھتا ہوں۔ کئی سو منزلہ عمارتیں اور سجے سجائے بازار اور ان کی رونقیں آنکھوں کے سامنے گھومتی ہیں تو پتہ نہیں کیوں سورۃ النساء کی 75 ویں آیت سوال بن کر میرے سامنے کھڑی ہو جاتی ہے۔ اللہ نے فرمایا:

’’آخر کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو، جو کمزور پا کر دبا دیئے گئے اور فریاد کر رہے ہیں کہ اے اللہ! ہم کو اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں اور اپنی طرف سے ہمارا کوئی مددگار پیدا کر دے‘‘۔

(حوالہ حرف راز 21/4 تا 23)

مظلوم فلسطینی باپ اور بیٹے کی شہادت

جناب یاسر محمد خان لکھتے ہیں کہ کتنے لوگوں نے ایک تصویر ایسی ضرور اخبار میں، رسالے میں یا ٹیلی ویژن پر دیکھی ہوگی کہ پھر کئی دنوں تک ان کی راتوں سے نیند خواب و خیال ہوگئی ہو۔ انہیں انسان نامی ظالم بلا سے نفرت ہوگئی ہو اور اس پر اعتماد اٹھ گیا ہو۔ یہ تصاویر گزشتہ کئی سالوں سے میڈیا کی زینت بنتی رہی ہیں۔ اس فلسطینی بچے کی تصویر جو اپنے باپ کی آغوش میں سہا کسی اسرائیلی سپاہی کی بندوق کا سامنا کررہا ہے اور پھر اگلی ہی تصویر میں خون میں لت پت اپنے باپ کی گود میں جان دے دیتا ہے۔ بارود کے دھوئیں اور خونخوار سپاہیوں کے خوف میں کپڑوں سے بے نیاز بھاگتی ہوئی 9 سالہ ویت نامی بچی کی تصویر۔ رائفلوں کے بٹ کھاتے اور آخر میں گولی کا نشانہ بنتے نہتے فلسطینی نوجوان کا چہرہ۔ بڑھتا ہوا اسرائیلی ٹینک اور اس کو روکتی ہوئی صحافی عورت اور اس کی کچلی ہوئی لاش۔ خوف سے بھاگتے ہوئے بوسنیا کے بوڑھے، بچے اور عورتیں۔ جابجا ایکڑوں پر پھیلی ہوئی اجتماعی قبریں اور گولیوں کی بوچھاڑ میں ہاتھ بندھے دیوار کی صورت کھڑے لوگ، لاشوں پر بین کرتی یا حیرت سے منہ کھولے عورتیں اور سہمے ہوئے بچے۔

ان تصویروں کی تفصیل طویل بھی ہے اور دل گداز بھی، اس لیے کہ گزشتہ ایک صدی میں انسان نے جنگوں، آپس کی خانہ جنگیوں اور حکومتی اداروں کی بندوقوں کے زور پر 17 کروڑ 50 لاکھ لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ان میں سے 8 کروڑ 75 لاکھ فوجوں کے ہاتھوں اور 5 کروڑ 40 لاکھ آپس کی خانہ جنگیوں میں ہلاک ہوئے۔ پوری دنیا میں ان ایک سو سالوں کے درمیان ہر 22 افراد میں سے ایک مرنے والا جنگ، بدامنی اور انسان پر انسان کے ظلم کا شکار ہوکر مرا۔ موت کا کھیل دنیا کے ہر براعظم پر جاری ہے۔ اور دوسرے علاقے کے رہنے والے اس کھیل کو اپنی ٹیلی ویژن اسکرین پر ایک خوبصورت فلم کی طرح دیکھ کر اور اخباروں میں ایک دلچسپ کہانی کے طور پر پڑھ کر سو جاتے ہیں۔

لیکن انسانوں کی اس فصل کے کاٹے جانے اور تڑپتی ہوئی لاشوں کے اس منظر نامے سے کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جن کا کاروبار اس سے وابستہ ہے کہ جس سے ان کے منافع میں اضافہ ہوتا ہے۔ ان کی صنعت دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کرتی اور وہ دن بدن امیر سے امیر ترین ہوتے جاتے ہیں۔ یہ ہیں اسلحہ ساز فیکٹریوں کے مالکان جن کا منافع اور کمائی اس صدی میں کسی بھی کاروبار سے کئی گنا زیادہ ہے۔

(حوالہ: حرف راز 238 تا 239)

2008ء میں فلسطین کے 700 لوگوں کو شہید کیا گیا اور اعراب میگزین میں ان شہداء میں 50 بچوں کی تصاویر شائع ہوئی تھیں۔ جس نے بھی ان 50 کے قریب پھول جیسے بچوں اور بچیوں کی دل دہلا دینے والی تصویریں دیکھیں وہ صہیونیوں کی درندگی اور عالم اسلام کی بے بسی پر آنسو بہائے بغیر نہ رہ سکا۔ اس وقت میرے سامنے بیسیوں تصاویر رکھی ہیں۔ یہ تصویر ایک معصوم سی بچی کی ہے جس کی عمر بمشکل 10 یا 12 برس ہوگی۔ اس بچی کے سر، ناک اور منہ سے خون بہہ رہا ہے۔ اس کی دونوں ٹانگیں شدید زخمی ہیں اور یہ ایک تباہ حال گھر کے سامنے اینٹوں، بجری اور ریت کے ڈھیر پر پڑی ہے۔ بچی کی دونوں آنکھیں کھلی ہیں اور اس کا لباس تار تار ہے۔ بچی کی یہ تصویر زبانِ حال سے 57 اسلامی ممالک کے حکمرانوں کو بہت کچھ کہہ رہی ہے۔

ایک تصویر میں 2 سال کے گلاب جیسے بچے کی گردن سے خون بہہ رہا ہے۔ اس کے والدین ہسپتال لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں، لیکن صہیونیوں نے ان پر میزائل داغا جس سے زخمی بچہ، ماں باپ سمیت شہید ہو جاتا ہے۔ یہ لاش عالمی ضمیروں سے سوال کناں ہے:
''میرا جرم کیا ہے؟''

معصوم بچوں کی دلسوز لاشیں

ایک اور تصویر میں صہیونیوں کی اسکول پر فضائی بمباری سے شہید ہونے والے 8 بچوں کی سفید کپڑوں میں لپٹی لاشیں رکھی ہیں۔ کفن سے بچوں کا منہ کھلا رکھا ہوا ہے۔ ان کے چہرے اتنے خوبصورت ہیں کہ دل پیار کرنے کو جی چاہتا ہے۔ وہ اسلامی دنیا کے 58 ممالک اور سوا ارب مسلمانوں سے پوچھ رہے ہیں کیا یونہی ہمیں مسلا جاتا رہے گا اور تم خاموش تماشائی بنے رہو گے؟ ان بچوں کی لاشیں دنیا کے 245 آزاد ممالک سے انسانیت کے ناتے پوچھ رہی ہیں، ہمیں کیوں مارا گیا؟ ایک کتے اور بلے کے مارے جانے پر احتجاج کرنے والی نام نہاد انسانی حقوق کی تنظیمیں کیوں لب بہ مہر ہیں؟ کیا اس لیے کہ ہم مسلمان ہیں؟

غم کے آنسو

ایک تصویر میں 10 سالہ بچے کی میت کو دفنانے کے لیے لے جایا جارہا ہے۔ اس کے دوستوں نے میت کاندھوں پر اٹھا رکھی ہے۔ اس کے کلاس فیلو احتجاج کررہے ہیں۔ ایک پلے کارڈ پر درج ہے: ''اقوام متحدہ نے دونوں آنکھیں کیوں بند کی ہوئی ہیں؟'' دوسرے پر لکھا ہے: ''عرب حکمرانو! تاریخ سے سبق حاصل کرو''۔

ایک تصویر میں ایک بوڑھی خاتون اپنی گود میں 2 زخمی بچیوں کو لیے پریشان وحیران کھڑی ہے۔ پس منظر میں اسرائیل کی وحشیانہ بمباری سے وسیع علاقے میں آگ لگی ہوئی ہے۔ اس کے گھر سے شعلے بلند ہورہے ہیں۔ بوڑھی خاتون بڑی حسرت سے اپنے گھر کو دیکھ رہی ہے، جو جل رہا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس کا سارا خاندان شہید ہوچکا ہے۔ صرف یہ 2 نواسیاں یا پوتیاں باقی رہ گئی ہیں۔ وہ بوڑھی خاتون زبانِ حال سے کہہ رہی ہے: ''منصف ہوتو اب حشر اٹھا کیوں نہیں دیتے؟'' ایک تصویر بچوں کے ہسپتالوں کی ہے۔ اس میں بیسیوں بچے زیر علاج تھے، لیکن صہیونی بمباری سے یہ ہسپتال بھی تباہ ہوگیا اور نتیجے میں بیمار بچے بھی شہید ہوگئے۔ انسانی حقوق کا ڈھنڈورا پیٹنے والو! بتاؤ تو سہی کہیں ایسا بھی ہوا ہے کہ بیمار اور معذوروں پر بمباری کرکے انہیں شہید کیا گیا؟ یہ دیکھیں! غزہ سے

تعلق رکھنے والا ''حسین'' نامی بچہ جس کو یکم محرم کو صہیونی ٹینکوں نے روندڈالا، مگر کوئی پوچھنے والا نہیں۔

قارئین! یہ پہلی دفعہ ایسا نہیں ہوا ہے کہ صہیونیوں کی بمباری سے 50 کے قریب بچے مارے گئے ہیں۔ پہلے بھی متعدد بار ایسا ہوچکا ہے۔ 2006ء میں لبنان پر اسرائیل نے بدترین جارحیت کا ارتکاب کیا تھا۔ اس جنگ میں 55 کے قریب بچوں کے پرخچے اڑ گئے تھے۔ ان معصوم بچوں کی روحیں آج بھی امریکا اور اس کے زیراثر اقوام متحدہ سے پوچھ رہی ہیں: ''ہمارے قاتلوں کو کون اور کب کٹہرے میں لائے گا؟ اسرائیلی غنڈوں کو کب نکیل ڈالی جائے گی؟''

کون نہیں جانتا زمانہ جاہلیت سے آج تک ہر جگہ ہر شخص کے لیے محبت ہو یا نفرت، سفر ہو یا حضر، دوستی ہو یا دشمنی، امن ہو یا جنگ...... ہر ایک کے اصول وضوابط ہوتے ہیں۔ مسلمہ جنگی اصولوں کے مطابق بوڑھوں، معذوروں، عورتوں اور بچوں کو امان ہوتا ہے، لیکن ''انصاف کے علمبردار'' امریکا و برطانیہ کے پالک صہیونی غنڈوں نے فلسطین کے بچوں کو خاک وخون میں تڑپا کر دنیا کو یہ پیغام دینے کی کوشش کی ہے کہ ہم کسی قاعدہ وقانون کو نہیں مانتے۔ یہاں جنگل کا قانون ہے۔ طاقت کے سامنے سب ہیچ ہے۔ ہم کسی کی نہیں مانتے۔ کون ہوتا ہے اقوام متحدہ جو ہمارے خلاف قرارداد منظور کرے؟

(روزنامہ جنگ، بدھ 7 جنوری 2008ء)

یہودیوں کا کتا مر جائے تو ظلم! ہزاروں مسلمانوں پر بمباری

اس کا نام عمر تھا، ابوبکر تھا یا اسامہ مجھے یاد نہیں، وہ 2 سال کا تھا، 3 سال کا تھا یا 4 سال کا قومی ہیکل، گرانڈیل دہشت گرد مجھے یہ بھی یاد نہیں، لیکن مجھے اس کی شکل، اس کے سینے سے ابلتا خون اور اس کے باپ کے منہ سے نکلی چیخیں اچھی طرح یاد ہیں۔ یہ چیخیں، یہ خون اور یہ شکل میں نے ایک امریکی میگزین میں دیکھی تھی، وہ 6 تصویریں تھیں۔ ایک تصویر میں یہ "دہشت گرد" اپنے باپ کی انگلی پکڑ کر فٹ پاتھ پر چل رہا تھا، دوسری تصویر میں چند اسرائیلی فوجی خود کار ہتھیاروں سے سڑک پر گولیاں برسا رہے تھے۔ تیسری تصویر میں یہ ننھا دہشت گرد باپ کا ہاتھ پکڑ کر پناہ گاہ کی تلاش میں بھاگ رہا تھا، چوتھی تصویر میں یہ دونوں 2، 3 فٹ اونچی دیوار کی اوٹ میں چھپے تھے، پانچویں تصویر میں ایک گولی آئی ننھے دہشت گرد کے سینے میں پیوست ہوئی، سینے سے خون ابل کر باپ کے منہ، ہاتھ اور دیوار پر گرا اور چھٹی تصویر میں باپ چیخ چیخ کر اپنے مردہ بچے کی نعش جھنجھوڑ رہا تھا۔ لیکن "دہشت گرد" کے بدن سے زندگی رخصت ہو چکی تھی، یہ میری زندگی کی واحد تصویر ہے، جس سے مجھے چیخوں کی آواز اٹھتی اور اٹھ اٹھ کر کانوں میں گرتی محسوس ہوئی۔ یہ تصویریں، یہ منظر مقبوضہ بیت المقدس کی ایک شاہراہ کا تھا اور اسے رنگا رنگ کیپشنوں کے ساتھ سارے مغربی میڈیا نے پیش کیا۔

مجھے یاد ہے یہ تصویریں دیکھ کر میں نے اپنے آپ سے پوچھا تھا: ''یہ بچہ کون ہے؟'' مجھے میری ذات نے جواب دیا تھا: ''دہشت گرد، ظالم اور گناہگار۔''

بات تصویروں کی چل پڑی ہے تو ایک تصویر اور بھی ہے جو مہینوں سے میرے دماغ میں آتش دان کی لکڑیوں کی طرح سلگتی چیختی اور بجتی ہے۔ یہ 6 ماہ کے ایک فلسطینی بچے کا جنازہ ہے۔ اس تصویر کے ایک کونے میں اسی بچے کا ایک پوز چسپاں ہے۔ اُف خدایا! بچے کی کمر پر اتنا بڑا سوراخ ہے جس سے آر پار دیکھا جا سکتا ہے، تفصیل پڑھی تو پتہ چلا کہ اسرائیلی فوجیوں نے اس بچے پر اتنی گولیاں برسائیں کہ ناف سے لے کر گردن تک اس کی ہر چیز دھواں بن گئی۔ اس تصویر نے مجھ سے پوچھا تھا: ''میں کون ہوں؟'' میں نے جواب دیا تھا: ''تم دہشت گرد ہو، ظالم اور گناہ گار ہو۔''

یہ وہ تصویریں ہیں، ان جیسی اور بھی سینکڑوں، ہزاروں، لاکھوں تصویریں ہیں جن کے ایک ایک نقطے، ایک ایک لکیر میں ظلم کی لاکھوں، کروڑوں، کہانیاں چھپی ہیں، لیکن ان لکیروں، ان لفظوں اور ان تصویروں پر عالمی ضمیر نے جمائی لی اور نہ ہی انسانیت کی نیند ٹوٹی۔ یہ نیند ٹوٹ بھی کیسے سکتی تھی، یہ جمائی آ بھی کیسے سکتی تھی کہ ان تصویروں کے تمام مقتول مسلمان تھے اور قاتل اسرائیلی، امریکی ہیں۔ آسٹریلویوں، برطانویوں، اسرائیلیوں اور امریکیوں کا ناخن بھی ٹوٹ جائے تو یہ مظلوم ہیں۔ حماس کے حملہ میں ان کا کتا مارا گیا، تو کئی سو مسلمانوں کو بمباری کا نشانہ بنا دیا گیا کیا یہ ظلم نہیں؟ اور باقی دنیا بموں سے ماری جائے، توپوں کے گولوں کا شکار ہو جائے، گولیوں سے چھلنی ہو جائے، کیمیکل اور بائیالوجیکل ہتھیاروں کا نشانہ بن جائے وہ ظالم ہے، گناہگار ہے، دہشت گرد ہے۔

جناب جارج بش کو آج بیت المقدس شہر، حیفا اور شمالی غزہ کی یہودی بستی کے 28 آنجہانی یہودی تو معصوم دکھائی دے رہے ہیں، لیکن انہیں قلعہ جنگی کی وہ بارہ تیرہ سو نعشیں نظر نہیں آ رہی ہیں جو ایک ہفتہ پہلے تک سانس لیتے اور خواب دیکھتے انسان تھے، لیکن انہیں شمالی اتحاد کے درندوں نے باندھ کر شہید کر دیا، لوگوں کو زندہ جلایا گیا، انہیں سر میں گولی مار کر قتل کیا گیا اور انہیں ہیلی کاپٹر سے بم گرا گرا کر مارا گیا، افغانستان میں اتنی نعشیں گریں، اتنا خون بہا کہ ریڈ کراس کے اہلکار ایک ہفتے سے نعشیں ہٹا رہے ہیں، خون دھو رہے ہیں، لیکن خون صاف ہوتا ہے اور نہ ہی نعشیں ختم ہوتی ہیں۔

بش اور ٹونی بلیئر کو وہ ہزاروں افغان دکھائی نہیں دے رہے، جنہیں 2 مہینے میں 3 ہزار حملوں میں خاک اور خون میں نہلا دیا گیا، جنہیں زندہ رہنے، آزاد رہنے اور اپنی مرضی سے سانس لینے کی سزا دی گئی، کیا یہ سارے لوگ گنہگار تھے؟ ظالم اور دہشت گرد تھے؟ اگر نہیں تھے تو پھر انہیں کس جرم، کس گناہ کی سزا دی گئی؟ یہ لوگ صرف اس لئے مار دیئے گئے کہ یہ لوگ سینٹرل ایشیاء کے تیل کے قریب پیدا ہو گئے تھے؟ انہیں امریکی عورتوں کے بجائے مسلمان ماؤں نے جنم دیا تھا؟ انہیں بپتسمہ دینے کے بجائے ان کے کان میں اذان دے دی گئی تھی؟ اور یہ اللہ کے بنائے ایک مرد اور ایک عورت کی جائز اولاد تھے؟ آج بش اسرائیلی طیاروں، یہودی روبوں اور جیوٹینکوں کو ہر فلسطینی گھر گرا دینے اور ہر کلمہ گو فلسطینی مسلمان کو قتل کرنے کی اجازت دے رہا ہے کیوں؟ کیونکہ اس کی ڈکشنری کے مطابق انسان صرف گوری چمڑی والی مخلوق ہے۔ زندہ رہنے، آزاد رہنے کا حق صرف گورے کو حاصل ہے۔ رہی باقی دنیا تو دنیا کے سارے لوگ چار پائے بن جائیں یا پھر گلے میں پٹہ ڈال کر لگام امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے حوالے کر دیں۔ واہ بھئی واہ، زندہ باد آپ کی معصومیت اور آپ کے معصوم انسان!

(حوالہ: زیرو پوائنٹ 160 تا 161)

آج میں آپ کو کچھ بچوں کی چیخیں، سسکیاں اور آہ وزاری سنواتا ہوں۔ ان معصوم بچوں کی تصویریں شاید آپ نے اخبارات یا ٹیلی ویژن میں دیکھی ہوں گی۔ جلی ہوئی، کٹی ہوئی، دھڑی ہوئی لاشوں کی تصویریں۔ (زخموں سے تڑپتے معصوموں کی تصویریں)، لیکن شاید ان کی خاموشی میں چھپی ہوئی چیخیں آپ تک نہ پہنچی ہوں، آیئے ان کچھ تصویروں کے مخفی پیغام سنتے ہیں۔

یہ ایک 8 سال کی معصوم بچی کی تصویر ہے، اس کا نام نور ہے، لیکن درندہ صفت اسرائیلیوں نے اس کی زندگی سے اس کا نور ہی چھین لیا ہے۔ یہ جب رات کو سوئی تو اپنی پیاری ماں کے پہلو میں تھی۔ جاگی تو ہسپتال کا کمرہ اس کی پناہ گاہ تھا۔ اس معصوم نور کے گھر کے 8 افراد اسرائیلی وحشت و بربریت کا شکار ہو گئے۔ اب یہ جب تک جیئے گی اپنی زندگی اور عالم اسلام کی بے حسی کا ماتم کرے گی۔

5 ماہ کی معصوم بچی پر اسرائیلی بمباری

یہ ایک اور معصوم بچی ہے شیر خوار صرف 5 ماہ کی۔ اسرائیلی بموں نے اسے ہمیشہ کی نیند سلا دیا۔ شاید یہ شیر خوار معصوم اسرائیل کے لئے بہت بڑا خطرہ تھی۔ یہ ایک اور معصوم سی پھول جیسی بچی ہے، بمباری سے بری طرح زخمی ڈاکٹر اس کا علاج کر رہے ہیں، یہ چیختی اور چلاتی ہے کہ ”میں مرنا نہیں چاہتی“۔ میرے ابو کو بلاؤ۔ وہ آئیں گے تو مجھے بچالیں گے، لیکن اس معصوم کو معلوم نہیں کہ اس کی ہمیشہ حفاظت کرنے والے بابا اب کبھی نہیں آئیں گے۔ اسرائیلی بم ان کی زندگی کو نگل گئے ہیں۔

اپنے اوپر جھکے ہوئے ڈاکٹر کا گریبان تھامے یہ 7 سال کا معصوم بچہ ہے، زخموں کی شدت سے تڑپتا ہوا چیخ رہا ہے کہ خدا کے لئے مجھے بھی بہت لکھنا پڑھنا ہے۔ کوئی مجھے بتائے کہ میرا قصور کیا ہے؟ کیا میرا قصور یہ ہے کہ میں مسلمان ہوں؟ بس مجھے ایک بار بچالو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اب تمیز سے رہوں گا۔ امی کو کبھی تنگ نہیں کروں گا۔ کوئی فرمائش بھی نہیں کروں گا۔

مجھے مسلمان ہونے کی سزا مت دو

یہ ایک اور معصوم جان ہے۔ یہ ہمیشہ اپنے باپ کے سینے پر سونے کا عادی ہے۔ آج بھی اسی حالت میں لیٹا ہے۔ باپ اور بیٹا دونوں سو چکے ہیں۔ ہمیشہ کے لئے ایک ہی اسٹریچر پر، کیونکہ لاشیں بہت ہیں اور اسٹریچر کم۔

یہ ایک خوبصورت جیتے جاگتے بچے کی تصویر ہے جس نے اپنے ہاتھ میں ایک پلے کارڈ اٹھا رکھا ہے، جس پر درج ہے کہ ''انا احمد'' میں احمد ہوں۔ فلسطینی ہوں۔ مسلمان ہوں۔ تو کیا اس دنیا میں مجھے زندہ رہنے کا حق نہیں۔ مجھے پرندے، پھول اور کھلونے پسند ہیں بم نہیں۔

تصویریں اور بھی بہت سی ہیں، دکھوں کا پورا البم ہے، لیکن اب نہ مجھ میں لکھنے کی تاب ہے اور نہ ہی میرے قلم میں۔ یہ میری چھوٹی سی کوشش ہے۔ عالم اسلام اور خاص کر پاکستان کے حکمرانوں اور عوام کے ضمیر کو جھنجھوڑنے کی۔ شاید تحریر کوئی تبدیلی نہ لائے، لیکن جس طرح ایک معصوم سی چھوٹی سی چڑیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے جلائی جانے والی بڑی نمرودی آگ کو بجھانے کے لئے اپنی حیثیت کے مطابق اپنی چونچ میں پانی بھر کر لائی تھی، اس طرح میں بھی اپنے قلم سے یہ چند الفاظ لکھ کر سرخرو ہونا چاہتا ہوں اپنے رب کے سامنے، کیونکہ میرے رب کے نزدیک اپنی حیثیت کے مطابق کی گئی کوششوں کا اجر ہے۔ (انشاء اللہ)

اسرائیلی حملوں میں 1500 فلسطینی بچے یتیم ہوئے

امریکی جریدے یو ایس اے ٹوڈے نے اپنی تازہ رپورٹ میں انکشاف کیا ہے کہ غزہ پر حالیہ حملے میں اسرائیلی افواج کی سفاکانہ کارروائیوں کے نتیجے میں 1500 سے زیادہ فلسطینی بچے یتیم ہوئے ہیں۔ غزہ میں عالمی امداد سے چلائے جانے والے یتیم خانے ''العمل'' کے ڈائریکٹر کا کہنا ہے کہ 6 سال کی قلیل مدت میں اسرائیل کے غزہ پر گزشتہ حملوں میں 600 فلسطینی بچے یتیم ہوئے تھے، لیکن حالیہ 50 روزہ جارحیت میں اسرائیلی فوج کی بربریت عروج پر پہنچ گئی جس کے نتیجے میں ایسے 2800 فلسطینی شہری بھی شہید ہوئے جن کے 1500 بچوں کا اب اس دنیا میں کوئی سرپرست نہیں ہے۔ لہٰذا اقوام متحدہ کے حکام اور فلسطینی قیادت کے رابطوں کے بعد ان ڈیڑھ ہزار سے زیادہ یتیم بچوں کو ''العمل'' کی نگرانی میں دیا جائے گا جہاں ان کی دلجوئی کے ساتھ ان کی پرورش اور تعلیمی ضروریات پوری کی جائیں گی۔ واضح رہے کہ لاطینی امریکی ممالک بولیویا، برازیل اور ایکواڈور کے حکام نے فلسطینی قیادت سے رابطہ کر کے پیشکش کی تھی کہ اسرائیلی بربریت کے نتیجے میں یتیم اور معذور ہو جانے والے تمام فلسطینی بچوں کی دیکھ بھال، علاج اور پرورش کے تمام اخراجات وہ ادا کرنے کو تیار ہیں، جس پر فلسطینی قیادت نے ان کا شکریہ ادا کیا ہے۔ واضح رہے کہ یتیم ہونے والے فلسطینی بچوں کی عمریں 2 ماہ سے 15 سال تک ہیں۔

سنو......!

تم روزے رکھ رہے ہونا

اذان کی صدا پر افطاری کر رہے ہونا

سنو......!

ہم پر میزائل برس رہے ہیں

تمہیں کوئی تکلیف تو نہیں ہے؟؟

ہماری سحری وافطاری گولیوں سے ہورہی ہے

ہمارے بچے تڑپ تڑپ کر جان دے رہے ہیں

سنو......!

اے ایمان والو......!

اے صلاح الدین ایوبی کے جانشینو......!

تمہیں کوئی تکلیف تو نہیں؟؟؟

ارض مقدس کے کئی شہر کھنڈرات میں تبدیل ہو چکے ہیں، سینکڑوں ماؤں کی گودیں اجڑ چکی ہیں، سینکڑوں خواتین بیوہ ہو چکی ہیں۔ متعدد خواتین دہشت گرد ریاست کے بے رحم بموں کی نذر ہو چکی ہیں۔ معصوم بچوں کے لاشے اس قدر چھلنی ہیں کہ انسان ایک کے بعد دوسری نظر نہیں دیکھ سکتا۔ آج اسرائیلی دہشت گردی کا شکار مسلمان ملک فلسطین کے اسپتال اور گلیاں نعشوں اور زخمیوں سے بھرے پڑے ہیں، کئی تو اپنے ہی آشیانوں کے ملبے تلے دب گئے۔ مائیں اپنے لختِ جگروں کی تلاش میں دھاڑیں مار مار کر رو رہی ہیں، جب نظر پڑی تو کسی ماں پر جو اپنے لختِ جگر کو سینے سے لپٹائے بین کر رہی ہے تو کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ یہ صورت حال اس وقت اور زیادہ سینے کو چھلنی کر دیتی ہے جب ایک عام اور بے بس مسلمان اپنے بھائیوں کے قتلِ عام پر مسلم حکمرانوں کی بے حسی دیکھتا ہے۔

دجال کے سپاہی یہودیوں کے ہاتھوں شہید ہونے والے فلسطینی بچے

اسرائیلی جنگی جہاز فلسطینیوں پہ بموں اور میزائلوں کی بارش کرنے لگے۔ اس بار دانستہ ان گھروں کو نشانہ بنایا گیا جہاں معصوم بچے اور عورتیں مقیم تھیں۔ سو ایسے روح فرسا واقعات نے جنم لیا جن کی تفصیل پڑھتے ہوئے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ تب ہر ذی شعور سوچتا ہے کہ انسان اتنا شقی القلب اور ظالم کیسے ہوسکتا ہے؟ بموں، میزائلوں اور کنکریٹ کے ٹکڑوں نے بیسیوں بچے شہید کر ڈالے اور سینکڑوں زخمی ہوئے۔

غزہ کے اسپتال شہداء اور زخمیوں سے بھر گئے۔ ڈاکٹروں اور نرسوں کو اتنی فرصت نہ ملتی کہ سر کھجا سکیں۔ 17 جولائی کی رات الشفاء اسپتال میں 5 شہید اور 10 زخمی لائے گئے...... اور یہ سب ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کا بھرا پڑا گھر اسرائیلی بموں نے تباہ کر ڈالا تھا۔

محمد ملکۃ غزہ کی ایک معصوم کلی جو اسرائیل کے جیٹ طیارے کا نشانہ بن گئی!

رفح پر اسرائیلی گولہ باری سے شہید ہونے والے **3** شیر خوار بچے۔ اسرائیلی درندگی اب تک **300** سے زائد بچوں سمیت **1700** کے قریب فلسطینیوں کی جان لے چکی ہے۔
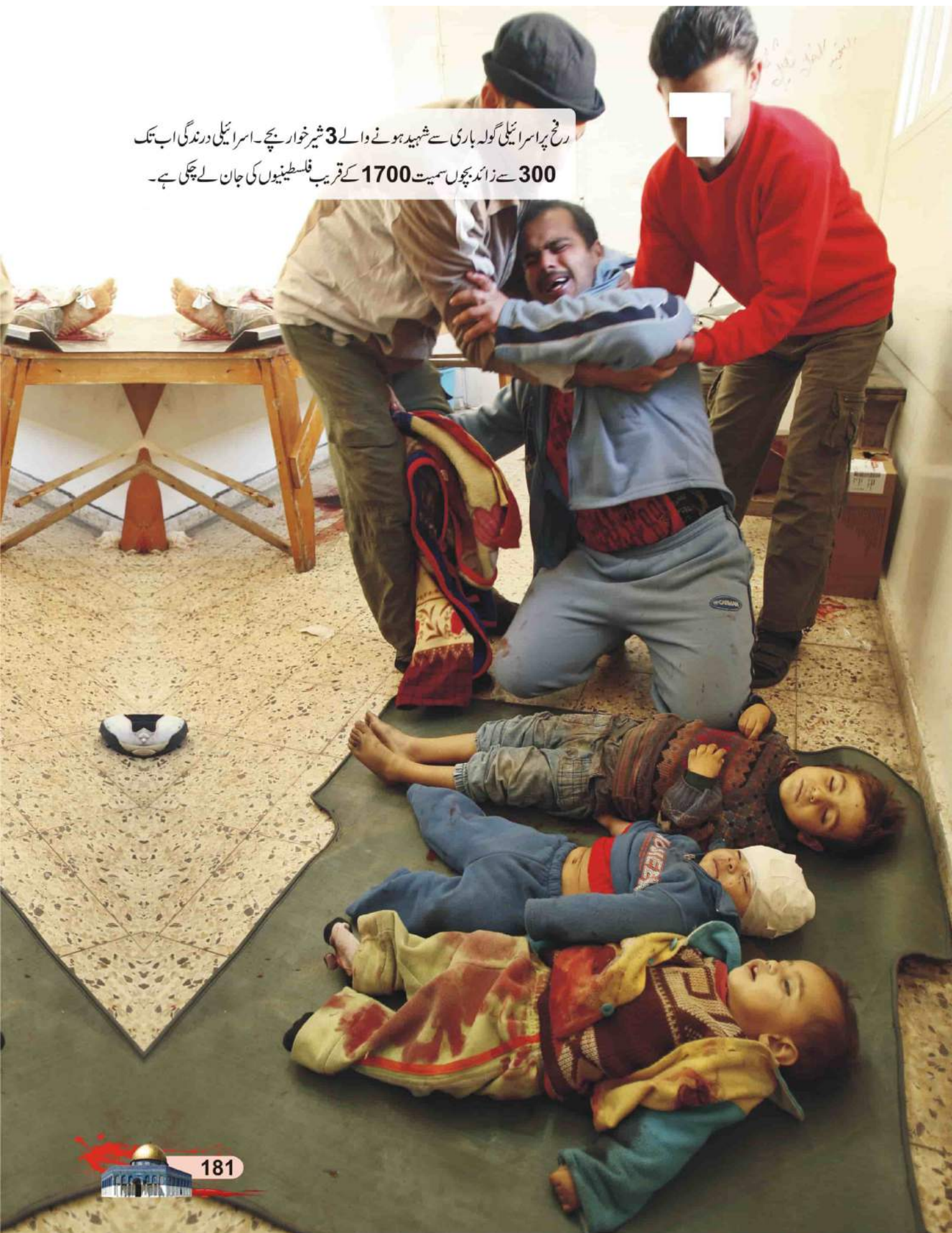
یہ غزہ میں کیا ہورہا ہے......؟ معصوم بچوں کے لاشے بکھرے پڑے ہیں۔ کسی کا سرنہیں، کسی کا دھڑنہیں، کسی کی ٹانگیں غائب...... ماؤں کی آنکھیں پتھر کی ہوگئی ہیں۔ باپ ان لاشوں سے لپٹ لپٹ کر رورہے ہیں۔ یہ غزہ میں کیا ہورہا ہے؟ یہ قیامت کون ڈھا رہا ہے؟ ان معصوم اور نہتے لوگوں کا دشمن کون ہے؟ کیا اسرائیل ان لوگوں کا دشمن ہے یا پھر وہ عرب مما لک جو بڑے سکون سے یہ سب کچھ ہوتا ہوا دیکھ رہے ہیں؟ یا پوری امت مسلمہ کہ جس کے لب سلے ہوئے ہیں؟ سوشل میڈیا بھی بھرا ہوا ہے۔ سب لوگ دعا کے لیے کہہ رہے ہیں۔ کیا ہم لوگ دعا کے علاوہ کچھ بھی نہیں کر سکتے؟ افسوس! جب وقت قیام آتا ہے تو ہم سجدے میں چلے جاتے ہیں۔

اگست 2014ء میں ہونے والے حملے میں ایک گھر کے اندر 4 بھائی زخمی ہوگئے۔ جن کی عمریں 3 تا 10 برس کے درمیان تھیں۔ دو بچوں کو زیادہ چوٹیں نہیں لگیں، مگر بقیہ شدید زخمی تھے۔ سب سے بڑے کے سر میں بم کے ٹکڑے نے گہرا گھاؤ ڈال دیا تھا۔ گھاؤ سے مسلسل خون نکل رہا تھا۔ مگر وہ اپنی تکلیف بھول کر چیخے جا رہا تھا:

''میرے بھائی کو بچاؤ، میرے بھائی کو بچاؤ۔''

3 سالہ چوتھے بھائی کا نازک بدن بھی زخم زخم تھا۔ بموں اور کنکریٹ کے ٹکڑوں نے جگہ جگہ سے اس کا نازک جسم چھید ڈالا تھا۔ یہ ضروری تھا کہ فوراً اس کا علاج کیا جائے۔ ورنہ زہر بدن میں پھیل کر اس کی جان خطرے میں ڈال دیتا۔

وہ معصوم صورت بچہ شدید تکلیف میں مبتلا ہونے کے باوجود مسلسل کہے جا رہا تھا:

''مجھے ابا کے پاس جانا ہے، مجھے ابا کے پاس جانا ہے۔''

حتیٰ کہ بچے نے اس شخص کی آغوش چھوڑنے سے انکار کر دیا جس نے اسے سنبھال رکھا تھا۔ آدمی نے بہ مشکل تمام بچے کو آپریشن تھیٹر پہ لٹایا۔ بچہ بضد تھا کہ اسے ابو کے پاس جانا ہے، جو جام شہادت نوش کر چکے تھے۔

اسرائیلی حملے کے بطن سے جنم لینے والی بے بس فلسطینیوں کی دیگر الم ناک داستانیں بھی سر تا پا سنسنی دوڑا دیتی ہیں۔ بے رحم اسرائیلیوں نے اس بار پورے کے پورے 70 فلسطینی خاندان صفحہ ہستی سے مٹا ڈالے۔ یہ خاندان 4 تا 21 افراد پر مشتمل تھے۔ چند ہفتے قبل وہ ہماری طرح سانس لیتے، کام کرتے اور خوشیوں وغموں سے گزرتے تھے......اور اب ان کا نام ونشان ہی مٹ چکا۔

وہ غزہ جہاں سب سے بے قیمت چیز مسلمان کا لہو ہے...... وہ غزہ جہاں بارود کی بارش خوبصورت پھولوں جیسے بچوں کو چیتھڑوں میں تبدیل کر رہی ہے......

دُکھی داستان

ایک اسرائیلی بچہ فلسطینی بچے سے یوں کہتا ہے: میرا باپ کہتا ہے کہ تم لوگ دہشت گرد ہو۔ فلسطینی بچہ کہتا ہے میں نے اپنے باپ سے یہ الفاظ کبھی نہیں سُنے کیوں کہ تم لوگوں نے اُسے مار دیا تھا۔

ایک مظلوم ماں اپنے جگر گوشوں پر آنسو بہا رہی ہے
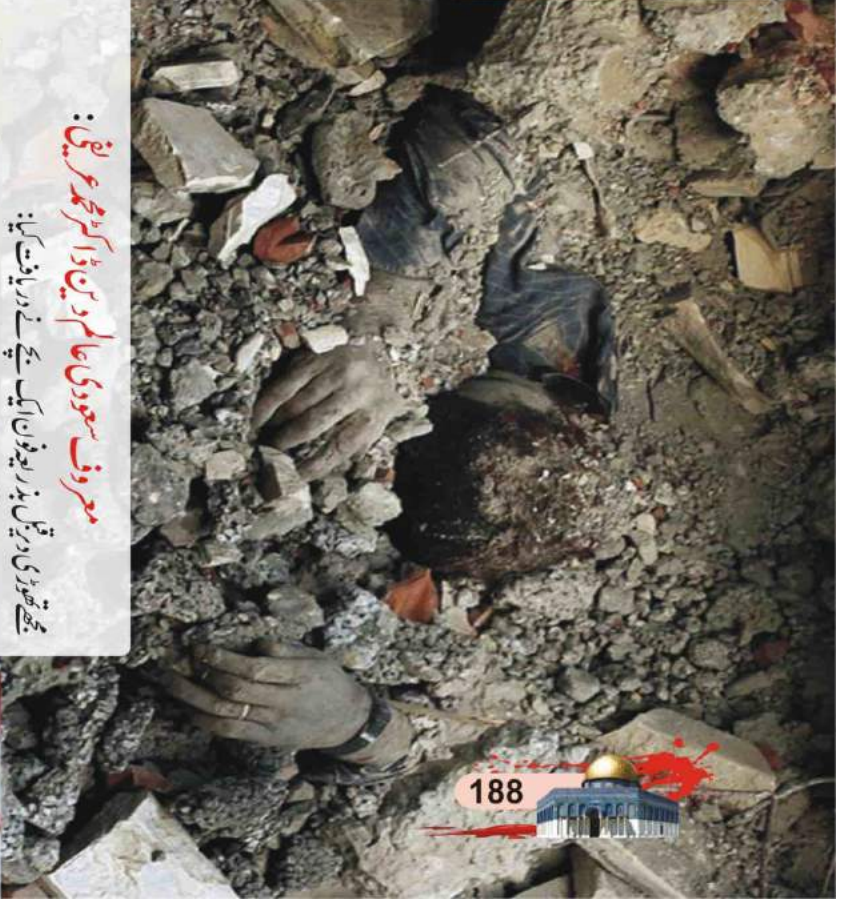
معروف سعودی عالم دین ڈاکٹر محمد عریفی:

مجھے تھوڑی دیر قبل بذریعہ فون ایک بچے نے دریافت کیا:

میں آپ کا بیٹا بات کر رہا ہوں، میرا نام محمد ہے اور میری عمر 11 سال ہے۔ میرا آپ سے سوال یہ ہے کہ اسرائیلی راکٹ گرنے کے نتیجے میں میرے منہ میں جو غبار، دھواں اور راکھ جاتی ہے اس سے میرا روزہ ٹوٹ تو نہ جائے گا؟ (عطاء سراجی)

قافلۂ درد کا کم سن مسافر سو گیا!

یہ غزہ کا حمزہ ہے۔ پناہ گاہ پر 500 پاؤنڈ وزنی بم گرا تو یہ ملبے تلے دب گیا۔ جن کی گود میں پھول کی طرح کھلا تھا، انھی کے ساتھ پیوند خاک ہوگیا۔ کم سن بچوں، عورتوں اور بے گناہوں کے قتل عام میں اسرائیل کے ساتھ ساتھ سعودی حکومت اور امارات بھی شریک ہیں۔ جنہوں نے مصر میں جنرل سیسی کو بھی قتل عام کا کھلا لائسنس دیا تھا۔

غزہ کی معصوم جانوں کے قاتل نیتن یا ہو، شاہ عبداللہ، جنرل سیسی اور خلیفہ بن زید النہیان ہیں۔ ان سب پر جنگی جرائم کا مقدمہ چلنا چاہیے۔ یہ سب واجب سزا ہیں۔

معصوم حمزہ نے ابھی زندگی کی چند بہاریں دیکھی تھیں۔ آپ کے گھر میں بھی کوئی نہ کوئی حمزہ ہوگا۔ غزہ کے حمزہ کے لئے نہیں تو اپنے حمزہ کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ خاموشی کا وقت نہیں اب درگزر قیامت ہے۔ اٹھیں اور احتجاج کریں۔

ایک مظلوم باپ اپنے شہید لخت جگر کو گود میں لئے رو رہا ہے

ضبط کا حوصلہ نہیں باقی.......!
یہ غزہ کا ننھا شہید حذیفہ ہے۔ کوئی آنکھ نہیں جو اسے دیکھ کر اشک بار نہ ہو۔ لیکن مسلمان حکمراں عید میں مگن ہیں۔ بے غیرتی کو سر کا تاج بنانے والے جن حکمرانوں کی شہ پر اسرائیل ننھے بچوں کا قتل عام کر رہا ہے، ان کو ان بچوں کی قیمت ادا کرنی ہوگی۔

بولتے کیوں نہیں میرے حق میں
آبلے پڑھ گئے ہیں زباں میں کیا۔۔

تمام مذہبی اور سیاسی جماعتوں کو بھی سانپ سونگھ
گیا ہے۔ کسی میں ہمت نہیں کہ اس درندگی پر آوا
ز بلند کرے۔ سوائے چند کے کسی کو توفیق نہ ہوئی کہ وہ
غزہ کے حق میں بولے۔ یہ بے حسی اپنی قیمت وصول
کرے گی اور ایسے لوگوں کو آگے لے آئے گی، جو
بات چیت کے بجائے بندوق پر یقین رکھیں گے۔

اسرائیل کے صیہونی حکمرانوں نے 60 سال سے فلسطینیوں کا جینا حرام کر رکھا ہے۔اب تک لاکھوں فلسطینی شہید کیے جا چکے ہیں، ہزاروں عقوبت خانوں میں ہیں، فلسطینیوں کا کوئی گھر ایسا نہیں جو اسرائیلی ظلم وستم کا نشانہ نہ بنا ہو۔غزہ کی ناکہ بندی سے 15 لاکھ فلسطینی فاقوں پر مجبور ہیں۔اسرائیل کی حالیہ بمباری سے 245 سے زائد معصوم بچے شہید ہوئے۔ان کی یہ لاشیں، انسانی حقوق کے عالمی ٹھیکیداروں سے زبان حال سے پوچھ رہی ہیں: ''ہمارا جرم کیا تھا؟''

غزہ میں رضا کارانہ طور پر خدمات سرانجام دینے والے نارویجین ڈاکٹر میڈز گلبرٹ نے الشفاء اسپتال میں سینکڑوں فلسطینی بچوں کے لاشوں کی تصاویر بناتے ہوئے کہا: ''خدا کے واسطے مجھے بتایا جائے کہ کیا یہ بچے دہشت گرد ہیں؟'' ان کے بقول ''میں نے اپنی پوری زندگی میں کبھی اتنا خون نہیں دیکھا ہے۔'' گلبرٹ نے اقوام متحدہ، بارک اوباما اور یورپی ممالک کو اس نسل کشی کا ذمہ دار قرار دیا۔

اسرائیلی فوج فلسطین کی سرزمین پر ناحق خون بہا رہی ہے اور آسمان سے مستقل آگ برسا رہی ہے، اسرائیلی دن رات نہتے فلسطینیوں کے بہیمانہ قتل عام میں مصروف ہیں۔ ان کے گھر بار چھین لینے اور تباہ و برباد کرنے کے باوجود اسرائیل کی جارحیت کی آگ ٹھنڈی ہونے میں نہیں آرہی، اس ظلم وستم کا سب سے زیادہ نازک اور دہشت ناک پہلو یہ ہے کہ اسرائیل نے غزہ پر مستقل محاصرے کے ذریعے معصوم فلسطینیوں کو ان کے گھروں سے لے کر پناہ گزین کیمپوں تک کو ایسے عقوبت خانے میں تبدیل کر دیا ہے جو دنیا میں جہنم کا نمونہ بنے ہوئے ہیں۔

ماں جو اپنے بچے کی ہلکی سی خراش لگنے پر خود تکلیف محسوس کرتی ہے فلسطین کی اس ماں کے احساسات کیا ہونگے جس کی گود میں اسکا بچہ دم توڑ رہا ہو؟

اسرائیلی درندگی کا ایک اور ثبوت ۔ نوزائیدہ بچی کو بھی بمباری کا نشانہ بنا ڈالا
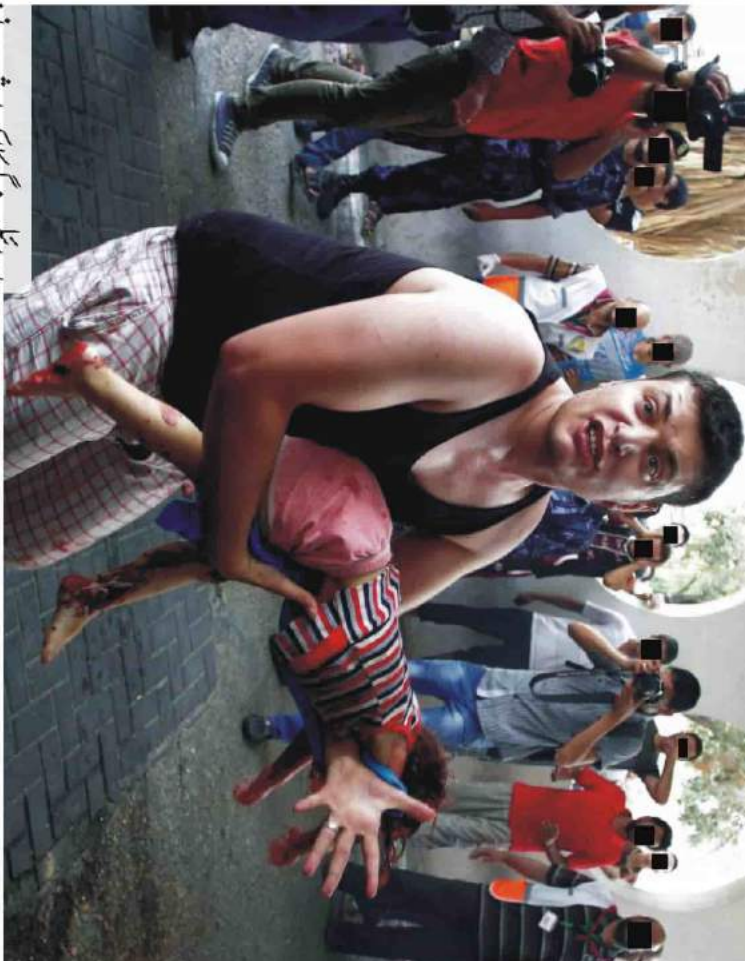
ایک اندازے کے مطابق پوری دنیا میں 1.6 بلین مسلمان رہتے ہیں، جو کہ دنیا کی آبادی کا 23.4 فیصد ہے، جبکہ دنیا میں 13.9 ملین یہودی رہتے ہیں جو کہ دنیا کی آبادی کا صرف 0.2 فیصد ہیں...... مسلمانوں کے پاس کیا نہیں؟

افواج، ہتھیار، تیل، زمین، پانی اور افراد سب کچھ تو ہے پھر بھی...... آخر کیا وجہ ہے کہ آج کا مسلمان اپنے نہتے فلسطینی بہن بھائیوں اور معصوم بچوں پر ظلم ہوتا دیکھ کر کیوں خاموش ہے؟

ایک فلسطینی شخص اسرائیلی بربریت کا نشانہ بننے والے معصوم بچے کی لاش اٹھائے مسلم امہ کی غیرت کو للکار رہا ہے۔
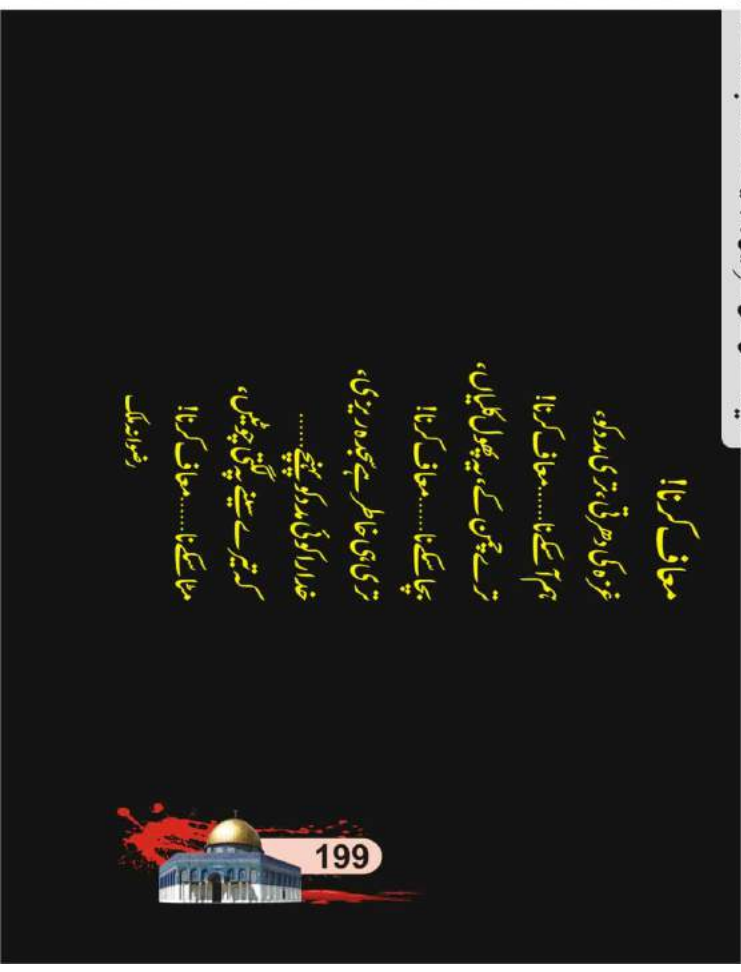
معاف کرنا!

غزہ کی دھرتی، تری مدد کو،
ہم آسکے نا...... معاف کرنا!
ترے چمن کے، یہ پھول کلیاں،
بچا سکے نا...... معاف کرنا!
تری ہی خاطر ہے سجدہ ریزی،
خدارا کوئی مدد کو پہنچے......
کہ تیرے سینے پہ لگتی چوٹیں،
مٹا سکے نا...... معاف کرنا!

رضوانہ ملک

وہ معصوم بچہ دو سال کا ہوگا، اس کی ننھی ہتھیلی سے مڑی تڑی انگلیاں اسرائیلی سپاہیوں سے اپنا باپ مانگ رہی تھیں۔ فلسطین کے اس ننھے بچے کی تصویر کو ہم لوگ شیئر کر رہے ہیں، ہم یہی کچھ کر سکتے ہیں، یہودیوں کی ہی بنائی گئی سوشل میڈیا کی ویب سائٹوں پر کور فوٹو بنا لینا شیئر کر دینا اور جہاں زیادہ کیا تو کمنٹ کر دینا، یعنی ایمان کے یہ 3 حصے ہم نے بانٹ لئے ہیں: طاقتور حصہ کور فوٹو بنا لینا، اس سے کم تر کمنٹ کر دینا اور کمزور ترین لائیک کر دینا ہے۔ ہم نے اپنے ایمان کو کچھ اس طرح تقسیم کر لیا ہے۔ اس معصوم بچے کو صرف اتنا پتہ ہے کہ اس کی رونق اس کا باپ اس سے دور لے جایا جا رہا ہے۔ آج اس کے باپ کو اس سے جبراً دور کیا جا رہا ہے۔ آج کسی نے ظالم کا ہاتھ نہیں روکا۔ تمام انسانی حقوق کی تنظیمیں خاموش تماشائی بنی کھڑی ہیں۔

اسرائیل جنگی آپریشن میں ناکام ہوگیا۔ وہ پسپا ہو چکا ہے۔ لیکن اپنے پیچھے ہزاروں بے گناہ مقتول اور زخمی چھوڑ گیا ہے۔ سارا غزہ ملبے کا ڈھیر ہے۔ ہر گھر کراہ رہا ہے۔
لیکن غزہ آج بھی سربلند ہے۔ اس نے یہودی افواج کو ناکوں چنے چبوا دیئے ہیں۔ اسرائیلی دستے غزہ میں داخل ہونے کی ہمت نہ کر سکے۔ غزہ نے سارے عالم اسلام کے منہ پر بے عملی کا جوتا کھینچ مارا ہے۔ لیکن اب بھی وقت ہے۔ غزہ کی مدد کیجیے۔ اس کے زخم ٹھیک کرنے میں اس کا ساتھ دیجئے اور اسے اپنے پیروں پر دوبارہ کھڑا کر دیجئے۔ کیونکہ غزہ ناقابل تسخیر ہے۔

ہر ایک بوند رنگ یقیناً دکھائے گی
پانی نہیں ہے کوئی فلسطین کا لہو
غیاؔث انور شہودی

کیا آپ اپنے لختِ جگر کو اس حال میں دیکھ سکتے ہیں؟ اگر نہیں تو ذرا سوچئے...... کیا رسول ﷺ نے فرمایا تھا کہ تمام مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں

مسلمان تمہیں کیا ہوگیا ہے؟

اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو فریاد کررہے ہیں کہ اے ہمارے رب، ہم کو اس بستی سے نجات دلا جہاں کے رہنے والے (ہم پر) ظلم کرر ہے ہیں اور اپنی طرف سے ہمارا کوئی حامی اور مددگار کھڑا کردے (النساء)

کیسے لبھائے گا میرے لہو کا واویلا؟

یہ مصطفیٰ ہے۔ غزہ کے ایک دکاندار کا بیٹا۔ مصطفیٰ ابو زید اپنے باپ کی دکان کے سامنے کھیل رہا تھا کہ اسرائیلی بمبار طیاروں نے حملہ کر دیا۔ ایک بے رحم راکٹ نے دکان کو نشانہ بنایا اور خاک ہو گیا۔

مصطفیٰ جیسے سینکڑوں پھول ٹوٹ چکے ہیں۔ اسرائیلی فوجی لہو چاٹنے والے آتشیں ہتھیاروں سے انہیں نشانہ بناتے ہیں اور وہ بن کھلے مرجھا جاتے ہیں، لیکن ایک ارب مسلمان تماشہ دیکھ رہے ہیں۔ سعودی عرب، امارات اور مصر نے غزہ کو بھسم کرنے والی جو آگ بھڑکائی ہے، اس پر آہ کرنے کی اجازت بھی نہیں۔ سعودی عرب کے سرکاری مفتی نے غزہ کے شہیدوں کی حمایت میں ریلی نکالنے کو بھی حرام قرار دے دیا ہے۔

ایک بدنصیب باپ غزہ کے شفاء اسپتال میں اپنے جگر گوشے کی لاش پر نوحہ کناں ہے۔ اب تک سینکڑوں فلسطینی بچے اسرائیلی بربریت کا نشانہ بن چکے ہیں۔ انسانی حقوق کے نام نہاد علمبردار مسلمانوں کے قتل عام پر خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں۔

یہودی بھیڑیوں کا نشانہ بننے والے ایک معصوم فلسطینی کی لاش پر رشتہ دار خواتین غم سے نڈھال ہیں۔ 2000 سے زائد بچے اور بے گناہ مسلمانوں کی شہادت کے بعد بھی مسلم امہ سوئی ہوئی ہے۔ نہتے فلسطینی مسلمان حکمرانوں کی اخلاقی امداد سے بھی محروم۔

ہماری روحیں اس بات کا ماتم کرتی رہیں گی کہ تم اپنے زندہ ہونے کا ثبوت نہ دے سکے ایک فلسطینی

غزہ کے سردخانوں میں جگہ نہ ہونے کے باعث معصوم شہداء کو آئس کریم ڈیپ فریزر میں رکھا جا رہا ہے۔

ابھی تک ہم سمجھتے رہے کہ اسرائیل غزہ پر قابض ہے۔اب پتہ چلا اسرائیل تمام
عرب پر قابض ہے،سوائے غزہ کے صرف ایک غزہ آزاد ہے!!

شیطان کے پیروکار اسرائیل کے حملوں میں شہید فلسطینی بچوں کی لاشیں ایک فٹ پاتھ کے ساتھ قطار سے رکھی ہوئی ہیں۔اب تک **1850** سے زائد افراد شہید کیے جا چکے ہیں، جن میں بچوں کی تعداد **800** تک جا پہنچی ہے۔

5 سالہ بچہ اپنے ہی خون میں لت پت نیچے گر گیا۔ اسرائیلی فوجی کا نشانہ بے خطا تھا۔ القدس کی سرزمین پر ایک اور شہید کا گرما گرم لہو بہہ گیا، مگر اس شہید کو تو اپنے جرم کا بھی پتا نہیں تھا۔ وہ تو اپنے بھائی کے کندھے پر سوار ہو کر آیا تھا۔ جب بھائی نے اس کے ہاتھ میں پتھر تھمایا تو وہ اس کا مقصد بھی نہ سمجھ سکا۔

فلسطینی بچوں کی ایک احتجاجی ریلی کا منظر تھا۔ اسکول کے ان چھوٹے چھوٹے بچوں نے ہاتھوں میں غلیلیں اور پتھر اٹھائے تھے۔ اسرائیلی فوجیوں کو بچوں کی یہ حرکت ایک آنکھ نہیں بھائی۔ دور کھڑی ماں بھی اپنے بیٹے کا احتجاج دیکھنے آئی تھی۔ گولی کی آواز سنتے ہی وہ دیوانہ وار بھاگی۔ اس کی آہوں، سسکیوں اور دہائیوں سے القدس کے پتھروں کے بھی اشک جاری ہوئے ہوں گے۔

منظر بدلتا ہے، مگر اب کف قاتل میں بندوق اور اس کے مقابل حوا کی ایک ننھی بیٹی ہے۔ اسرائیلی فوج کی فائرنگ سے سہمی، ڈری اور سمٹی سمٹائی ایک بہن۔ اسرائیلی فوجی اس کے سامنے آتا ہے۔ اپنی گن سیدھی کرتا ہے۔ اگلے ہی لمحے ایک اور فلسطینی بہن سرخ پوشاک اوڑھے افق کا اک رنگ ہو جاتی ہے۔

الحاج بشیر کے خاندان کی کتھا بھی اشکوں سے لبریز ہے۔ وہ اپنی بوڑھی بیوی، نوجوان بیٹے اور نو بیاہتا بہو کو لیے حج کے ارادے سے نکلا۔ غزہ سے

نکلتے ہی پہلے چیک پوائنٹ پر انہیں روک لیا گیا۔ پورے خاندان کو ایک کمرے میں قید کر دیا گیا۔ اگلے دن بوڑھے بشیر کو باہر لے جایا گیا اور پھر اس کی لاش ہی واپس آسکی۔ دو دن بشیر کا بیٹا حامد بھی تفتیش کے نام پر صیہونی غلام گردشوں کی نذر کر دیا گیا۔ ہفتہ بھر بمشکل گزرا ہوگا کہ حامد کی بیٹی کے پیٹ میں درد شروع ہوگیا۔ اسرائیلی درندوں نے اسپتال منتقلی کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ اس دکھیاری ماں نے کال کوٹھری کے فرش پر ہی اپنے پہلے بیٹے کو جنم دے دیا، لیکن شاید غموں کے کھیت میں دکھوں کی آبیاری تا حال جاری تھی۔ اگلے دن اسرائیلی وحشی کمرے میں داخل ہوئے۔ نئے مہمان "قیدی" کو دیکھ کر ان کی پیشانی پہ شکنوں کا جال مزید گہرا ہوتا گیا۔ ایک فوجی کی گن نے آگ اگلی اور یہ ننھا منا قیدی تمام جکڑ بندیوں سے آزاد ہو چکا تھا۔

یہودی بھیڑیوں کے ہاتھوں 1500 بچوں کی شہادت اور اقوام متحدہ کی خاموشی

اسرائیلی بمباری سے شہید غزہ کی ننھی پری کو آخری سفر کے لیے تیار کیا جا رہا ہے۔

فضائی حملے میں شہید ہونے والے معصوم بچوں کی لاشیں اسپتال میں پڑی ہیں۔

وہ غزہ جہاں کپڑے کم اور کفن زیادہ ہیں......آیئے اسرائیلی بربریت کے خلاف اپنے مظلوم فلسطینی بھائیوں کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کیجئے......

غزہ کا ایک مظلوم باپ اپنی ننھی پری کو قبر میں دفن کرنے کی تیاری کر رہا ہے

قبرستان کی طرف جانے والے غزہ کے مظلوم مسلمان

ننھے بچوں کے آنسو

دل دہلا دینا والا منظر، بچہ مسلسل روتا رہا یہاں تک کہ اس کو ماں کے قریب بٹھا کر چپ کرایا گیا، یہ ماں کے قریب بیٹھ کر ماں کے اٹھنے کا انتظار کر رہا ہے جب کہ وہ اسرائیلی مزائل حملے میں شہید ہو چکی ہے
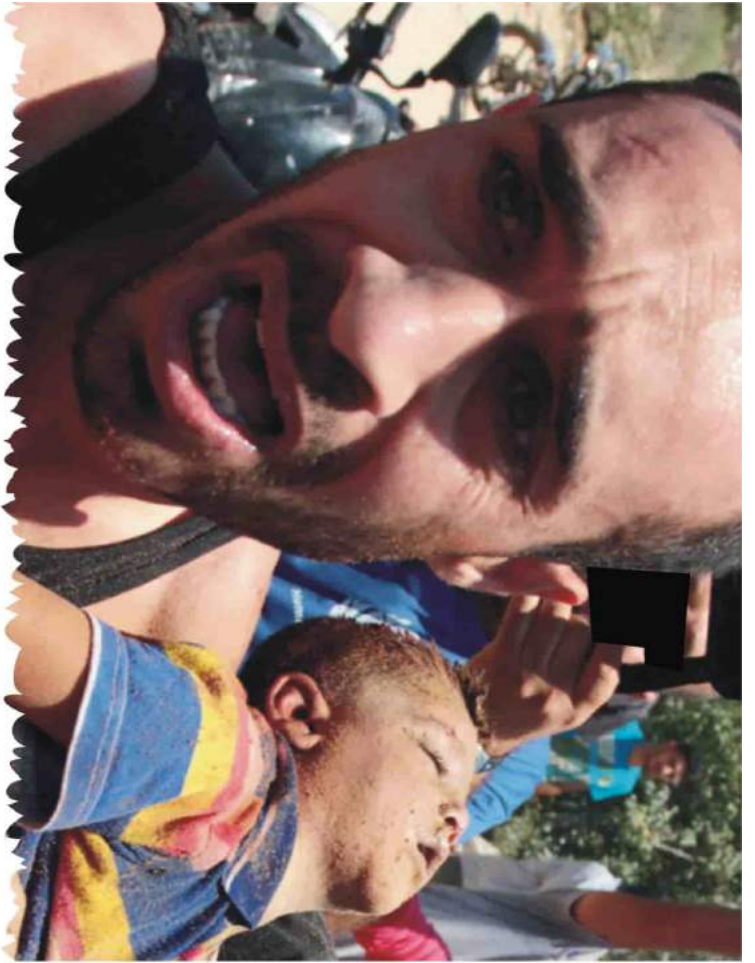
ایک فلسطینی، شہید بیٹے کے گال کا بوسہ لے رہا ہے۔

اسرائیلی بمباری کے خوف سے پناہ لینے والے معصوم بچے
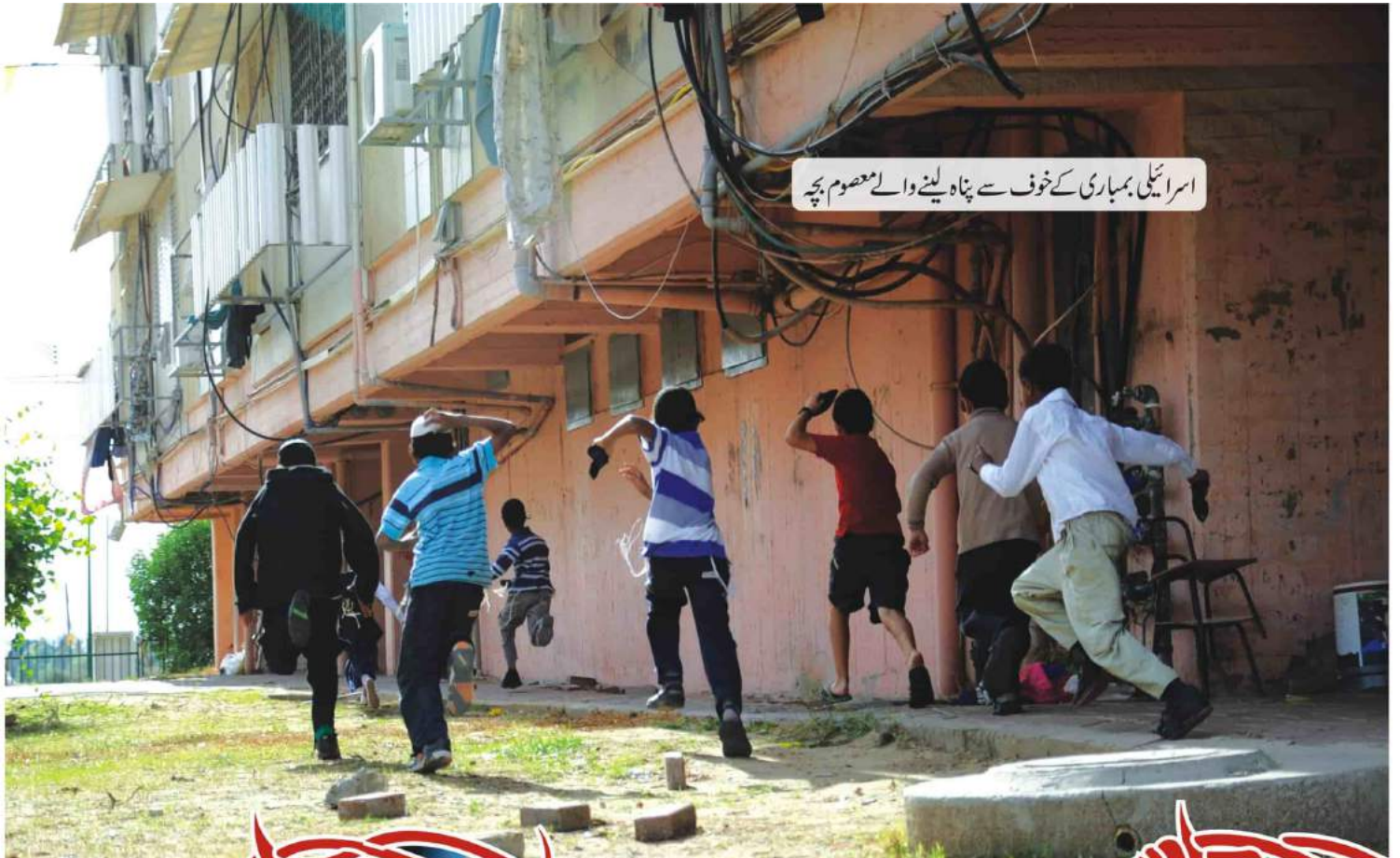
اسکول میں پناہ لینے والے معصوم بچے

غزہ میں صہیونی جارحیت سے 2 لاکھ 18 ہزار فلسطینی بے گھر ہوگئے۔ http://bit.ly/1rjtkqm اقوام متحدہ کی جانب سے جاری ایک تازہ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ وسط جولائی کے بعد غزہ کی پٹی پر مسلط کردہ اسرائیلی فوجی جارحیت کے نتیجے میں اب تک کم سے کم 2 لاکھ 18 ہزار فلسطینی باشندے اپنے گھر بار چھوڑنے پر مجبور ہو چکے ہیں۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ نقل مکانی کرنے والوں کو خوراک، ادویات، پینے کا صاف پانی اور موسم کی ضروریات کے حوالے سے سنگین مشکلات کا سامنا ہے۔

غزہ پر اسرائیلی حملوں کے دوران ایک عورت کے گھر بیک وقت پیدا ہونے والے 4 بچے
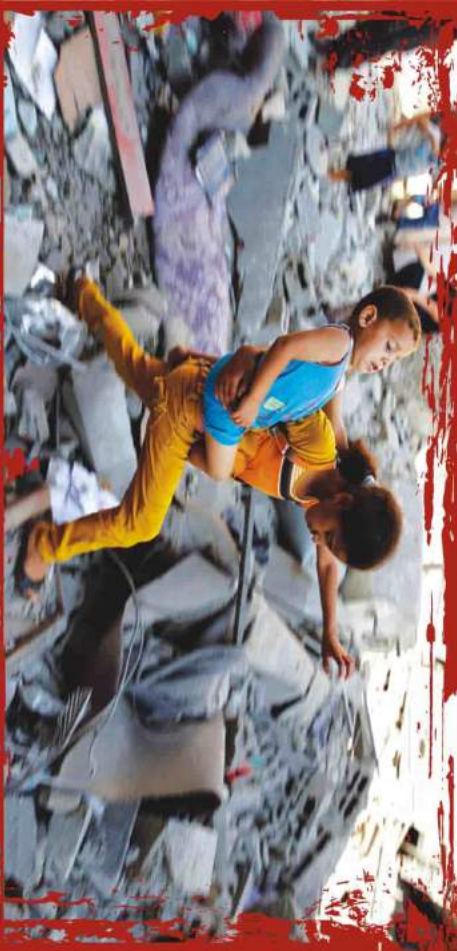
غزہ کے معصوم بچے تباہ ہونے والے مکانات سے کھلونے ڈھونڈ رہے ہیں۔
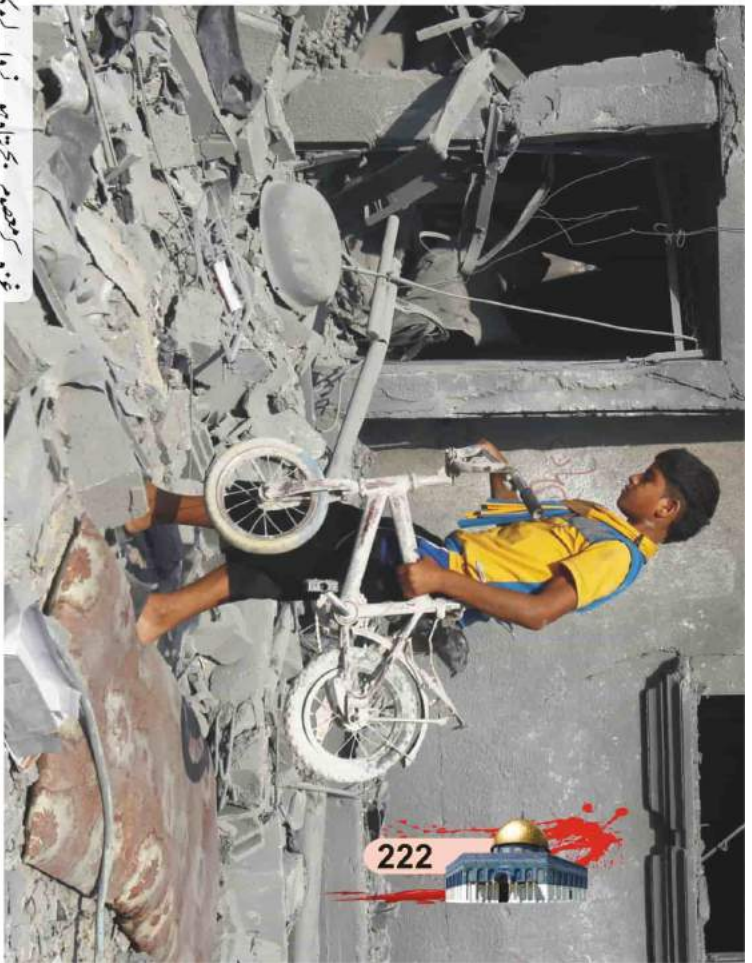
اسرائیلی بمباری اور معذور فلسطینی بچے

ادھر ترک جریدے ڈیلی زمان ٹوڈے نے انکشاف کیا ہے کہ اسرائیلی فوج کے پلاننگ ڈویژن نے فلسطینی شہریوں کو ٹارگٹ کرنے کے لئے پلان حملے سے پہلے ہی بنالیا تھا۔ واضح رہے کہ اسرائیلی فوج کی بمباری کے نتیجے میں 11,000 سے زیادہ لوگ شدید زخمی ہوئے ہیں، جن میں معذوروں کا تناسب 40 فیصد بتایا جاتا ہے۔ اسرائیلی کارروائیوں کے نتیجے میں فلسطینیوں کے 50 فیصد گھر تباہ ہو چکے ہیں۔ جبکہ پانی، سیوریج اور دیگر شہری انفرااسٹرکچر بھی اسرائیلی افواج کا خاص نشانہ رہا۔

ترک خبر رساں ایجنسی اناطولیہ کا کہنا ہے کہ غزہ کے تباہ شدہ انفرااسٹرکچر کی تعمیر ومرمت کی مد میں 13 ارب ترکش لیرا (ترک کرنسی) کے اخراجات ہوں گے، جس کی فراہمی کے حوالے سے ترک حکومت قطر اور امارات سمیت تمام مسلم ممالک کے ساتھ قریبی رابطوں میں ہے۔ جبکہ 3 لاکھ سے زیادہ بچے نفسیاتی عوارض میں مبتلا بتائے جاتے ہیں، جن کا عالمی طبی ماہرین کی مدد سے نفسیاتی علاج کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ رپورٹ میں ایک 11 سالہ طالب علم، امیر حماد کا ذکر شامل ہے۔ امیر حماد کا کہنا ہے کہ ”میں اپنے والدین، دادا اور دادی کے ساتھ ناشتہ کررہا تھا کہ اسرائیلیوں نے ہماری بلڈنگ پر میزائل ماردیا۔ دھماکہ اتنا شدید تھا کہ میں کچھ دیر کے لئے بے ہوش ہوگیا۔ اوسان بحال ہوئے تو میں نے دیکھا کہ میرے دادا، دادی اور والدین اپنے خون میں نہائے ہوئے پڑے ہیں۔ جب لوگ اکٹھے ہوئے اور انہیں چیک کیا تو وہ شہید ہوچکے تھے۔“ ڈرا سہا امیر حماد اس وقت ایک مقامی این جی او کے پاس ہے۔ جلد ہی اسے غزہ کے ”العمل“ یتیم خانے میں بھیجا جائے گا۔

ترک میڈیکل تنظیموں اور فلاحی اداروں کا کہنا ہے کہ وہ غزہ کے یتیموں اور زخمی بچوں کو کبھی تنہا نہیں چھوڑیں گے۔ واضح رہے کہ ترکی اور قطر غزہ میں امدادی سرگرمیوں کے حوالے سے سب سے آگے ہیں۔ دوسری جانب العمل یتیم خانے کے ڈائریکٹر کا کہنا ہے کہ جلد ہی یتیم خانے کی نئی عمارت تعمیر ہوجائے گی جس میں 5,000 بچوں کی گنجائش ہوگی۔

(تحریر: احمد نجیب زادے)

کینیڈین حکومت معذور فلسطینی بچوں کی دشمن بن گئی

حقوق انسانی کا دشمن ملک کینیڈا فلسطینی بچوں کے علاج کی خاطر ان کی کینیڈا آمد کا مخالف ہوگیا۔ کینیڈین ڈاکٹرز، غزہ کے الشفاء ہسپتال اور مقامی تنظیموں کی جانب سے زخمی فلسطینی بچوں کو بغرض علاج کینیڈا لانے کی درخواست مسترد کردی گئی۔ کینیڈین وزیر خارجہ نے ایک ای میل پیغام میں تصدیق کی ہے کہ کینیڈین حکومت، غزہ میں اسرائیلی بمباری میں شدید زخمی فلسطینی بچوں کو ملک آمد کی اجازت نہیں دے سکتی۔ کینیڈین جریدے گلوبل نیوز کینیڈا کے مطابق حکومت نے ایک حکم نامہ کے تحت غزہ پر اسرائیلی بمباری میں شدید زخمی ہونے والے درجنوں فلسطینی زخمی معصوموں کے بغرض علاج کینیڈا لانے کی ممانعت کردی ہے اور جواز گھڑا ہے کہ بغیر ماں، باپ کے بچوں کو کینیڈا لانے سے بکھیڑا پھیلے گا۔ اس لئے کینیڈین حکومت زخمی فلسطینی بچوں کو اپنے ملک لاکر ان کا علاج کرنے کی اجازت نہیں دے سکتی۔

اس حوالے سے فلسطینی نژاد کینیڈین ڈاکٹر عزالدین ابولیث کا کہنا ہے کہ انہوں نے مقامی ڈاکٹروں اور اپنے ہسپتال کی مدد سے 100 شدید زخمی فلسطینی بچیوں اور بچوں کو غزہ سے لانے کی خاطر کینیڈین حکومت سے صرف اجازت نامہ اور ایک طیارہ مانگا تھا۔ علاج اور اس کے اخراجات نہیں مانگے تھے، لیکن اس کے باوجود کینیڈین حکومت نے انہیں منع کردیا ہے۔

(تحریر: احمد نجیب زادے)

دجال کے سپاہی یہودیوں کے ہاتھوں زخمی اور معذور ہونے والے فلسطینی بچے

غزہ کے شفاء اسپتال میں ایک زخمی بچہ درد سے کراہ رہا ہے

7 سالہ فلسطینی بچی جس کی والدہ بمباری میں شہید ہوگئی ہیں اور ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ اسے علاج کے لئے غزہ سے باہر لے جانا ہوگا، تمام دوستوں سے التماس ہے کہ اس بچی کی صحت کے لئے دعا کریں۔

زخمی ہونے سے پہلے کی تصویر

دوسروں کے غم کو اپنا غم سمجھنے والا مومن ہے

جمعۃ الوداع کے روز غزہ پر اسرائیلی حملے میں زخمی ہونے والی بچی کو باپ نے 18 روز سے سینے سے لپٹا رکھا ہے۔

فلسطینی بچہ پکار رہا ہے کہ اے دنیا کے مسلمانو اور مسلم افواج! تم کہاں ہو؟ ہمیں تم نے ان ظالموں کے حوالے کر دیا ہے جو ہمیں ذبح کرتے ہیں، قتل کرتے ہیں، کیا تم ہماری آواز سنتے ہو؟ معصوم کے آنسو آج کسی مسلم حکمران پر اثر نہیں کرتے۔۔!!
بس اللہ کی مدد و نصرت ہی اترے گی۔ ان شاء اللہ

غم زدہ باپ کا زخمی بچہ

زخموں سے چور فلسطینی بچی غزہ کے اسپتال میں درد سے کراہ رہی ہے۔ اسرائیلی درندگی کے شکار فلسطینیوں کو مصر کی جانب سے بھی کسی قسم کی دوائی یا خوراک کا آسرا نہیں ہے۔

اسرائیلی بمباری سے شہید اور زخمی ہونے والی بچیوں کو رضا کار اسپتال میں لے جاتے ہوئے
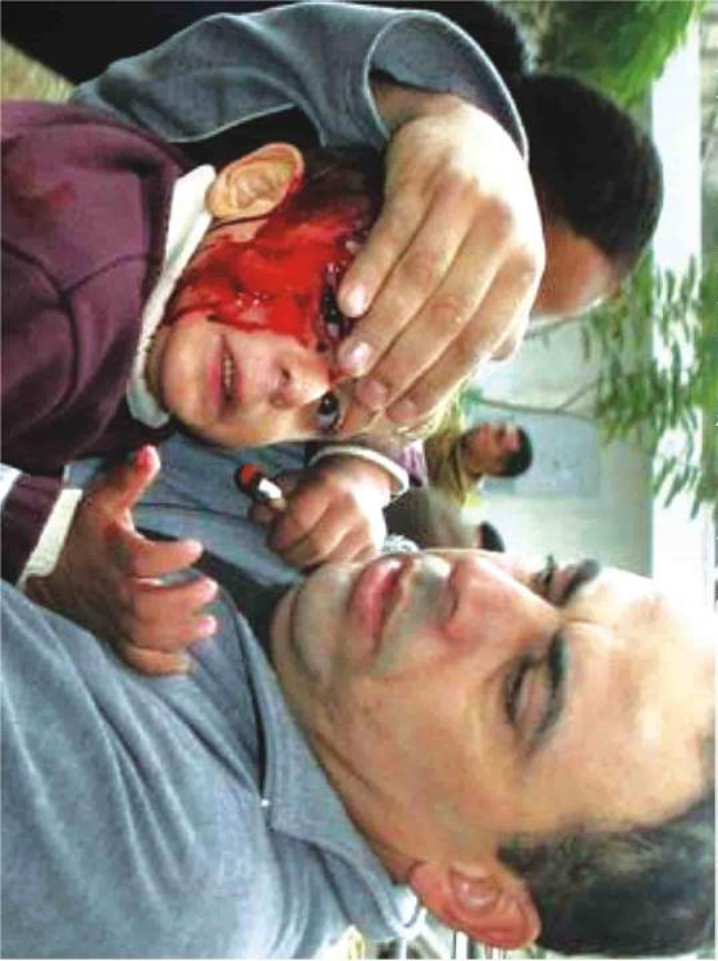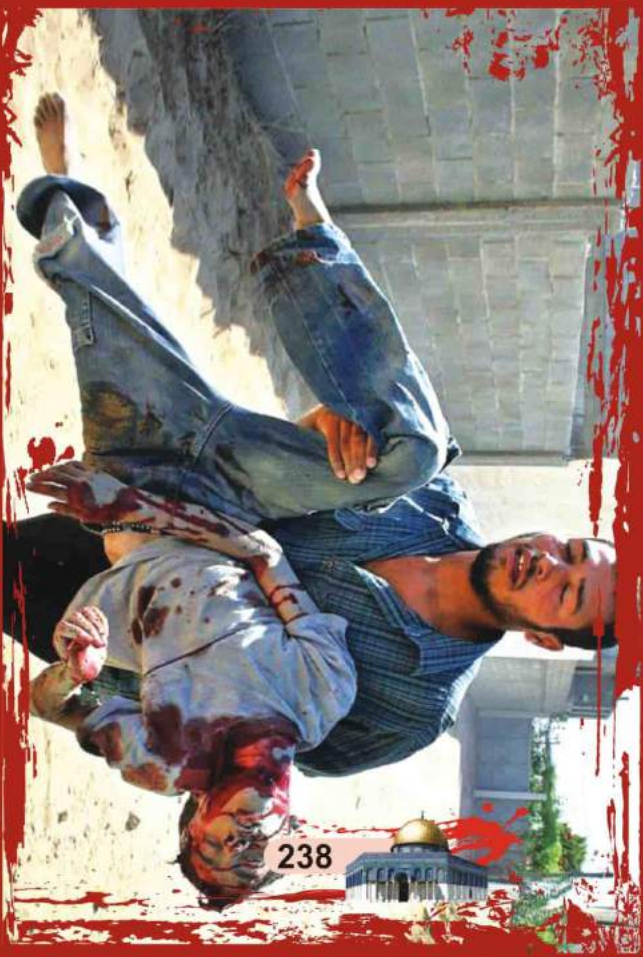
لاکھوں فلسطینی بچوں کو نفسیاتی علاج کی ضرورت

لاکھوں فلسطینی بچے وحشیانہ اسرائیلی بمباری کے خوف سے نفسیاتی عوارض میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ اقوام متحدہ کے عالمی ادارے کے شعبہ بہبود اطفال کے مطابق 50 روزہ تعلیمی تعطل کے بعد غزہ کے اسکولوں میں اتوار کو 5 لاکھ سے زیادہ بچے تعلیمی اندراج کرانے پہنچے۔ لیکن ان بچوں کی بیشتر تعداد نفسیاتی عوارض اور ڈپریشن کا شکار ہے۔ کیونکہ ان کے ذہن میں یہ خوف بیٹھا ہوا ہے کہ اسرائیلی فوج انہیں کسی بھی وقت فضائی بمباری کا نشانہ بنا سکتی ہے۔ اس لئے عالمی ادارے نے تعلیمی سلسلہ شروع کرنے سے قبل لاکھوں فلسطینی بچوں کا نفسیاتی علاج کرانے کا فیصلہ کیا ہے۔

مقامی جریدے ''فلسطینی کرونیکل'' نے ایک تازہ رپورٹ میں انکشاف کیا ہے کہ اسکول کے طلباء میں ایسے 10 ہزار بچے بھی شامل ہیں جو یتیم یا بیسر ہو چکے ہیں۔ ادھر غزہ میں 20 اسکول ایسے بھی ہیں جہاں اس وقت بھی ہزاروں فلسطینی پناہ گزین موجود ہیں۔ اقوام متحدہ کے مقامی اہلکاروں کا کہنا ہے کہ اسکولوں میں پناہ گزینوں کی موجودگی کے سبب 12 ہزار بچوں کا تعلیمی سلسلہ شروع نہیں ہوسکا ہے۔ فلسطینی وزارت تعلیم نے ایک بیان میں عالمی اداروں سے اپیل کی ہے کہ وہ غزہ میں اسرائیلی بمباری سے تباہ ہونے والے اسکولوں کی تعمیر نو میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ فلسطینی جریدے ''الیکٹرانک انتفاضہ'' کے مطابق فلسطینی بچوں کی نفسیاتی ٹریٹمنٹ کے حوالے سے اقوام متحدہ کے اہلکار کا کہنا ہے کہ اس سلسلے میں 200 نفسیاتی ڈاکٹرز کی خدمات حاصل کی گئی ہیں، جو فلسطینی بچوں کی نفسیاتی تربیت کے لئے تھیٹر اور آڈیو ویژل ٹیکنالوجی کا استعمال کریں گے۔

(تحریر: احمد نجیب زادے)

2500 بچے اسرائیلی فوجوں پر پتھر پھینکنے کے جرم میں قید ہیں

گزشتہ 60 سالوں میں 8 لاکھ فلسطینی مرد و زن شہید کیے جا چکے ہیں، جن میں 20 ہزار بچے ہیں۔ مغرب اور امریکہ کی اجتماعی کوششوں سے جنم لینے والی ناجائز اسرائیلی ریاست نے فلسطینی عوام کو کبھی بھی سکھ کا سانس نہیں لینے دیا۔

اسرائیلی وہ واحد قوم ہیں جن کے ہاں کم عمر بچوں کو جیلوں میں رکھنا اور ان کو کڑی سزا دینا قانوناً جائز ہے۔ یہ امر واضح رہے کہ یہ قانون صرف مسلمان فلسطینی بچوں کے لیے ہے۔ یہودی بچے اس قانون سے مستثنیٰ ہیں۔ اس وقت اسرائیل کے 35 سے زائد عقوبت خانوں میں 2500 سے زائد بچے اس لیے قید ہیں کہ وہ مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوئے ہیں۔ درندہ صفت یہودیوں کے زیر انتظام چلنے والے عقوبت خانے، عوفر، مجد اور تلموند نامی عقوبت خانے صرف فلسطینی بچوں کے لیے ہیں۔ اس وقت تلموند جیل، عوفر صحرائے نقیب اور مجد میں نوعمر فلسطینی بچے صرف اس جرم میں کہ وہ مسلمان ہیں قید ہیں۔ اس کے علاوہ باقی جیلوں میں وہ بچے جو اپنی ماؤں کے ساتھ ہیں ان کی تعداد علیحدہ ہے۔

امریکی جریدے ''ٹائم'' کے مطابق اسرائیلی جیل میں قید مغربی کنارے کے ایک گاؤں کے رہائشی 13 سالہ ولید ابوعبیدہ نامی بچہ کا کہنا تھا کہ اس نے کبھی اپنی زندگی میں کسی اسرائیلی فوجی سے بات نہیں کی، لیکن ایک دن جب وہ شاپنگ بیگ اٹھائے اپنی گلی کے کونے پر پہنچا تو سامنے دو اسرائیلی فوجی بیٹھے ستا رہے تھے۔ انہوں نے پہلے تو مجھے برا بھلا کہتے ہوئے الزام لگایا کہ میں ان پر پتھر پھینکنے میں ملوث ہوں اور پھر ایک فوجی نے میرے منہ پر مکا مارا، جس سے میری ناک سے خون بہنے لگا۔ اس کے بعد دونوں فوجی مجھے گھسیٹتے ہوئے قریب ہی واقع ایک فوجی مرکز میں لے گئے اور بعد ازاں مجھے جیل بھیج دیا گیا۔ ''ٹائم'' کی نمائندہ لنڈا فورسیل (Linda Forsell) کا کہنا تھا کہ بات کرتے ہوئے ولید کے چہرے پر اداسی کے بادل چھائے ہوئے تھے اور وہ اپنے بہن بھائیوں کے پاس جانے کے لئے تڑپ رہا تھا۔ اس نے بتایا کہ جیل میں اس سے انتہائی مشقت والے کام لیے جاتے ہیں اور انکار پر تشدد کیا جاتا ہے۔ اسرائیل کے ایک اعلامیے کے مطابق صرف اس سال 6500 فلسطینیوں کو محض پتھر پھینکنے کے جرم میں گرفتار کیا گیا ہے، جن میں 40 فیصد بچے شامل تھے۔

کاپیوں اور قلم کے بجائے غلیل رکھنے والے نوجوان

اسرائیلی فوجیوں کے ظلم وستم سے تنگ آکر اب فلسطینی مائیں اپنے بچوں کو اسکول بھجوانے کے بجائے ان کے ننھے ہاتھوں میں غلیل تھما دیتی ہیں، پھر گھر کے صحن سے پتھر چُن کر ان کے حوالے کر دیتی ہیں اور یہ کہتے ہوئے رخصت کرتی ہیں کہ جاؤ میرے بچو! جان پر کھیل جانا، لیکن القدس کو کبھی یہود کے حوالے نہ کرنا، یہ ماؤں کا دینی جذبہ اور ان کی عمدہ تربیت کا نتیجہ ہے کہ فلسطینی بچے غلیل تھامے بخوشی میدان کارزار کا رخ کر رہے ہیں اور اپنی جانوں پر کھیل کر القدس کی حفاظت کر رہے ہیں۔ دوسری طرف اسرائیل ان بچوں کی غلیلوں سے پھینکے گئے پتھروں کا جواب راکٹوں، ٹینکوں اور گن شپ ہیلی کاپٹروں کے ذریعہ دے رہا ہے، لیکن اپنی تمام کوششوں اور ہتھکنڈوں کے باوجود فلسطینیوں کو جھکانے میں تاحال کامیاب نہیں ہوسکا۔

اگر غیرتمند ماؤں کی طرف سے ان بچوں کی بنیاد مضبوط نہ ہوتی اور وہ انہیں ''نور الدین زنگی'' اور ''صلاح الدین ایوبی'' جیسے محافظین القدس شریف کی پیروی کرنے کا درس نہ دیتیں تو آج نظارہ ہی کچھ اور ہوتا۔ یہ حالات یہودیوں کے لیے سوہان روح ثابت ہو رہے ہیں۔ لہٰذا وہ اپنی آتش انتقام کو بجھانے کی خاطر ننھے شیرخوار بچوں کو ان کی ماؤں کی گود میں سنگینوں کے وار کر کے شہید کر رہے ہیں۔ مثلاً نابلس کے علاقے میں 2 سالہ مسلمان بچی سارہ کو اس کی والدہ کی گود ہی میں بڑی بے دردی سے شہید کر دیا گیا۔ اس کے علاوہ بہت سے ایسے واقعات بھی رونما ہوئے ہیں، جب درندہ صفت یہودیوں نے فلسطینی ماؤں کی گود سے بچے چھین کر یہ کہتے ہوئے زمین پر پٹک دیئے کہ ''اب کوئی اور ابوحنود اور شیخ احمد یاسین مستقبل میں ہماری رکاوٹ نہیں بن سکے گا''۔ اور پھر یہ ننھے بچے ماؤں کے سامنے ہی تڑپ تڑپ کر شہید ہوگئے، لیکن آفرین ہے ان ماؤں پر جو فریضہ جہاد کو ممتا کے جذبہ پر فوقیت دینے کا عہد کر چکی ہیں اور حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بڑی استقامت کا مظاہرہ کر رہی ہیں۔

میں جھکا نہیں میں بکا نہیں کہیں چھپ چھپا کے کھڑا نہیں
جو ڈٹے ہوئے ہیں محاذ پر مجھے ان صفوں میں تلاش کر......!

اسرائیلی فوج کے سورما ایک 9 سالہ فلسطینی بچے کو گرفتار کر کے لے جا رہے ہیں

اسرائیلی جیلوں میں قید 2500 فلسطینی بچوں پر وحشیانہ تشدد

غزہ پر حالیہ حملوں کے دوران اسرائیلی افواج کے ہاتھوں گرفتار 12 ہزار فلسطینیوں پر عقوبت خانوں میں مظالم ڈھائے جارہے ہیں۔ اسرائیلی جریدے، ارتز شیوا کی ایک رپورٹ کے مطابق ان 12 ہزار فلسطینی قیدیوں میں 2,500 بچے بھی شامل ہیں جن میں بیشتر کی عمر 15 سے 16 برس ہے، جبکہ 350 بچوں کی عمریں محض 10 سے 12 سال ہے، اس کے باوجود انہیں اسرائیلی ڈیفنس فورس نے ''جنگی مجرم'' اور'' دہشت گرد'' قرار دیا ہے اور انہیں جیلوں اور مختلف عقوبت خانوں میں وحشیانہ تشدد اور غیر اخلاقی سلوک کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔ رپورٹ کے مطابق ان میں سے بیشتر کو اسرائیلی جاسوس بننے کی پیشکش اور اس کے بدلے مراعات کی پیشکش کی گئی، لیکن کم سن حریت پسندوں نے اسرائیلی جاسوس بننے سے صاف انکار کردیا ہے۔ اس کی پاداش میں انہیں شدید تشدد کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔

مرکز اطلاعات فلسطین کا کہنا ہے کہ اقوام متحدہ کے چارٹر کے مطابق 18 سال سے کم عمر تمام افراد بچوں کی صف میں آتے ہیں۔ اور انہیں کسی بھی طور ''جنگی مجرم'' یا'' دہشت گرد'' قرار نہیں دیا جاسکتا۔ چنانچہ ان بچوں کو اسرائیلی قید سے آزاد کیا جائے۔ واضح رہے کہ مصر کی ثالثی میں اسرائیلی اور فلسطینی مذاکرات کاروں کے درمیان طے پایا تھا کہ اسرائیل، حالیہ جنگ کے دوران گرفتار کئے گئے غزہ کے شہریوں کو فوری رہائی دے دے گا۔ لیکن اب تک اسرائیلی سیکورٹی فورسز نے فلسطینی شہریوں کی رہائی کے حوالے سے کوئی اقدام نہیں اٹھایا ہے۔

فلسطینی وزارت کے ترجمان رفعت حمدونہ کا کہنا ہے کہ کوئی شک نہیں ہے کہ اسرائیلی انٹیلی جنس اور سیکورٹی فورسز، کم سن اسیر بچوں پر بہیمانہ تشدد کررہی ہیں۔ یہ عمل عالمی برادری، انسانی حقوق کی تنظیموں اور اقوام متحدہ کے منہ پر طمانچے کے مترادف ہے۔ رفعت حمدونہ نے تحریری درخواست میں کہا ہے کہ وہ اقوام متحدہ کے پلیٹ فارم سے اپیل کرتے ہیں کہ اسرائیلی قید میں موجود فلسطینی بچوں کو جلد از جلد رہائی دلوائی جائے۔ کیونکہ ان کی عمر اسکول جانے کی ہے جیل کی نہیں۔

فلسطینی جریدے، الیکٹرونک انتفاضہ کی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ اسرائیلی حراستی مراکز میں 2,500 فلسطینی بچوں پر نفسیاتی، جسمانی اور ذہنی تشدد معمول کی پریکٹس بن چکی ہے۔ ان کے بارے میں اسرائیلیوں کا الزام ہے کہ یہ حماس کے جنگجو اور انٹیلی جنس شیئرنگ افسران ہیں اور انہیں میدان جنگ سے گرفتار کیا گیا ہے۔ اب تک کئی بچوں کی حالت مار پیٹ سے غیر ہوچکی ہے اور کئی بچے بیمار پڑے ہیں۔ اسرائیلی قید میں موجود ایک فلسطینی کے وکیل نے ان بچوں کا ایک خط جیل سے اسمگل کیا ہے، جس میں بتایا گیا ہے کہ اسرائیلی انٹیلی جنس افسران قید خانوں میں موجود فلسطینی بچوں کو قتل کرنے اور ان کے ہاتھ پیر کاٹ ڈالنے کی دھمکیاں دیتے ہیں۔ ان کے ہاتھ پیر باندھ کر گٹھری بنا کر پھینک دیا جاتا ہے۔ ان پر بدبودار گندے کپڑوں کا بیگ ڈال دیا جاتا ہے۔ کئی بچوں کو قید تنہائی میں ڈال دیا جاتا ہے اور چمڑے کی بیلٹ سے پٹائی اور غلیظ گالیاں روز کا معمول ہیں۔ ان کو دھمکیاں دی جاتی ہیں کہ ان کے ننھے بھائی بہنوں کو ہلاک کردیا جائے گا اور آج رات اسرائیلی طیارے اور ٹینک ان کے گھروں کو مسمار کرنے جارہے ہیں۔

(تحریر: سدھارتھ شری واستو)

اسرائیلی جیلوں میں قید معصوم فلسطینی بچے

انسانی حقوق کی تنظیموں کی پیش کردہ رپورٹس کے مطابق 2002ء میں جتنے فلسطینیوں کو جیلوں میں بند کیا گیا۔ ان میں 80 فیصد بچے تھے، جبکہ 2003ء میں اسیر ہونے والے فلسطینیوں میں 60 فیصد بچے ہیں۔ جیلوں میں بند ان بچوں پر تشدد کے ایسے ہتھکنڈے آزمائے جاتے ہیں، جو انسانیت کے لیے بھی باعث شرم ہیں۔ اقوام متحدہ کے انسانی چارٹر میں درج بچوں کے حقوق کی بری طرح پامالی عمل میں آرہی ہے اور اسرائیل ان ظالمانہ ہتھکنڈوں کو قانون کا لبادہ پہنانے میں ذرا شرم محسوس نہیں کرتا۔ ان جیلوں میں بند فلسطینی بچوں کو مارنے پیٹنے کے علاوہ کئی کئی دن بھوکا پیاسا رکھا جاتا ہے اور کئی بچوں کو جنسی درندگی کا نشانہ بنانے سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا۔

ایک نوجوان اپنی کہانی سناتے ہوئے کہتا ہے کہ اسے اسرائیلی فوجی اٹھا کر لے گئے اور ایک کمرے میں بند کر دیا، 3 نقاب پوش میرے کمرے میں داخل ہوئے۔ انہوں نے میری آنکھوں پر پٹی باندھ دی اور سر پر ایک ٹوپی چڑھا دی۔ مجھے ٹھوکریں ماریں اور طمانچے رسید کیے۔ پلاسٹک کے پائپ سے پٹائی کی، اس کے علاوہ جو چیز ہاتھ لگی اس سے میری درگت بنائی۔ آنکھوں پر پٹی بندھنے اور سر پر ٹوپی چڑھے ہونے کے باعث میں کچھ بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ البتہ اپنے جسم پر لگنے والی ضربیں اچھی طرح محسوس کر رہا تھا۔ میری مرمت کا یہ سلسلہ 10 تا 15 منٹ جاری رہا۔ اس کے بعد انہوں نے مجھے ایک کرسی پر کھڑا کر دیا اور دیوار میں لگے ہوئے ایک پائپ کو پکڑنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد انہوں نے کرسی ہٹا دی۔ اس طرح میں فضا میں معلق ہو گیا۔ ہتھکڑیاں لگے ہاتھوں سے میں نے پائپ پکڑ رکھا تھا اور نیچے سے کرسی ہٹالی گئی تھی۔ اس طرح میں لٹکا ہوا تھا اور وہ لوگ مجھے اس حال میں چھوڑ کر کمرے میں چلے گئے تھے"۔

(اسماعیل صباطین، عمر 17 سال)

''وہ صبح تقریباً 2 بجے حوالات پہنچے۔ اسرائیلی فوجی رامی کو براہ راست تفتیشی مرکز لے گئے۔ تفتیش کے دوران اس پر بدترین تشدد کیا۔ اسے لاتیں گھونسے مارے گئے، سونے نہیں دیا گیا۔ طویل عرصہ تک ایک کرسی سے باندھ کر رکھا گیا۔ اس کے جسم پر باری باری ٹھنڈا اور گرم پانی چھڑکا گیا۔ اسے ایک ٹانگ پر کھڑا ہونے پر مجبور کیا گیا۔ تفتیش کاروں نے اسے اعتراف جرم پر مجبور کیا، لیکن اس نے ایسا کرنے سے انکار کردیا تو تفتیش کاروں نے اسے مارنا شروع کردیا۔ انہوں نے اس کی اس ٹانگ کو نشانہ بنایا جس پر وہ کھڑا ہوا تھا۔ ایک موقع پر رامی کو مجبور کیا گیا کہ وہ ایک کمرے سے دوسرے کمرے تک دوڑ لگائے، جبکہ اس کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ یہ عمل اس کے ٹھوکر کھا کر گرنے تک جاری رہا''۔

(رامی زاؤل۔ عمر 16 سال)

فلسطینی بچوں کو والدین، عزیز واقارب اور وکلاء سے ملاقات کا حق نہیں دیا گیا۔ غزہ کی پٹی پر رہائش پذیر فلسطینیوں پر 1989ء سے مغربی کنارے پر مقیم فلسطینیوں پر 1993ء سے بلا اجازت اسرائیل میں داخل ہونے پر پابندی عائد ہے۔ اس طرح ان بچوں کے والدین اور دیگر ملاقات کے حق سے مستقل بنیادوں پر محروم ہیں۔ بہت سے فلسطینیوں کو اسرائیل میں داخل ہونے کا اجازت نامہ نہیں دیا جاتا، جبکہ کشیدگی کے ایام میں پہلے سے جاری کردہ اجازت نامے بھی منسوخ کردیئے جاتے ہیں۔ اس طرح اسرائیل میں قید فلسطینی بچوں سے ان کے اہل خانہ کی ملاقات بالکل ناممکن بنادی گئی ہے۔

جب کوئی فلسطینی بچہ اسرائیل کا اسیر ہوتا ہے تو اس کا پورا خاندان بلکہ پوری برادری بری طرح متاثر ہوتی ہے۔ خاندان پر زبردست جسمانی اور مالیاتی بوجھ بڑھ جاتا ہے۔ ان لوگوں کی زندگی عدالتوں میں حاضری اور اپنے بچوں سے ملاقات کی کوششوں کے گرد گھومتی رہتی ہے۔ ان لوگوں کے کئی گھنٹے اسرائیل جانے کا اجازت نامہ حاصل کرنے کی کوشش کے نذر ہوجاتے ہیں۔ اسی طرح تین منٹ کے اس دورہ کی اجازت کے حصول کے لیے ان کے کئی گھنٹے برباد ہوتے ہیں۔

اہل فلسطین کی زندگی میں جیل کو مرکزی اہمیت حاصل ہے۔ 1967ء سے اب تک 6 لاکھ سے زائد فلسطینی جیل کی یاترا کر چکے ہیں۔ مختلف اوقات میں اسرائیل میں قید سیاسی قیدیوں کی تعداد دنیا بھر میں سب سے زیادہ ہی ہے۔ تقریباً ہر خاندان کا کم از کم ایک مرد اسرائیل کا قیدی ضرور رہا ہے۔ اسرائیل کی پولیس اور فوج ہر سال سینکڑوں بچوں کو گرفتار کر کے قید خانوں میں بند کردیتی ہے۔

فلسطینی بچے کو میرا سلام

جس کے معصوم تن سے ہے جاری لہو
جس کی دھرتی سے اٹھتی ہے بارودی بُو
جس کی جدوجہد کو میں کہہ دوں سلام
جس میں ہے زندگی جس میں ہے جستجو
اس فلسطینی بچے کو میرا سلام

میری اقصیٰ کا وہ ایک مجاہد بھی ہے
عمر چھوٹی ہے لیکن وہ قائد بھی ہے
سینکڑوں ظلم کی داستانیں لیے
سینکڑوں سرکٹوں کا وہ شاہد بھی ہے
اس فلسطینی بچے کو میرا سلام

جس کی بہنوں کی عصمت بھی لوٹی گئی
پاک دامن تھیں حرمت بھی لوٹی گئی
جن کے سینوں پہ ابھرے نشان بے شمار
بے سہاروں کی عزت بھی لوٹی گئی
اس فلسطینی بچے کو میرا سلام

جا بجا وحشتوں کے ہیں منظر وہاں
جل رہا ہے تو دیکھو ہر اک گھر وہاں
جس کی منزل ہے آزادیٔ گُل زمین
جن کا منشور اللہ اکبر وہاں
اس فلسطینی بچے کو میرا سلام

وہ میرے دین و ملت کا ہے پاسباں
جس کی حالت پہ خود کانپ اٹھا آسماں
اس کے معصوم سینے سینے بھی چھلنی ہوئے
الاماں، الاماں، الاماں
اس فلسطینی بچے کو میرا سلام

پوچھتا ہے کہ مسلم کدھر مرگئے؟
سینکڑوں گھر لٹے سینکڑوں سر گئے
پاسبان حرم پاسبان حرم
ایک صہیونی کے بچے سے سب ڈر گئے
اس فلسطینی بچے کو میرا سلام

(شاعر: محمد جعفر مینگل)

وہ بچے جن کی مائیں ہیں نذر آتش

وہ جن کے نورِ نظر گئے ہیں
وہ مائیں جن کے جگرے ٹکڑے
گلوں کی صورت بکھر گئے ہیں
وہ جن کی دکھ سے بھری دعائیں
فلک پہ ہلچل مچارہی ہیں
میرے ہی دیں کی بہت سی نسلیں
اداس عیدیں منارہی ہیں

وہ بچے عیدی کہاں سے لیں گے؟
تباہ گھر میں جو پل رہے ہیں
وہ جن کی مائیں ہیں نذر آتش
وہ جن کے آباء جل رہے ہیں
وہ جن کی ننھی سی پیاری آنکھیں
ہزاروں آنسو بہارہی ہیں
میرے ہی دیں کی بہت سی نسلیں
اداس عیدیں منارہی ہیں

بتاؤ ان کو میں عمدہ تحفہ
کہاں سے کر کے تلاش بھیجوں؟
بہن کو بھائی کی نعش بھیجوں
یا ماں کو بیٹے کی لاش بھیجوں؟
جہاں پہ قومیں بہت سے تحفے
بموں کی صورت میں پارہی ہیں
میرے ہی دیں کی بہت سی نسلیں
اداس عیدیں منارہی ہیں

وہاں سجانے کو کیا ہے باقی؟
جہاں پہ آنسو سجے ہوئے ہیں
جہاں کی مہندی ہے سرخ خوں کی
جنازے ہرسُو سجے ہوئے ہیں
جہاں پہ بہنیں شہیدِ حق پر
ردائے ابیض سجارہی ہیں
میرے ہی دیں کی بہت سی نسلیں
اداس عیدیں منارہی ہیں

غزہ کے بجلی گھر پر اسرائیلی حملے کے بعد غزہ کے مظلوم مسلمانوں نے کئی راتیں تاریکی میں گزاریں پھر ترک بھائیوں نے بجلی کی فراہمی کے لئے غزہ والوں کو جنریٹر تحفتاً دیا۔ زیرِ نظر تصویر انہی جنریٹروں کی ہے۔

Google والوں کی اسلام دشمنی

جب اسرائیل نے غزہ پر حملہ کیا تو Google والوں نے ایک گیم ایجاد کی جس میں غزہ پر بم مارنے کی ترغیب دی گئی، زیرِ نظر تصویر اسی گیم کی ہے۔
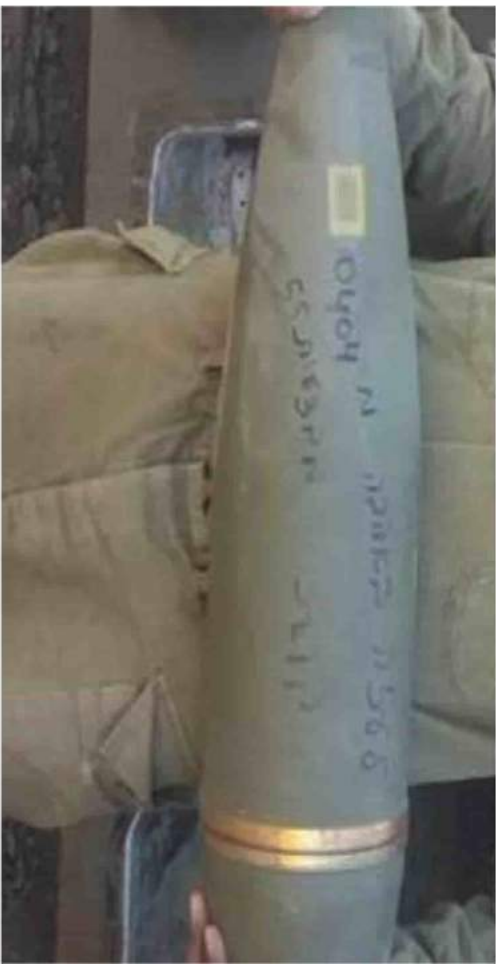
زیرِ نظر تصویر اسرائیلی فوجی کے ہاتھوں میں موجود ایک گولے کی ہے اس گولے پر عبرانی زبان میں لکھا ہوا ہے کہ یہ غزہ والوں کے لئے تحفہ ہے۔

غزہ کے معصوم بچوں کی شہادت کے بعد اہل غزہ کی طرف سے دیئے جانے والے خون کے عطیات

غزہ کے باڈی بلڈر کے خلاف اسرائیلی سازش

زیر نظر تصویر حمادنامی نوجوان کی ہے جو کہ غزہ کا Top کا باڈی بلڈر تھا۔ یہ طاقتور نوجوان ٹرک کو اپنے ہاتھ سے کھینچ کر دور تک لے جاتا تھا جب یہ نوجوان غزہ کا دفاع کرنے والی تنظیم حماس میں شامل ہوا تو ایک سازش کے تحت اس کو وائرس والی کوئی دوائی انجیکٹ کر دی گئی جس کے بعد اس کی جو حالت ہوئی وہ آپ کے سامنے ہے۔
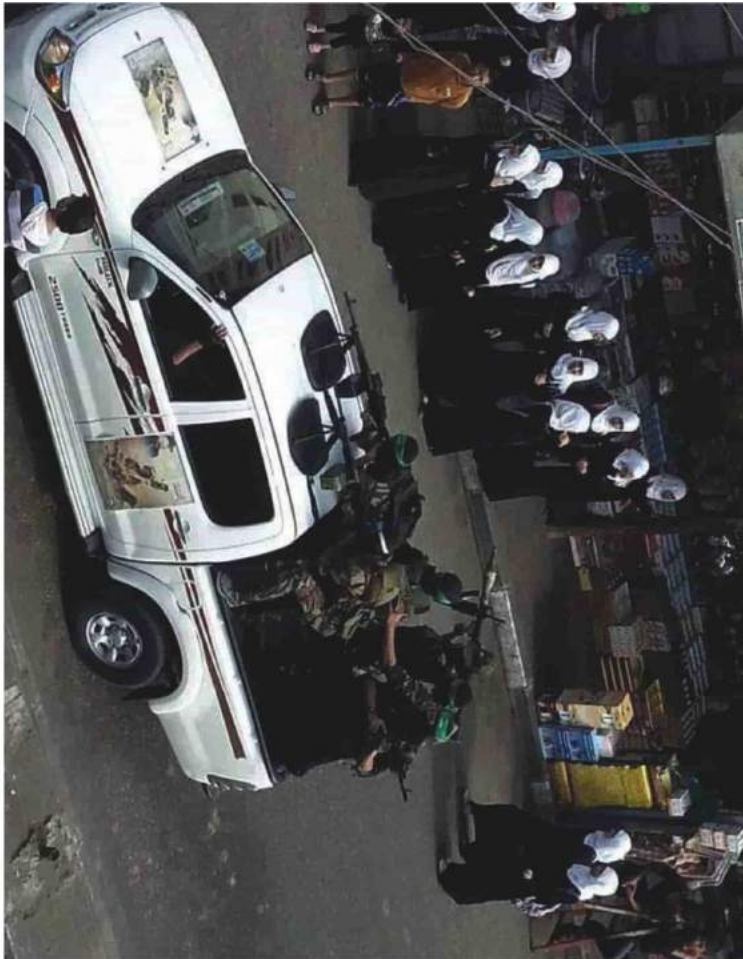
انڈیا کے شہر حیدر آباد کی مشہور شخصیت اکبر اویسی کی اپیل
پر غزہ کے مظلوم مسلمانوں کے لئے اکٹھا کیا گیا چندہ
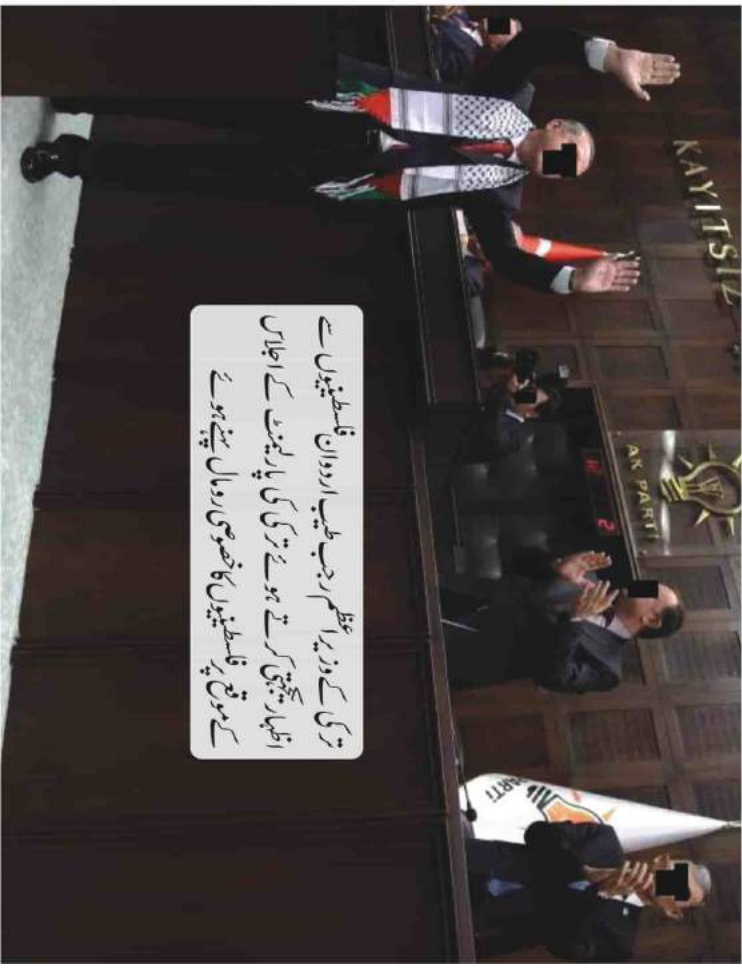
ترکی کے وزیر اعظم رجب طیب اردوان فلسطینیوں سے
اظہار یکجہتی کرتے ہوئے ترکی کی پارلیمنٹ کے اجلاس
کے موقع پر فلسطینیوں کا خصوصی رومال پہنے ہوئے

غزہ میں اسرائیل کے ہاتھوں مسلمانوں پر ہوتے بھیانک مظالم کو دیکھ کر ایک مسلمان کے طور پر اگر ہم اور کچھ نہ بھی کر سکیں مگر دعا تو کر ہی سکتے ہیں نا کہ اللہ پاک ان کی مشکل آسان کرے۔ آمین الٰہی آمین .... کیونکہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایک دوسرے پر مہربانی کرنے اور دوستی وشفقت میں مومنوں کو ایک جسم کی طرح دیکھو کہ جسم کے ایک حصہ کو اگر تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم بیداری اور بخار میں اس کا شریک ہو جاتا ہے۔

(بخاری، جلد سوم، حدیث:958)

باب نمبر: 9
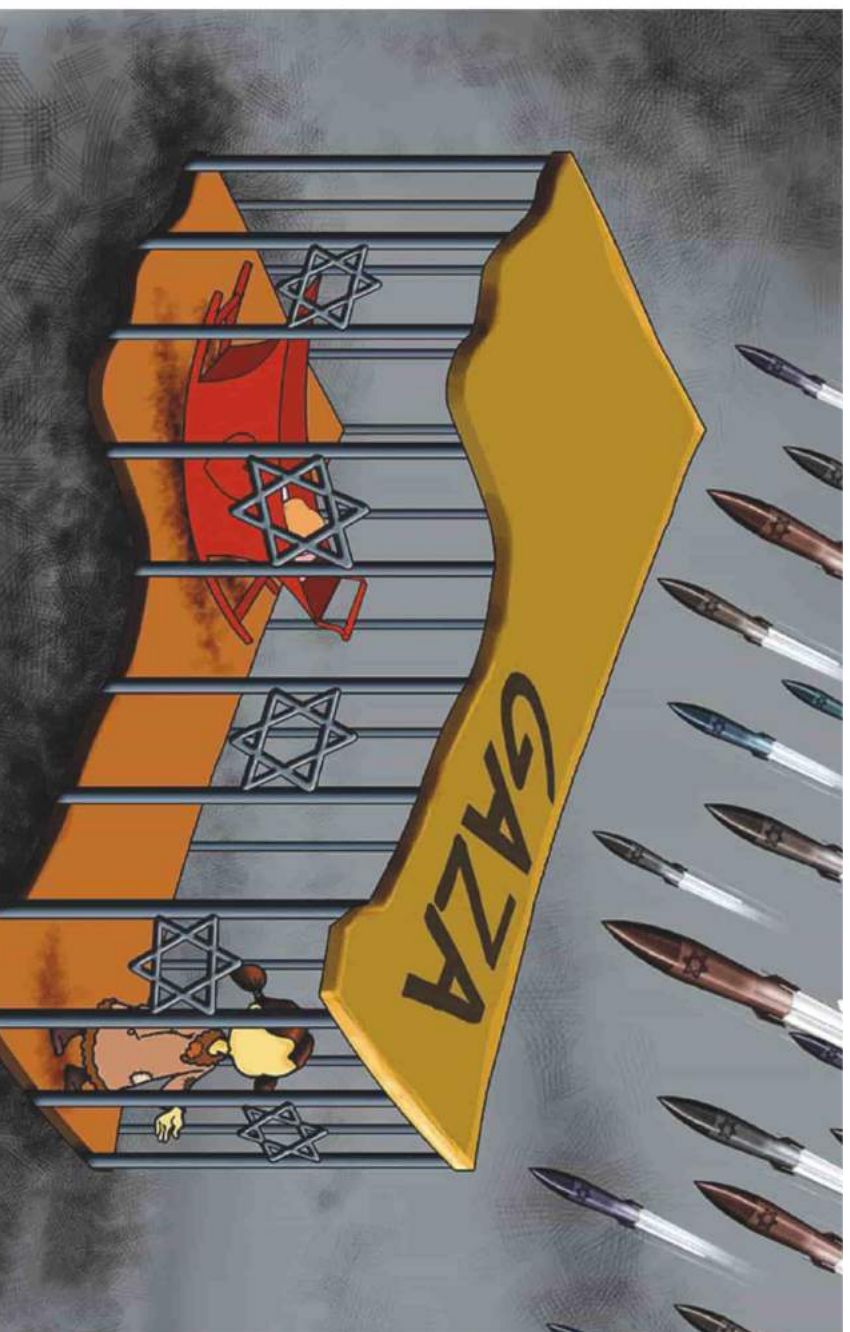
فلسطینی اور غزہ کے ماؤں بہنوں پر یہودی حملے

اگست 2014ء میں غزہ پر ہونے والے اسرائیلی حملے میں 500 سے زائد خواتین اسرائیلی درندوں کے ہاتھوں شہید ہوچکی ہیں۔ اقوام متحدہ ہی کے مطابق اسرائیلی حملوں کا نشانہ بننے والوں میں اکثریت خواتین کی ہے۔ ایک عالمی تنظیم نے غزہ کی عورتوں کے حوالے سے جاری کردہ رپورٹ میں لکھا ہے کہ ان میں سے بیشتر ایسی ہیں جونفسیاتی بیماریوں کا شکار ہوچکی ہیں۔ ان کا علاج یہاں میسر نہیں، انہیں ہر لمحے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے ان پر حملہ ہونے والا ہے۔ یہ اپنے بچوں کے بارے میں خیال کرتی ہیں کہ انہیں آنے والے لمحے میں موت اپنے پنجوں میں دبوچ لے گی۔ دوسری طرف اسرائیلی شدت پسند، مذہبی پیشوا اور صہیونی حکومت کے حامی اسرائیلی غزہ میں ہونے والی ہلاکتوں پر جشن مناتے نظر آتے ہیں۔

اسرائیلی جیلوں میں 15000 خواتین قید ہیں

اسرائیلی فوج اور پولیس کی طرف سے نہ صرف بچوں پر ظلم کی المناک داستانیں ہیں، بلکہ خواتین بھی محفوظ نہیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان ظالموں نے مظلوم فلسطینی خواتین کی گرفتاری کو معمول بنالیا ہے۔ خصوصاً نوجوان لڑکیوں کو بڑے پیمانے پر حراست میں لے کر انہیں شدید ذہنی اور جسمانی اذیتیں پہنچائی جاتی ہیں، جبکہ کئی خواتین کو بے آبرو کیا جاچکا ہے۔

ایک رپورٹ کے مطابق اسرائیلی جیلوں میں قیدی خواتین کی تعداد 15 ہزار سے بڑھ گئی ہے، جن میں نوعمر بچیاں اور معمر خواتین شامل ہیں۔ صہیونی درندے مختلف بہانوں سے خواتین کو گرفتار کر کے جیلوں میں ڈال دیتے ہیں۔ بعدازاں ان کی رہائی کے لئے بھاری جرمانہ وصول کیا جاتا ہے۔

12 سال سے کم عمر بچے اسرائیلی جیل میں

اسرائیل دنیا کا واحد ملک ہے، جہاں 12 سال سے کم عمر بچوں اور بچیوں کو جیل بھیج دیا جاتا ہے۔ فلسطینی اسیران کے مطالعاتی مرکز ''احرار'' کی رپورٹ کے مطابق اسرائیلی عقوبت خانوں میں مریض فلسطینی خواتین سے مسلسل غفلت برتی جارہی ہے اور مظالم کے پہاڑ توڑے جارہے ہیں اور صہیونی انتظامیہ ان کی بیماریوں کو تشدد کے حربے کے طور پر استعمال کررہی ہے۔

یہ بات افسوس سے کہنا پڑتی ہے کہ مغربی میڈیا عام طور پر فلسطینی بچوں اور خواتین پر ہونے والے ظلم کی خبروں کو نظرانداز کردیتا ہے، تاکہ عوام کو اندازہ نہ ہوسکے کہ مغرب کی استعماری حکومتیں جس اسرائیل کی ناز برداریاں کرتی ہیں وہ وحشت اور دہشت کے کیسے ہولناک طریقے فلسطینی باشندوں کو دبانے کے لیے استعمال کررہا ہے۔

فرعون کے جانشین: صہیونی اور امریکی درندے

نہتے فلسطینیوں پر اسرائیلی فوج کے مظالم اور بلاجواز گرفتاریاں تو روز اول سے جاری ہیں، لیکن صہیونی سفاکی کا نیا رخ اس وقت سامنے آیا جب انٹرنیشنل کمیٹی آف ریڈ کراس کی جانب سے جاری اعلامیے میں یہ انکشاف کیا گیا کہ اسرائیلی جیلوں میں ایک بہت بڑی تعداد میں قید بے گناہ مردوں اور خواتین کے ساتھ ساتھ سینکڑوں معصوم بچے بھی پابند سلاسل ہیں۔

17 ماہ کا قیدی

ان معصوم بچوں میں دنیا کا سب سے کم عمر قیدی بچہ بھی شامل ہے جس کی عمر صرف 17 ماہ ہے، وہ پیدائش سے لے کر اب تک اپنا بچپن جیل میں گزار رہا ہے۔ کمسن مجاہد یوسف کی پیدائش 17 ماہ قبل اس جیل میں ہوئی جہاں اس کی ماں جرم بے گناہی کی سزا کاٹ رہی ہے۔

بیروت کے مشہور روزنامے ''الاخبار'' کے مطابق یہ کہانی اس وقت شروع ہوئی جب 20 مئی 2007ء کو غزہ کے رہائشی فاطمہ نے اپنی بھانجی کے علاج کے سلسلے میں اپنی بہن کے ساتھ ایک اسرائیلی ہسپتال جانے کا پروگرام بنایا۔ فاطمہ کے شوہر ابو محمد کا کہنا ہے:

چونکہ علاج کے دوران ہسپتال میں کچھ روز قیام کرنا تھا، اس لیے میری اہلیہ اپنی بہن کے ساتھ گئی تھی۔ ان کا پروگرام تھا کہ تقریباً 2 ہفتے تک علاج کرواکے وہ واپس گھر لوٹ آئیں گے، لیکن جب وہ اسرائیل کے سرحدی علاقے بیت الحانون میں پہنچیں۔ تو وہاں اسرائیلی فوجیوں نے ان کو ایک جانب روک دیا۔ 48 گھنٹے تک بیت الحانون میں روکے رکھنے کے بعد بغیر کچھ بتائے کہ کس جرم میں ان کو روکا گیا ہے اس کے بغیر ہی ہشارون جیل میں منتقل کر دیا گیا۔

انٹرنیشنل ریڈ کراس کے توسط سے جب میڈیا کے نمائندوں کو جیل میں فاطمہ سے بات چیت کرنے کا موقع ملا تو فاطمہ کا کہنا تھا:

جب مجھے گرفتار کیا گیا تو میں سمجھی کہ شاید مجھے کسی شبے میں گرفتار کیا گیا ہے اور کچھ دیر تفتیش کے بعد چھوڑ دیا جائے گا، لیکن بیت الحانون میں واقع چیک پوسٹ پر 48 گھنٹے تک ذہنی تشدد کا نشانہ بنانے کے بعد مجھے اسرائیلی جیل میں منتقل کر دیا گیا، جہاں بغیر کسی الزام کے آج تک قید ہوں۔

(اسرائیل آغاز سے انجام کی طرف 109)

پردہ دار فلسطینی خواتین اور یہودی

مقبوضہ فلسطین میں یہودی آبادکاروں کے فلسطینیوں کی املاک پر حملے ایک قدم آگے بڑھ کر فلسطینی خواتین تک پہنچ گئے ہیں۔ گزشتہ روز مغربی کنارے کے مرکزی شہر جنین میں یہودی آبادکاروں کے ایک انتہا پسند گروہ نے فلسطینی خواتین کو تشدد کا نشانہ بناتے ہوئے ان کے سروں سے چادریں اور چہروں سے نقاب نوچ ڈالے، شہر جنین کے مشرقی قصبے برطعہ میں یہودی آبادکاروں کے ایک گروہ نے اسرائیل کی تعمیر کردہ نسلی دیوار کے قریب فلسطینی خواتین کو اس وقت تشدد کا نشانہ بنایا جب وہ اپنے علاقے میں شادی کی تقریب میں جارہی تھیں، ڈنڈا بردار یہودیوں نے خواتین کے چہروں سے نقاب نوچنے کے ساتھ ان سے ناشائستہ زبان بھی استعمال کی۔ اطلاعات کے مطابق واقعے کے بعد مقامی شہریوں میں یہودیوں کے خلاف شدید اشتعال پایا جارہا ہے۔

جنین ہی میں یہودی فوجیوں نے کھیتوں میں کام کر کے واپس آنے والی کئی خواتین کو ایک فوجی چیک پوسٹ کے قریب سے گزرتے ہوئے روک کر ان کی جامہ تلاشی لینے کی کوشش کی، اس پر خواتین نے تلاشی دینے سے انکار کردیا، یہودی فوجیوں نے انہیں اپنے نقاب اور چادریں اتارنے کو کہا، تاہم خواتین نے فوجیوں کو بتادیا کہ وہ ایسا نہیں کرسکتیں۔ اس پر یہودی فوجیوں نے انہیں 3 گھنٹے تک فوجی چوکی پر بٹھائے رکھا، تاکہ ان کے گھر والے آکر انہیں صہیونی فوجیوں سے چھڑائیں۔

امیہ حجا! ایک باہمت فلسطینی خاتون

امیہ حجا وہ عظیم فلسطینی خاتون ہیں جو 2 شہیدوں کی بیوہ ہیں، جنہوں نے آزادی کے لیے اپنے سہاگ کی قربانی پیش کی۔ وہ ایک کارٹونسٹ ہیں، جو طویل عرصے سے اپنے مجاہدانہ جذبے کا اظہار اپنے برش سے بنائی گئی پینٹنگز اور کارٹونوں سے کررہی ہیں۔ ان کے کارٹون فلسطین کے مزاحمتی فن میں غیر معمولی اہمیت رکھتے ہیں۔

دوسری خاتون امیہ جنہوں نے 2 دفعہ آزادی فلسطین کے لیے اپنے سہاگ کی قربانی دی، ان کے پہلے شوہر رامی سعد فلسطین کی آزادی کے لیے جدوجہد کرتے ہوئے شہید ہوئے تو امیہ نے اپنے شہید شوہر رامی کی قربانی کو اپنے برش کے لیے مہمیز کا ذریعہ بنالیا۔

کچھ عرصہ بعد امیہ اپنے شہید شوہر کے جگری دوست اور اسلامی تحریک مزاحمت سے وابستہ ایک سرگرم مجاہد وائل عقیلان کے عقد میں آگئیں۔ اب وہ ایک شہید کی بیوہ اور غازی کی بیوی تھیں۔

امیہ یادوں کے گوشوں کو بے نقاب کرتے ہوئے مزید کہتی ہیں: یکم مئی 2003ء میری زندگی میں بڑی تبدیلی لایا۔ میرے پہلے شوہر رامی سعد نے 27 برس کی عمر میں جام شہادت نوش کیا، اس وقت میری نور 9 ماہ کی تھی اور وائل 3 مئی 2004ء کو جدا ہوئے۔ ہماری خواہش تھی کہ اللہ پاک ہمیں اولاد سے نوازے۔ وائل اور رامی سعد بہت گہرے دوست تھے، وہ ہمیشہ ساتھ ساتھ رہے اور القسام بریگیڈ میں مجاہد کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے۔

امیہ نے کہا: میرے دوسرے شہید شوہر وائل اپنی علالت کے آخری دنوں میں یہ کہہ کر رویا کرتے تھے کہ میں ہمیشہ پہلی صف میں لڑنے کو پسند کیا کرتا تھا، لیکن اب بستر مرگ پر ہوں۔

سمر صبیح! ایک باہمت فلسطینی بیٹی

سمر صبیح فلسطین کی وہ باہمت بیٹی ہیں جن کو کہ مغربی کنارے میں ہشادرون کے اسرائیلی عقوبت خانے میں ڈھائی سال بغیر مقدمہ چلائے قید میں رکھا گیا۔ ان کا تعلق اسلامی تحریک مزاحمت حماس سے ہے۔ جب ان کو حراست میں لیا گیا تو وہ حاملہ تھیں۔ سمر کو جب جیل سے رہائی ملی تو ان کے بیٹے البراء کی عمر 17 ماہ تھی۔ انہوں نے اپنے بارے میں بتاتے ہوئے کہا کہ میں نے غزہ کی اسلامی یونیورسٹی سے گریجویشن کیا اور دورانِ تعلیم ہی حماس کے شانہ بشانہ جدوجہد میں شریک رہی۔ انہوں نے جیل میں گزارے ہوئے دنوں کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا کہ جیلوں میں افراد کو بغیر کسی واضح الزام کے طویل مدت کے لیے قید رکھا جاتا ہے۔ اسرائیلی جیلر ہلاکت خیز تشدد سے لے کر دنیا کا ہر وہ حربہ استعمال کرتے ہیں کہ جس سے اسیروں کے حوصلے کو شکست دی جا سکے۔ ملاقاتوں پر پابندی اور قید تنہائی تک فلسطینیوں کے خلاف ہر حربہ استعمال کیا جاتا ہے۔ دورانِ اسیری خرابی صحت کی صورت میں قیدیوں کو طبی امداد سے محروم رکھنا ایک ایسا اوچھا ہتھکنڈا ہے جو اسرائیلی جیلروں کے گناہوں کی پردہ پوشی کا آسان طریقہ ہے۔

انہوں نے کہا کہ اس وقت اسرائیلی عقوبت خانوں میں 1300 خواتین قید ہیں اور ان کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ عالمی ریڈ کراس کے نمائندوں کو اسرائیلی جیلوں کا دورہ کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی، تاکہ ان کو جیل کے اندر ناگفتہ بہ حالات کا اندازہ نہ ہو سکے، کیونکہ قیدیوں کے کمروں میں زہریلے حشرات کی بھرمار ہے، جس کی وجہ سے قیدی متعدد امراض کا شکار ہیں۔ مرد و خواتین، جیلوں میں ایک ایسی خاموش موت کا شکار ہو رہے ہیں جس کے بارے میں دنیا کو کوئی خبر نہیں۔ اسرائیل کو جمہوری ملک قرار دینے والوں کو ہمارے جمہوری اور بنیادی حقوق کی پامالی نظر کیوں نہیں آتی؟

اسرائیلی فوجی اہل غزہ سے اظہار یکجہتی پر فلسطینی خواتین کو گرفتار کر رہے ہیں اے اللہ! ان کی عزتوں کو محفوظ رکھ۔ ان کے لئے کسی محمد بن قاسم، کسی صلاح الدین ایوبی ; کو بھیج دے۔ آمین

مسلمان فلسطینی عورتوں کو آگ لگانے والے گائے کے پجاری

گائے کے بچھڑے کو اپنا معبود بنانے والی قوم مسلمانوں کے وجود کو مکمل طور پر ختم کرنے کے درپے ہیں، لہٰذا وہ مسلمان مردوں کو شہید کرنے کے بعد خواتین کو زبردستی گھروں سے نکال کر بلڈوزروں کے ذریعہ گھروں کو منہدم کر دیتے ہیں۔ جو مسلم خواتین کو چھوڑ دینے سے انکار کریں تو انہیں گھروں میں محبوس کر کے پیٹرول چھڑک کر سارے گھر کو ہی جلا دیتے ہیں اور یوں گھر میں بند خواتین کو اذیت ناک موت سے دوچار کر دیا جاتا ہے۔ اکثر علاقوں کو یہودی فوجیوں نے محاصرہ میں لے رکھا ہے اور مسلمانوں کی نقل و حمل پر پابندی عائد کرتے ہوئے کرفیو کا نفاذ کر دیا گیا ہے، جس کے باعث گھریلو خواتین اپنے بچوں اور اہل خانہ کی زندگی اور صحت کی فکرمندی کے باعث شدید کرب کا شکار ہوگئی ہیں۔

(حوالہ: قبلہ اول کفار کے حصار میں 28 تا 29)

فلسطینی ماں کے آنسو

اے دنیا بھر کے مسلمانو! میں غزہ کی جیل میں قید 15 لاکھ مسلمانوں میں سے ایک ہوں میرے بچے 18 سال کے ہو چکے ہیں، مگر آج تک انہیں غزہ میں اسرائیلی حملوں اور بمباری کی وجہ سے امن، چین اور سکون نصیب نہیں ہوسکا۔ میرے بچے نہیں جانتے کہ امن اور سکون کے ماحول میں جینا کیسا ہوتا ہے۔ ایک فلسطینی ماں
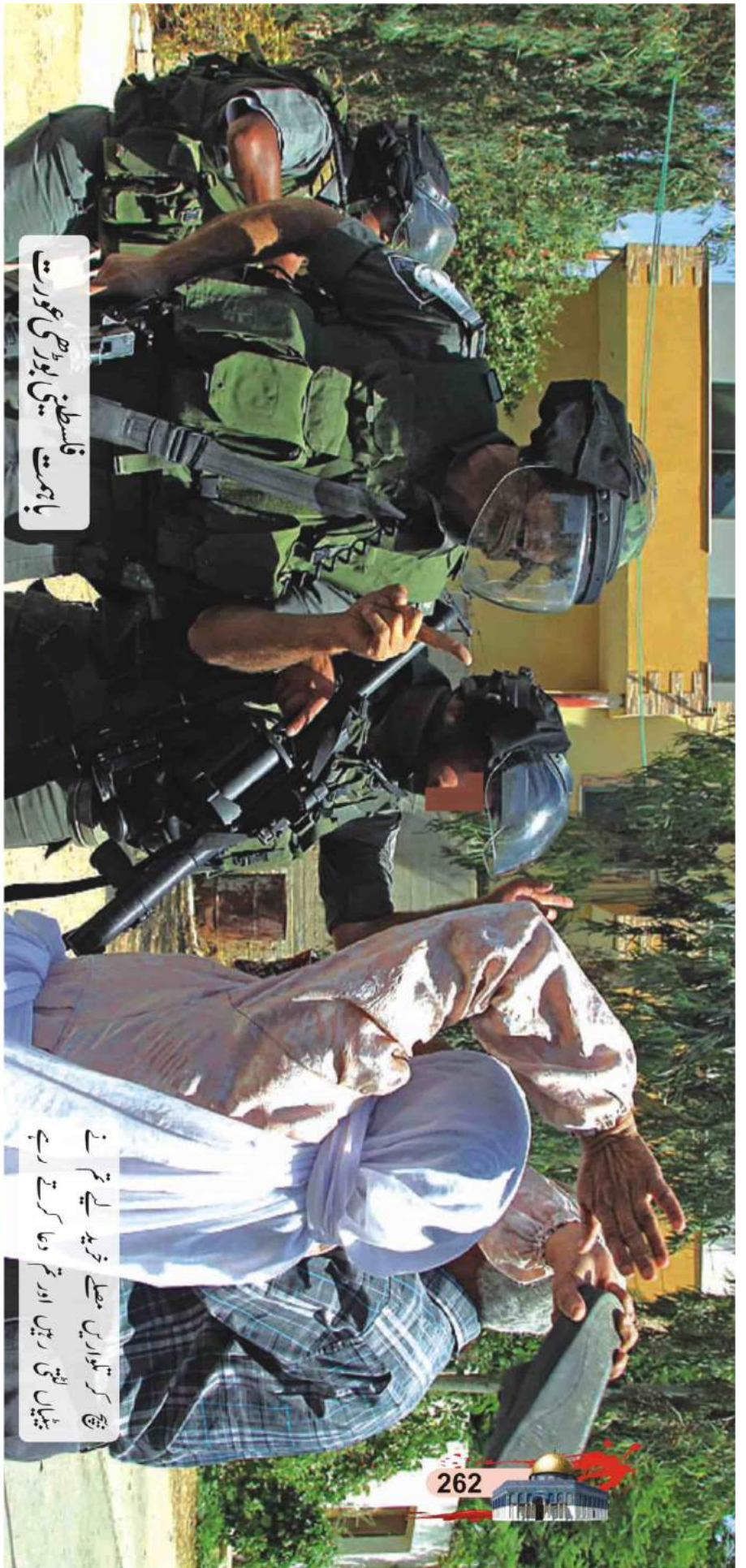
بیچ کر تلواریں مصلے خرید لیے تم نے
بیٹیاں لٹتی رہیں اور تم دعا کرتے رہے
باہمت فلسطینی بوڑھی عورت
غزہ کی بہادر لڑکی اپنے بھائی کو یہودیوں سے
مقابلہ کے لیے پتھر جمع کر کے دے رہی ہے۔
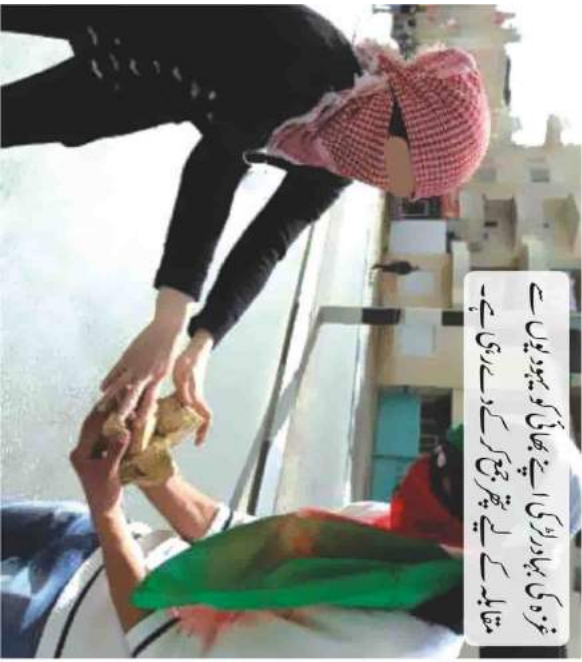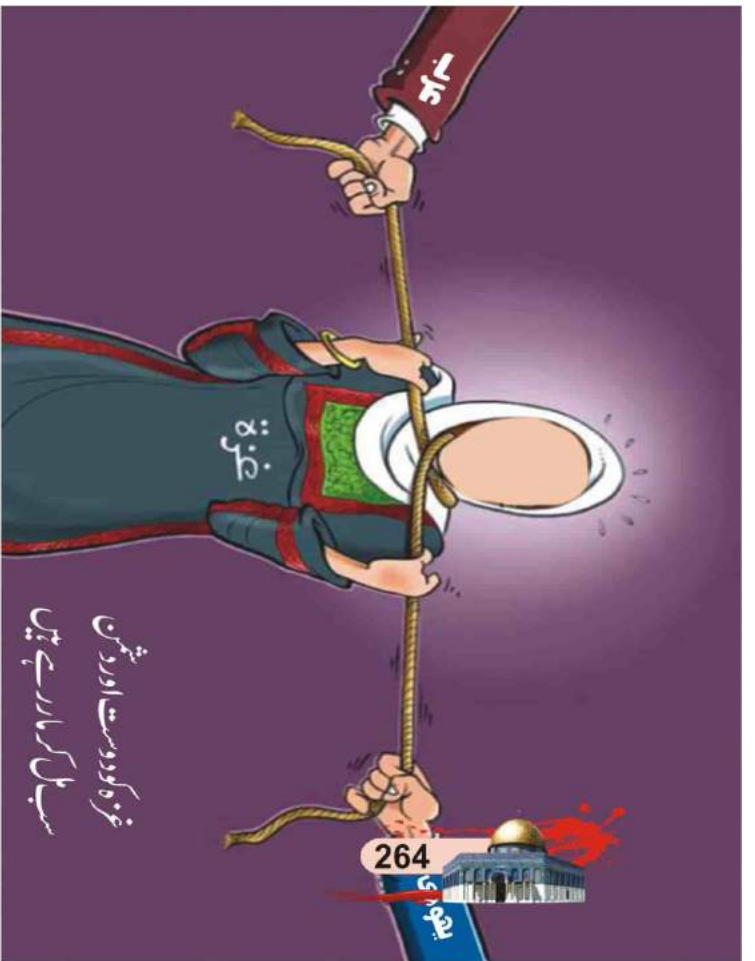
عرب
غزة
یھودی
غزہ کو دوست اور دشمن
سب مل کر مار رہے ہیں
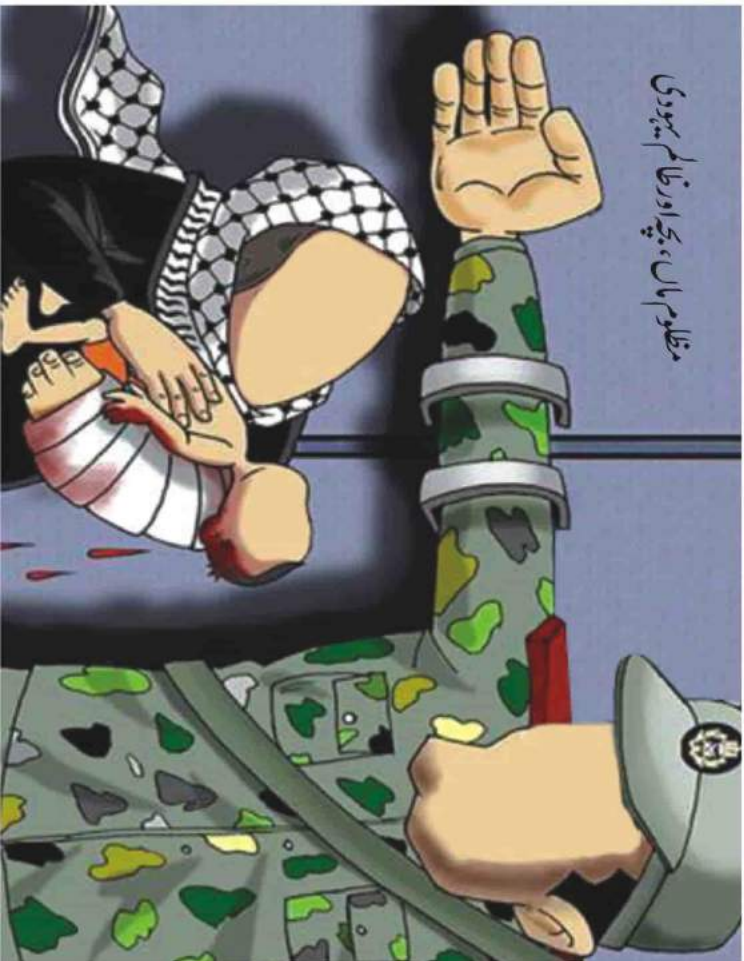
مظلوم ماں، بچہ اور ظالم یہودی

فلسطین پر تازہ اسرائیلی حملے پر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، کیوں کہ یہ ہمارا مسئلہ نہیں ہے۔ ہم کب سے مسلم امہ کے ٹھیکیدار ہو گئے؟ ہمارا مسئلہ تو فٹ بال ہے یا کرکٹ۔ ویسے بھی غزہ کون سا پاکستان کا حصہ ہے۔ برازیل میں تو پھر بھی ہماری فٹ بال ٹیم استعمال ہو رہی ہے اور دیکھا آج برازیل کے ساتھ کیا ہوا۔ اب چھوڑو بھی، کیا بار بار غزہ کی بات کرتے ہو، وہاں لوگ میچ ہارنے پر اتنا رو رہے ہیں اور تمہیں غزہ کے بچوں، عورتوں اور مردوں کی جان کی فکر ہے۔ کبھی انجوائے بھی کرنے دیا کرو۔
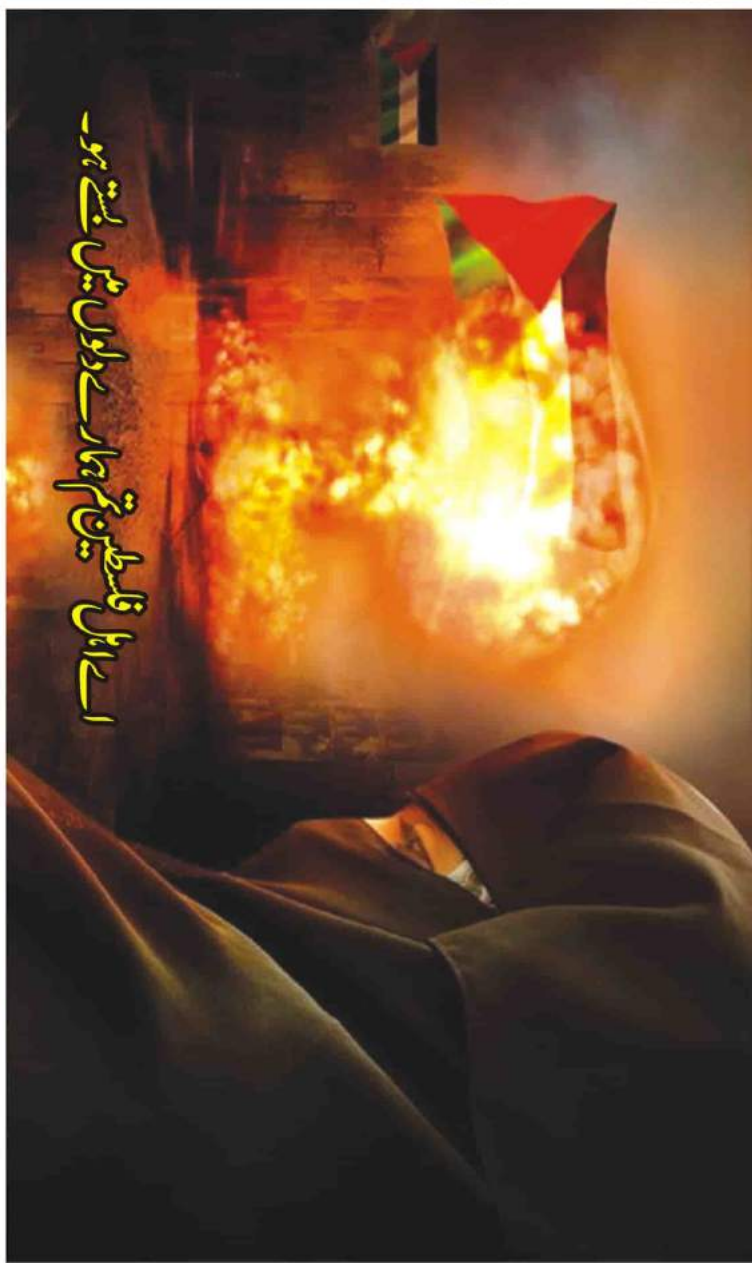
غزہ کی بہادر خواتین

اسرائیل خواتین کی اسمگلنگ کا سب سے بڑا اڈہ

ماریہ نے یوکرائن کے دارالحکومت کیف میں 1967ء کے اوائل میں آنکھ کھولی۔ متوسط خاندان سے تعلق رکھنے والی اس لڑکی نے ٹیکنیکل انجینئرنگ میں ڈپلومہ کرکے کوئی مناسب نوکری تلاش کرنا شروع کردی۔ ابتدا میں اسے ایک ایڈورٹائزنگ کمپنی میں کام کرنے کا موقع ملا۔ دوران ملازمت ماریہ کی ایک سہیلی بیرون ملک ملازمت کے لیے چلی گئی۔

سہیلی کے چلے جانے کے بعد ماریہ نے بیرون ملک ملازمت کے خواب دیکھنے شروع کردیئے۔ اتفاق سے جس دفتر میں وہ برسر روزگار تھی، اس سے ملحقہ ایک پرانے فلیٹ میں لوگوں کو بیرون ملک بھیجنے کے ایک ادارے کا دفتر تھا۔ اگرچہ یہ دفتر بالکل نیا اور عارضی تھا۔ اس کا اسٹاف بھی بالکل ناآشنا لوگوں پر مشتمل تھا۔ ماریہ نے اپنے خواب کی تعبیر کے لیے دفتر کے ایک اہلکار سے ملاقات کی اور اپنی خواہش اس کے سامنے رکھی۔ دفتری اہلکار جس نے اپنا نام ظاہر نہ کیا، نے یقین دہانی کرائی کہ وہ اسے بیرون ملک بھیجنے میں ضرور مدد دے گا۔ اس نے ماریہ سے ایک فارم بھروایا اور پھر اسے جلد جواب دینے کا وعدہ کرکے رخصت کردیا۔

ایک ماہ کے بعد ماریہ کو ایک خط موصول ہوا، جس میں اسے اسرائیل میں بہترین ملازمت کے ایک موقع سے فائدہ اٹھانے کی پیشکش کے ساتھ مبارکباد بھی دی گئی تھی۔ خط میں لکھا گیا تھا کہ اسے جلد اسرائیل کا فری ویزہ بھی مل جائے گا اور وہ ملازمت کے لیے تل ابیب روانہ ہوجائے گی۔ خط میں ملازمت کی دیگر تفصیلات نہ تھیں، تاہم تفصیلات معلوم کرنے کے لیے دفتر آنے کو کہا گیا تھا۔ ماریہ کے لیے یہ خوشی کا موقع تھا۔ اس نے اپنے والدین سے مشورہ کیا اور ان کی رضامندی حاصل کرکے ملازمت دلوانے والے ادارے کے دفتر میں جاکر دیگر معلومات بھی حاصل کرنا شروع کردیں۔

ماریہ کو بتایا گیا کہ اسے تل ابیب کی ایک فیکٹری میں اہم عہدے پر کام کرنے کا موقع ملے گا، جہاں اس کی ماہانہ تنخواہ 10 ہزار ڈالر سے زیادہ ہوگی۔ طعام و قیام بھی کمپنی کے ذمہ ہوگا۔ ماریہ نے ہامی بھرلی۔ تقریباً ایک مہینے کے اندر اندر اسے ویزہ جاری کرنے کی یقین دہانی کرادی گئی۔ ادھر ماریہ نے بھی بڑے زور و شور سے بیرون ملک جانے کی تیاریاں شروع کردیں۔ ابھی چند دن ہی گزرے تھے کہ اسے ٹیلی فون کرکے دفتر آنے اور اپنا ویزہ حاصل کرنے کو کہا گیا۔ بیرون ملک ملازمت کا یہ کام جس سرعت سے ہورہا تھا، اسے ماریہ نے اپنی قسمت کی یاوری سمجھا۔ خوشی خوشی تیار ہوکے وہ دفتر روانہ ہوگئی۔ اس بار دفتر کی جگہ تبدیل ہوچکی تھی۔ اسے کم آبادی والے علاقے میں منتقل کردیا گیا تھا۔ ماریہ نے ویزہ لیا اور 15 دن کے اندر اس کے بیرون ملک جانے کے تمام انتظامات مکمل کرلیے گئے۔ 19 اگست 1999ء کو ماریہ ہوائی جہاز کے ذریعے دیگر 6 خواتین کے ساتھ اسرائیل روانہ ہوگئی۔

خواتین کی بین الاقوامی اسمگلر

ماریہ اور اس کی ہمسفر خواتین کو مقبوضہ فلسطین کے شہر عسقلان کے ایک ہوٹل میں ٹھہرایا گیا۔ چند دن کے قیام کے دوران ان کی اچھی طرح خاطر تواضع کی گئی، لیکن انہیں ان کے اصرار کے باوجود اصل منزل کے بارے میں بتایا نہیں جا رہا تھا۔ اچانک انہیں ایک دن کسی گروہ کے سپرد کر دیا گیا۔ اس کے بعد ماریہ اور دیگر خواتین کی ایک ایسی کہانی نے جنم لیا جو افسوسناک بھی ہے اور شرمناک بھی۔

انہیں جلد ہی معلوم ہو گیا کہ وہ کسی جرائم پیشہ گروہ کے ہتھے چڑھ چکی ہیں۔ ان میں سے ہر ایک 8 سے 10 ہزار ڈالر کے عوض فروخت کر دی گئی۔ خرید و فروخت کا یہ سلسلہ آگے بھی جاری رہا۔ یوں وہ ایک کے بعد دوسرے گروہ کے حوالے کی جاتی رہیں۔ ان کی فحش فلمیں بنائی جاتیں اور انکار کرنے پر بدترین تشدد کا نشانہ بنایا جاتا۔ جن خفیہ کیمپوں میں ماریہ نے اپنی زندگی کے سیاہ شب و روز بسر کیے، وہاں نئی خواتین کے آنے پر سابقہ خواتین کو کسی دوسری جگہ منتقل کر دیا جاتا۔

مسلسل 8 سال تک ماریہ کو جنسی ہوس کا نشانہ بنایا جاتا رہا اور پھر ایک روز وہ موقع پا کر پیشہ ور گروہ کے چنگل سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئی۔ برطانوی نشریاتی ادارے بی بی سی کو اپنے فرار کی داستان سناتے ہوئے ماریہ نے بتایا کہ اس نے ایسی ان گنت خواتین دیکھیں جنہیں اسرائیل لایا جاتا اور ان سے جنسی ہوس پوری کر کے آگے فروخت کر دیا جاتا۔ انسانی اسمگلنگ اور خواتین کی خرید و فروخت کے اسرائیلی اعداد و شمار کے مطابق اکیسویں صدی کے آغاز ہی سے خواتین کی اسمگلنگ اور ان سے ہونے والی زیادتیوں میں اسرائیلی پوری دنیا میں پہلے نمبر پر ہے۔ خواتین کی اسمگلنگ میں ملوث گروہ کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس کے بعد سے اب تک اقوام متحدہ کے اعداد و شمار کے مطابق عالمی ادارے کی طرف سے بارہا توجہ دلانے کے باوجود اسرائیل میں اس مکروہ دھندے کا بازار اب بھی گرم ہے۔

2000ء میں جب اسرائیل کا نام اس دھندے میں ملوث ہونے کی وجہ سے ہٹ لسٹ پر آیا تو حکام نے اس کی روک تھام کے لیے قانون سازی بھی کی اور خواتین کی خرید و فروخت کرنے والے گروہوں کے خلاف سخت کارروائی کر کے ان کی تمام جائیدادیں ضبط کرنے کا فیصلہ کیا گیا، لیکن اعلیٰ سطحی حکام اور بااثر لوگوں کے اس مکروہ فعل میں براہ راست ملوث ہونے کی وجہ سے یہ قانون خود بخود بے اثر ہو کر رہ گیا۔ بظاہر حکومت نے ایسے چند عناصر بے نقاب بھی کیے اور انہیں سزائیں بھی دیں۔ تاہم اسرائیل اس عمل میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ کر سکی اور اسرائیلی آج بھی آزادانہ اس جرم کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

مصر میں خواتین کی اسمگلنگ

اسرائیل میں جنس پرستی، جسم فروشی اور خواتین کی اسمگلنگ کے روز افزوں واقعات کو خطے کے دیگر ممالک بھی تشویش کی نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ مصری فوج کی جانب سے ایسے متعدد گروہ بے نقاب ہونے کے بعد یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ مصر میں بھی خواتین اسمگلنگ میں سرگرم نیٹ ورک کے ڈانڈے اسرائیل سے ملتے ہیں۔ مصری ذرائع کہتے ہیں کہ حکام کو اس مسئلے سے نمٹنے کے لیے مشترکہ طور پر ایک جامع حکمت عملی اپنانے کی ضرورت ہے۔ بصورت دیگر یہ نیٹ ورک مزید مضبوط ہو کر خطے کے دیگر ممالک کو بھی اپنی لپیٹ میں لے سکتا ہے۔ عرب دنیا میں بے راہ روی کے عام ہونے سے نیٹ ورک کو آزادانہ کام کرنے کے مواقع مل رہے ہیں اور کمزور گروہوں کی بھی حوصلہ افزائی ہو رہی ہے۔

عربی روزنامے ''الشرق الاوسط'' کی رپورٹ کے مطابق خواتین کی خرید و فروخت کا یہ سلسلہ ایشیائی عرب ممالک سے افریقی عرب ممالک تک وسیع ہو چکا ہے۔ مراکش اور لیبیا جیسے ممالک میں بھی یہ کاروبار تیزی سے پروان چڑھ رہا ہے۔

اسرائیل میں ہر سال 50 ہزار سے زائد خواتین اسمگل ہو کر لائی جاتی ہیں، جن میں نیپالی خواتین کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ جہاں ان خواتین سے سخت مشقت کا کام لیا جاتا ہے اور ساتھ ساتھ ذہنی و جسمانی تشدد کا نشانہ بھی بنایا جاتا ہے۔ اکثر خواتین تشدد کی وجہ سے ہلاک ہو جاتی ہیں۔

(اسرائیل آغاز سے انجام کی طرف:154)

غزہ کی حاملہ عورت پر اسرائیلی حملہ

غزہ سٹی: غزہ میں اس وقت قدرت کا ایک معجزہ دیکھنے میں آیا جب ایک حاملہ خاتون کی شہادت کے بعد بچی کو مادر رحم سے زندہ نکال لیا گیا۔
وسطی غزہ کے علاقے دارالبلا میں یہ حیرت انگیز واقعہ اس وقت پیش آیا جب ایک عمارت پر حملے میں 4 خاندانوں کے متعدد افراد شہید ہو گئے جن میں سے ایک 23 سالہ حاملہ خاتون نے اسپتال پہنچ کر دم توڑا۔

طبی عملے نے اس حاملہ خاتون کے بطن میں موجود بچی کو زندہ نکال لیا اور اسے ایک معجزہ قرار دیا۔
طبی ٹیم کے سربراہ ڈاکٹر فادی الخروط نے بتایا کہ یہ بچی ایک معجزہ ہے، کیونکہ اس خاتون کی شہادت آپریشن سے 10 منٹ قبل ہو چکی تھی۔
انہوں نے مزید بتایا کہ اگر ماں کی موت ہو جائے تو اس کے 5 منٹ بعد مادر رحم میں موجود کسی بچے کے بچنے کا امکان بھی نہ ہونے کے برابر رہ جاتا ہے اور اب بھی اس بچی کے بچنے کے امکانات ڈاکٹروں نے ففٹی ففٹی ظاہر کئے ہیں۔
اس بچی کی حالت تا حال کافی نازک ہے، تاہم ڈاکٹرز اس کی صحت یابی کے لئے پر امید ہیں۔

غزہ کے معصوم لوگوں کے زخمی بدن، لاشیں اور جنازہ

غزہ کی آبادی کا بڑا حصہ نفسیاتی امراض کا شکار ہو چکا

فلسطین میں غزہ کے مقام پر کوئی گھر ایسا نہیں جو اسرائیل کی طرف سے ڈھائی جانے والی قیامت سے متاثر نہ ہوا ہو۔ کوئی آنکھ ایسی نہیں جس سے لہو رنگ آنسو نہ ٹپکے ہوں، کوئی خاتون ایسی نہیں جو اپنے آنگن میں بچھی میت پہ روئی نہ ہو۔ اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق ہر گھنٹے میں ایک فلسطینی بچہ کسی نہ کسی صورت بم کا شکار ہو رہا ہے۔ عالمی ادارے کی طرف سے جاری کی جانے والی رپورٹ کے مطابق غزہ پر حالیہ چند ماہ کے دوران اسرائیلی حملوں میں ہونے والے جانی اور مالی نقصانات 2008 اور 2012 میں غزہ پر کیے جانے والے اسرائیلی حملوں کے نتیجے میں ہونے والے مجموعی نقصانات سے کہیں زیادہ ہیں۔ یہاں کوئی فرد ایسا نہیں جس نے اپنے پیاروں کے بے گور و کفن لاشے نہ دیکھے ہوں۔ کوئی ماں ایسی نہیں جس نے اپنے جگر گوشوں کے ننھے وجود لہو میں تر اور انہیں کفن اوڑھے مٹی میں ملتے نہ دیکھے ہوں۔

اقوام متحدہ کے ادارے یونیسیف کی طرف سے جاری کی جانے والی رپورٹ کے مطابق غزہ کی 18 لاکھ افراد کی آبادی کا نصف حصہ معصوم بچوں پر مشتمل ہے۔ جسموں پہ لگے زخم بھر بھی جائیں، لیکن ان گنت پھولوں کی مانند بچوں کے معصوم ذہن اور روح پر لگے زخموں کی بخیہ گری ممکن ہی نہیں۔ ان ننھے خاک نشینوں کے علاوہ 2700 معصوم فلسطینی بچے ایسے ہیں جن کے جسموں پر گہرے زخموں کے پیوند لگ چکے ہیں، جبکہ بہت سے نازک وجود ایسے ہیں جو زندگی بھر کے لئے معذور ہو گئے ہیں۔ اس اسرائیلی بربریت نے غزہ کے بچوں کی نفسیات کو بری طرح سے متاثر کیا ہے۔ عالمی میڈیا کا کہنا ہے کہ ان فضائی حملوں اور بمباری کے باعث غزہ کے بچے شدید خوف اور دباؤ کا شکار ہیں۔ ان میں سے لگ بھگ 4 لاکھ بچے ایسے ہیں جن کو فوری طور پر نفسیاتی مدد کی ضرورت ہے۔ اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے رابطہ دفتر OCHA کے اعداد و شمار کے مطابق شہید ہونے والی خواتین میں سے 187 ایسی تھیں جن کی عمریں 60 سال یا اس سے بھی زیادہ تھیں۔ OCHA کے مطابق شہید ہونے والے سب سے کم عمر بچے کی عمر 10 دن جبکہ شہید افراد میں سے سب سے بڑے شخص کی عمر 100 سال ہے۔ اقوام متحدہ کی جاری کردہ رپورٹوں کے مطابق فلسطینی شہداء کی سب سے زیادہ تعداد کا تعلق غزہ کے جنوب میں واقع ''خان یونس'' نامی علاقے سے ہے۔

فلسطینی شہداء کی بڑی تعداد ملبے تلے دبی ہے

غزہ میں اب تک اسرائیلی حملوں سے شہید ہونے والوں کی تعداد 2500 سے تجاوز کر چکی ہے۔ پاکستان میں فلسطین کے نائب سفیر حسنی ابو غوث نے ''امت'' کے ساتھ خصوصی گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ اسرائیلی حملوں سے غزہ کے مضافات اب صرف ملبے کا ڈھیر ہیں اور اس ملبے میں کتنے شہداء کی لاشیں ہیں، کچھ پتہ نہیں۔ اس لیے کہ امدادی کاموں کے تمام راستے بند ہیں۔ کسی بھی امدادی ٹیم کو غزہ میں داخلے کی اجازت نہیں ہے۔ شہید ہونے والوں میں 2 تہائی تعداد بچوں کی ہے۔ ان کی تعداد 800 تک جا پہنچی ہے۔ جبکہ شہداء میں 450 خواتین بھی ہیں۔ 2500 شہداء میں 250 سے زائد مرد و خواتین ایسے ہیں جن کی عمریں 60 سال سے زائد ہیں۔ اب تک 10 ہزار سے زائد شہری زخمی ہو چکے ہیں۔ 10 ہزار سے زائد عمارتیں مکمل تباہ ہو چکی ہیں۔ جن میں رہائشی گھروں کے ساتھ ساتھ اسکول، ہسپتال اور سرکاری دفاتر بھی شامل ہیں۔

اس تن پہ جدھر دیکھئے 100 زخم سجے ہیں

یہ خالد نصر ہے۔ غزہ کا پرامن شہری۔ بمباری ہوئی تو یہ روزے سے تھا۔ وہ شوال کے 6 روزے رکھنا اس قیامت میں بھی نہ بھولا تھا۔ وحشیانہ بمباری سے خالد نصر کے گھر کو ملیامیٹ کر دیا اور وہ اپنے خاندان سمیت ملبے میں دفن ہو گیا۔

خالد نصر جیسے نہ جانے کتنے روزے دار ابھی تک ملبے کے نیچے خاک و خون کا ڈھیر بنے پڑے ہیں؟ پتہ نہیں ان کو کفن نصیب ہوگا یا وہ ملبے کی قبر میں ہی دفن ہو جائیں گے؟

غزہ...... میں اتنا بے بس کیوں ہوں؟؟؟

کاغذ بھی خون کا ہے قلم میں بھی خون ہے
لکھنا بھی مجھ کو خون ہے میں کس طرح لکھوں

زاہد شمسی

فلسطین کے نائب سفیر حسنی ابوغوث کا مزید کہنا تھا کہ غزہ پر اسرائیل نے اس طرح بمباری کی ہے کہ شہر کے مضافات میں کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ قدرتی آفات میں بھی کچھ باقی رہ جاتا ہے۔ اسرائیلی یہودیوں نے محض تباہی کے لیے غزہ پر حملہ کیا۔ انہوں نے بتایا کہ غزہ کا علاقہ رقبے میں اسلام آباد سے بھی چھوٹا ہے۔ کل رقبہ 350 مربع کلومیٹر ہے۔ اب وہاں ہر طرف تباہی ہی تباہی نظر آتی ہے۔ شمال سے مشرق اور جنوب تک ملبہ ہی ملبہ ہے۔ اسرائیل کی سرحد کے قریب رہنے والے شہری اپنے گھر خالی کر کے نسبتاً محفوظ علاقوں یا پناہ گاہوں میں منتقل ہو گئے ہیں۔ تقریباً ڈھائی لاکھ سے زائد شہری اقوام متحدہ کے زیر انتظام اسکولوں میں مقیم ہیں، لیکن اسرائیلی جارحیت سے اب وہ اسکول بھی محفوظ نہیں۔ اتوار کو اقوام متحدہ کے اسکول پر اسرائیلی حملے میں 40 بچے شہید ہو گئے۔ لیکن اصل مسائل زندہ انسانوں کو درپیش ہیں، جن کی زندگی کو اسرائیل نے مشکل بنا دیا ہے۔

غزہ کی مشکلات

اسرائیل نے غزہ کے بجلی پیدا کرنے والے تمام پاور پلانٹس تباہ کر دیئے ہیں۔ پانی پہنچانے کے لیے واٹر پمپس چلانا مشکل ہے۔ اس سے زیادہ مشکل یہ ہے کہ پانی کے تمام ذخائر کو بھی اسرائیل نے تباہ کر دیا ہے۔ اس لئے نہ صرف پینے کے پانی کی قلت ہے، بلکہ عام استعمال کے پانی کا حصول بھی ناممکن ہوتا جا رہا ہے۔ 20 ہسپتال اور 16 کلینک اسرائیلی حملوں سے بری طرح متاثر ہوئے ہیں۔ 12 ہسپتال اور 50 کلینک ایسی حالت میں ہیں کہ ان کو استعمال ہی نہیں کیا جا سکتا۔ کوئی ہسپتال بھی غزہ میں اسرائیلی حملے سے محفوظ نہیں رہا۔ غزہ کے سب سے بڑے ہسپتال کا واحد بلڈ بینک کو بھی نقصان پہنچا ہے اور اب وہ کام نہیں کر رہا۔ بغیر بجلی کے دوسرے بلڈ بینک بھی کام نہیں کر سکتے۔ سینٹرل سول ڈیفنس یونٹس جیسے فائر بریگیڈ اور ایمرجنسی میں لوگوں کی مدد کرنے والے اداروں کو بھی خصوصی طور پر نشانہ بنایا گیا ہے اور انہیں مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا ہے۔ درجنوں ایمبولینسوں کی تباہی کے علاوہ کئی متعدد ڈاکٹر، نرسیں اور ڈرائیور شہید اور زخمی ہوئے ہیں۔

صورتحال یہ ہے کہ غزہ میں پروفیشنل ڈاکٹر اور ماہر طبی عملے کی کمی ہے۔ ہمیں سرجنز اور دیگر طبی ماہرین کی ضرورت ہے۔ صرف طب کے شعبے میں ہی نہیں بلکہ انسانی زندگی کے دیگر اہم شعبوں میں بھی ماہرین کی مدد کی ضرورت ہے۔ آئندہ آنے والے دنوں میں صورتحال بد سے بدتر ہوتی چلی جائے گی، کیونکہ کسی بھی طرف سے غزہ میں داخلے کی اجازت نہیں ہے۔ نہ خوراک ہے نہ دوائیں۔ ایک سوال کے جواب میں حسنی ابو غوث کا کہنا تھا کہ جب فلسطینیوں کو محصور کر دیا گیا تو انہوں نے یہ راستہ نکالا کہ سرنگیں بنا کر روزمرہ کی اشیاء غزہ منگوانے لگے۔ ہم صرف مصر کے بازاروں سے اپنی ضرورت کا سامان لاتے ہیں۔ ہم اس سے بھی انکار کرتے کہ کچھ جنگجو ان سرنگوں کے ذریعے اسلحہ بھی لے آتے ہیں۔ اسرائیل بظاہر یہ بھی بہانہ بنا رہا ہے اور دعویٰ کر رہا ہے کہ اس نے تمام سرنگوں کو تباہ کر دیا ہے۔ تاہم اس میں کتنی صداقت ہے؟ اس کا علم نہیں۔ فلسطینی ہلال احمر اس وقت اپنی سی کوششیں کر رہی ہے باوجود اس کے کہ ہمارے پاس ڈاکٹروں کی کمی ہے، ایمبولینسوں کی کمی ہے، سڑکیں تباہ ہو چکی ہیں۔ ہم ان تباہ شدہ علاقوں تک نہیں پہنچ سکتے، جہاں لوگ زخمی حالت میں امداد کے منتظر ہیں۔ 10، 15 روز پہلے جن لوگوں کے گھر اسرائیلی بمباری سے تباہ ہوئے تھے، وہ ابھی تک ملبے کے اوپر رہ رہے ہیں۔ اسرائیل جس علاقے کے لیے جنگ بندی کا اعلان کرتا ہے، تھوڑی دیر بعد اسی علاقے کے لوگ جب نکلتے ہیں تو تاک تاک کر نشانہ بناتا ہے۔

مغربی میڈیا کہہ رہا ہے کہ اسرائیلی فوجیں غزہ سے چلی گئیں ہیں۔ لیکن یہ خبر درست نہیں۔ اسرائیل نئے حملوں کی تیاری کر رہا ہے۔ شمال میں چند علاقوں سے صہیونی فوجی واپس گئے ہیں، لیکن ان کی آرٹلری وہاں موجود ہے اور وہ مسلسل گولہ باری کر رہی ہے۔ ان کے F-16 طیارے وہاں موجود ہیں۔ صورتحال مزید خراب سے خراب ہو رہی ہے کہ ان کی گولہ باری مستقل جاری ہے۔

مصر کے رویے کے بارے میں فلسطین کے نائب سفیر حسنی ابو غوث کا کہنا تھا کہ وہ اپنی سرکاری ذمہ داریوں کی بناء پر اس بارے میں کوئی تبصرہ نہیں کر سکتے، لیکن حقیقت میں سب اس سے واقف ہیں۔ مصریوں کے پاس اپنے اقدامات کے لیے اپنے جواز ہوں گے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کے پاس علاج کے لیے زخمی آ رہے ہیں، لیکن ہمارے پاس اس کی کوئی تفصیل نہیں ہے۔ صرف یہ اطلاع ہے کہ بہت کم تعداد میں زخمی مصر گئے ہیں اور جو گئے ہیں ان کا تعلق مغربی کنارے اور القدس سے ہے، لیکن 11 ہزار سے زائد زخمی غزہ میں طبی امداد کے منتظر ہیں اور غزہ میں ان کے علاج کے لیے سہولتیں موجود نہیں۔ جو تھیں وہ بمباری سے تباہ ہو چکی ہیں۔

(تحریر: وجیہ احمد صدیقی صاحب)

اسرائیل غزہ پر چھوٹے جوہری بم برسا رہا ہے

غزہ کے ہسپتالوں میں رضا کارانہ ڈیوٹی دینے والے غیر ملکی طبی ماہرین نے تصدیق کر دی ہے کہ اسرائیل غزہ پر بمباری میں غیر روایتی، جوہری مواد کے حامل (Depleted uranium) اور فاسفورس بموں کا استعمال کر رہا ہے۔ واضح رہے کہ یورنیم سے آلودہ بموں کو ''چھوٹے جوہری بم'' قرار دے کر عالمی برادری ان پر پابندی لگا چکی ہے، لیکن اسرائیل فلسطینیوں پر یہ بم مسلسل برسا رہا ہے۔ تاہم غزہ میں دنیا بھر سے آئے ہوئے ڈاکٹروں نے کلینیکل ٹیسٹ اور مریضوں کی کیس ہسٹری کی مدد سے اسرائیلی جنگی جرائم کی رپورٹ تیار کر لی ہے، جسے اقوام متحدہ میں پیش کیا جائے گا اور مطالبہ کیا جائے گا کہ Depleted یورنیم اور فاسفورس بموں کے استعمال پر اسرائیل کا عالمی مواخذہ کیا جائے۔

آن لائن فلسطینی جریدے Occupiedpalestine نے اپنی رپورٹ میں انکشاف کیا ہے کہ اسرائیلی افواج کی جانب سے اہل غزہ پر جوہری مواد کے حامل بموں کے استعمال کے بارے میں اقوام متحدہ کو پورا علم ہے۔ اقوام متحدہ کو 2010ء اور 2012ء میں کی جانے والی تحقیقات سے ثبوت مل چکا تھا کہ اسرائیلی فوج نے امریکی ٹیکنالوجی کی مدد سے ایسے ہیل فائر میزائل، آرٹلری اور انفیٹر ی کے گولے اور مارٹر بم تیار کئے ہیں، جن پر جوہری مواد کی کوٹنگ کی گئی ہے، تاکہ یہ بم مزید مہلک ہو جائیں اور ان سے زخمی ہونے والے بھی شفایاب نہ ہو سکیں۔ اسرائیل کی جانب سے ممنوعہ بموں کے استعمال کے حوالے سے آن لائن جریدے ''اینٹی وار'' کا کہنا ہے کہ اسرائیل، ڈرون طیاروں کی مدد سے چھوٹے جوہری ہتھیاروں کا استعمال کر رہا ہے جنہیں امریکی فوجی اصطلاح میں ''ڈینس انرٹ میٹل ایکسپلوسیو'' (DIME) کہا جاتا ہے۔ اسرائیلی فوجی ماہرین کے مطابق ان بموں میں ''ٹنگسٹن'' کا استعمال کیا گیا ہے جو انسانی جسم میں داخل ہو کر کینسر کا سبب بنتا ہے۔

عرب جریدے ''القدس'' کی رپورٹ کے مطابق گزشتہ اتوار کو فلسطینی وزارت صحت کے انڈر سیکریٹری یوسف ابوریش نے بتایا ہے کہ الشفاء، الناصر اور دیگر ہسپتالوں میں اسرائیلی فاسفورس اور یورنیم آلودہ بموں سے زخمی ہونے والوں کی خصوصی نگہداشت کا بندوبست کیا گیا ہے۔ فلسطینی ہیلتھ منسٹری کا کہنا ہے کہ اب تک 9000 زخمیوں کی ٹریٹمنٹ کی گئی ہے۔ ان 9000 میں سے 2500 افراد کو ''ڈپلیٹیڈ یورنیم بموں'' کے زخم آئے ہیں، جن میں خواتین اور بچے بھی شامل ہیں۔ انہیں دیگر زخمیوں سے الگ کر دیا گیا ہے۔ ترکی، قطر اور لاطینی امریکی ممالک کے حکام سے ان زخمیوں کے علاج میں مدد کی درخواست کی گئی ہے، تاکہ ان زخمیوں کا نہ صرف علاج ہو سکے، بلکہ پوری دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھ لے کہ اسرائیل کس قسم کے بھیانک جنگی جرائم کا ارتکاب کر رہا ہے۔ ناروے سے تعلق رکھنے والے ڈاکٹر ایرک کے حوالے سے ایرانی نیوز چینل نے رپورٹ دی ہے کہ اسرائیلی فوج (DIME) بموں کا استعمال کر رہی ہے جو ڈرون طیاروں کی مدد سے غزہ پر پھینکے جا رہے ہیں۔ یہ بم زمین پر گرتے ہی چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں اور ان کی زد میں آنے والے زخمی کینسر کی لپیٹ میں آ کر سسک سسک کر مرتے ہیں۔ فلسطینی جریدے ''اکوپائیڈ فلسطین'' کا کہنا ہے کہ ماضی میں اقوام متحدہ کو اس بارے میں مکمل ثبوت مل چکے ہیں کہ فلسطینیوں کے خلاف اسرائیل، یورنیم بموں کا استعمال کر رہا ہے، لیکن اقوام متحدہ کی تفتیشی کمیٹی کی جانب سے اس ضمن میں کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔

ایرانی نیوز چینل ''العالم'' کا کہنا ہے کہ 2010ء کے حملوں میں زخمی ہونے والے فلسطینی باشندے اگرچہ بظاہر صحت یاب ہو چکے ہیں، لیکن ان کے جسموں میں کینسر سرایت کر جانے کے ثبوت موجود ہیں۔ اس کے سبب دو سال میں صرف غزہ میں کینسر کے مریضوں کی تعداد میں 30 فیصد اضافہ ریکارڈ کیا گیا ہے۔ فلسطینی وزارت صحت کا کہنا ہے کہ ان تمام مریضوں میں یہ قدر مشترک ہے کہ وہ تمام لوگ اسرائیلی بمباری میں زخمی ہوئے تھے۔ غزہ کے الشفاء ہسپتال کے سابق ماہر امراض کینسر (Oncologist) ڈاکٹر عطیہ کا کہنا ہے کہ اسرائیلی جوہری مواد کے حامل بموں کے سبب فلسطینیوں کے اجسام میں بلڈ کینسر بالخصوص اور جلد کا کینسر بالعموم پھیل رہا ہے۔ غزہ کے الناصر ہسپتال کے ہیڈ میل نرس، ناصر الدووی نے عالمی خبر رساں ادارے انٹرفیکس کو انٹرویو میں بتایا کہ اسرائیل کی جانب سے ڈپلیٹیڈ یورنیم بموں کے استعمال کے شواہد مل چکے ہیں۔ غزہ کے بیشتر زخمیوں کے جسموں پر چھوٹے جوہری بموں کے ٹکڑے لگے ہیں، یہ زخم عام مرہم یا دواؤں سے نہیں بھر رہے۔

واضح رہے کہ عالمی انسانی حقوق کے ادارے ''ایمنسٹی انٹرنیشنل'' کے مطابق ان کی جانب سے 2009ء میں اقوام متحدہ کی عالمی ایٹمی توانائی ایجنسی (JAEA) سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ وہ اسرائیلی فوج کی جانب سے فلسطینی عوام پر فاسفورس اور ڈپلیٹیڈ یورنیم کے استعمال کے حوالے سے 21 جنوری 2009ء اور 2 دسمبر 2012ء کو اقوام متحدہ کی جانب سے انکوائری کا آغاز کیا گیا تھا۔ لیکن کئی سال گزر جانے کے باوجود یہ تحقیقات مکمل نہیں ہو سکی ہیں، کیونکہ امریکہ نے اقوام متحدہ کے تفتیشی اراکین کو ایسا کرنے سے روک دیا تھا۔

(روزنامہ امت 4 اگست 2014ء، تحریر: احمد نجیب زادے)

اسرائیل ممنوعہ ہتھیار استعمال کر رہا ہے!

اسی طرح غزہ کے ہسپتالوں میں موجود ڈاکٹروں کی عالمی تنظیم، نیز برطانوی اخبارات نے اس بات کا انکشاف کیا ہے کہ صہیونی قوتوں نے اہل غزہ پر ممنوعہ ہتھیاروں کا استعمال کیا جن میں سب سے زیادہ مہلک ہتھیار White Phosphorus استعمال کیا گیا جوکہ Willy Pete کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اسی طرح Themo Beric Weapon استعمال کئے گئے ہیں جو انسان کو اس طرح بھسم کر ڈالتے ہیں جیسے بھٹی میں کسی چیز کو جلا کر پکایا جاتا ہے۔ یہ جنگی اقدامات بین الاقوامی جنگی عدالتوں کے سامنے صہیونی قوتوں پر مقدمہ چلانے کے لیے بہت کافی ہیں۔

صہیونی حملوں کے دوران فضا میں ایسی روشنیاں بکھر جاتی تھیں جیسے عام طور پر مختلف مواقع پر پھینکے جانے والے آگ کے پٹاخوں سے پیدا ہوتی ہیں، لیکن حقیقت میں یہ تباہ کن شعاعیں تھیں جو فاسفورس بم سے پیدا ہوتی تھیں جسے اسرائیل غزہ کے شہریوں اور مجاہدین کو تباہ کرنے کے لیے استعمال کر رہا تھا۔ ایرانی ٹی وی چینل ''پریس ٹی وی'' اور برطانوی اخبار ''ٹائمز'' کے مطابق ناروے کے ڈاکٹروں کی ٹیم نے غزہ میں زخمی ہونے والے مریضوں کے جسموں پر عجیب وغریب علامات دیکھی ہیں، جن میں سے بعض تو فاسفورس سے جلنے کی علامات ہیں اور بعض لاشیں ایسی دیکھی گئی ہیں جن میں یورینیم کے نشانات ملتے ہیں، جبکہ بعض کے جسموں کے تجزیے سے ایٹمی اور کیمیائی اسلحہ کے استعمال کرنے کے شواہد ملے ہیں۔

اسرائیل اس سے پہلے بھی اس قسم کے اسلحہ کے ساتھ 2006ء میں غزہ پر بمباری کر چکا ہے اور حزب اللہ کے ساتھ لڑائی میں لبنان پر بھی اس نے یہ ہتھیار استعمال کیے ہیں۔ اسی طرح اسرائیل کے دوست اور سرپرست امریکا کے ظالم فوجی عراق میں فلوجہ کے شہر پر یہ ہتھیار استعمال کر چکے ہیں جس میں وہ ان ہتھیاروں کے ذریعے ہی مجاہدین کو شہید کر کے داخل ہوئے تھے۔ اب امریکا افغانستان میں بھی یہ ممنوعہ اور مہلک ہتھیار استعمال کر رہا ہے۔

اسرائیل غزہ پر انسانی جسم بھسم کردینے والے بم استعمال کررہا ہے

''وائٹ فاسفورس'' ایسا ہتھیار ہے جو زندہ انسانوں کے جسم کو جلا ڈالتا ہے۔ یہ ایک کیمیاوی دھویں کی مانند ہے جو کہ جلد اور ہڈیوں کو جلا کر خاکستر کردیتا ہے۔ فضا میں آکسیجن سے ٹکرانے کے بعد یہ آگ کے شعلوں کی مانند فضا میں پھیل جاتا ہے اور اندرونی انسانی اعضاء تک کو بھسم کردیتا ہے۔

اس سے متاثرہ اجسام کالے رنگ کی راکھ کی مانند ہوجاتے ہیں۔ جنیوا معاہدے کے تحت دوران جنگ شہروں پر سفید فاسفورس ہتھیار برسانا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

دوسرا خطرناک ہتھیار جو اسرائیل نے استعمال کیا وہ Themo Baric بم ہے جو کہ ٹھوس ایندھن پر مشتمل ایک ذخیرہ ہے اور فائر ہونے کے بعد زہریلی گیس اور آتش گیر بارش میں تبدیل ہوجاتا ہے۔ یہ جس جگہ گرتا ہے وہاں کا درجہ حرارت بڑھ جاتا ہے۔ ہوا کا دباؤ کم ہوجاتا ہے اور اس جگہ آکسیجن ختم ہوجاتی ہے جس کی وجہ سے موت واقع ہوجاتی ہے یا سماعت و بصارت پر اثر پڑتا ہے اور ان کے ضائع ہونے کا خدشہ لاحق ہوجاتا ہے۔

9 جنوری کو انٹر پریس سروس کی ویب سائٹ پر شائع ہونے والی ''مڈل ایسٹ رپورٹ'' میں یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ اسرائیل فلسطینیوں پر امریکی اسلحہ استعمال کررہا ہے اور اس کے ساتھ ان بھاری ہتھیاروں کا ذخیرہ بھی اس کے زیر استعمال ہے جو گزشتہ چند سالوں میں امریکا نے اسے دیا ہے۔

غیر مرئی امراض پیدا کرنے والا سفید فاسفورس بم کا استعمال

امریکا کی گلوبل سیکورٹی نامی تنظیم نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ اسرائیل نے غزہ پر حملے کے دوران حماس کے ٹھکانوں کو نشانہ بنانے کے لئے سفید فاسفورس بم استعمال کئے ہیں جو کہ بہت خوفناک نتائج کا باعث بنے ہیں۔ ان ہتھیاروں سے پیدا ہونے والے امراض جسم کی ساخت کو اندرونی طور پر جلا دیتے ہیں۔ ان کا رنگ زردی مائل اور ان سے پیدا ہونے والی بدبو لہسن کی بدبو کی مانند ہے۔ Redress information Analysis اور BBS News کی ویب سائٹ پر نشر ہونے والی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اسرائیل کی طرف سے استعمال کئے گئے ہتھیاروں نے بہت سے فلسطینی مریضوں کو موت کی وادی میں دھکیل دیا ہے۔ ان زخموں کے نشانات بظاہر بیرونی اعضاء پر نمایاں نہیں ہوتے سوائے اس کے کہ یہ جلد کو خاکی رنگ میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ اس طرح اسرائیل اس الزام سے بچنے کی کوشش کر رہا ہے کہ اس نے فلسطینیوں کے خلاف ممنوعہ ہتھیار استعمال کئے ہیں، جبکہ حقیقت میں یہ ہتھیار جسم کے اندرونی ساخت پر اثر انداز ہوتے ہیں اور دل، معدہ، آنکھ اور کان کے اعضاء کو پارہ پارہ کر ڈالتے ہیں۔

(اسرائیل آغاز سے انجام کی طرف: 102)

فلسطینیوں پر زہریلی گیس استعمال کی گئی

فلسطین کے مغربی کنارے کے ایک گاؤں الزاویہ میں کام کرنے والی بین الاقوامی مڈل ایس میڈیا سینٹر کی ایک رپورٹ کے مطابق اسرائیل فلسطینی مظاہرین کو منتشر کرنے کے لیے جس گیس کا استعمال کررہا ہے وہ آنسو گیس نہیں، بلکہ ایک ایسی گیس ہے جو کہ انسانی اعصاب کو متاثر کرتی ہے۔ مذکورہ رپورٹ کے مطابق 10 جون 2004ء کو الزاویہ میں واقع دو دوا خانوں میں ایسے 130 لوگوں کا علاج کیا گیا جو کسی زہریلی گیس سے متاثر تھے۔ مریضوں میں بچے، عورتیں، بوڑھے اور جوان شامل تھے۔ رپورٹ میں اسرائیلی "پیس بلاک"، "کش شیلوم کے ذریعے الزاویہ سے جاری کی گئی ایک پریس اعلامیہ کے مطابق مظاہرین کو منتشر کرنے کے لیے اسرائیل نے جس گیس کا استعمال کیا وہ کوئی اور گیس تو ہوسکتی ہے، لیکن آنسو گیس قطعی نہیں۔

مظاہرین پر اس نامعلوم گیس کا استعمال اسرائیل نے پہلی بار نہیں کیا۔ فلسطینیوں کے خلاف اس طرح کے ہتھیاروں کا استعمال اسرائیل اپنے قیام سے لے کر آج تک مسلسل کرتا چلا آرہا ہے۔ 1948ء میں فلسطینی کنوؤں اور پانی کی سپلائی کرنے والے دیگر آبی ذخائر کو زہر آلود کر دیا گیا تھا۔ 1992ء میں اس قسم کی ایک اعصابی گیس سے لیس ایک طیارہ ایمسٹرڈیم کے مقام پر پھٹ گیا تھا۔ یہ طیارہ امریکہ سے اسرائیل کی جانب جارہا تھا۔ فلسطینی رہنما سلمان ابومتہ کے مطابق ایک ڈچ روزنامے نے اس معاملے کی گہرائی سے تفتیش کی تو اس بات کا انکشاف ہوا کہ اسرائیل جو کیمیائی و حیاتیاتی اسلحہ بنارہا ہے اس کی کڑیاں مغرب سے جڑتی ہیں۔ اس رپورٹ کے مطابق اسرائیل کے (Institute for Biological Research) اور برٹش امریکن حیاتیاتی اسلحہ پروگرام کے درمیان خاص ربط تھا۔ اس کے علاوہ اسرائیل کے اس بدنام انسٹی ٹیوٹ کا تعلق جرمنی اور ہالینڈ سے بھی رہا ہے۔

اسرائیلی فوج کے غزہ پر برسائے ممنوعہ مہلک بموں
کے اثرات سے متاثرہ ایک پھول سی فلسطینی بچی

اسرائیل نے برطانوی اسلحہ سے غزہ کو مقتل بنایا

اسرائیلی افواج نے برطانوی اسلحہ سے غزہ کو نہتے فلسطینیوں کا مقتل بنایا تھا۔ حملے شروع کرنے سے 6 ماہ قبل برطانیہ سے 70 لاکھ پاؤنڈ کا گولہ بارود اور جدید فوجی ساز و سامان خریدا گیا۔ یہ انکشاف صف اول کے برطانوی جریدے انڈی پینڈنٹ indepedent نے خفیہ دستاویزات کی رو سے کیا ہے۔ برطانوی اخبار کا کہنا ہے کہ غزہ پر اسرائیلی حملہ طے شدہ تھا، کیونکہ برطانوی محکمہ دفاع نے اسرائیل کے مطالبے پر اس کو غزہ جنگ سے قبل 70 لاکھ پاؤنڈز کا اسلحہ فراہم کرنے کی ڈیل مکمل کی تھی اور ٹھیک 6 ماہ کے بعد اسرائیل نے تین اسرائیلی نوجوانوں کے مبینہ اغواء کو بہانہ بنا کر غزہ پر آگ و آہن کی برسات کردی۔ اس اسرائیلی جارحیت سے 2200 سے زیادہ فلسطینی مرد و خواتین اور معصوم بچے شہید اور 12 ہزار سے زیادہ زخمی اور معذور ہوئے تھے۔

انڈی پینڈنٹ نے برطانوی حکومت کی اسرائیلی سرپرستی کا مزید پول کھولتے ہوئے بتایا ہے کہ اسرائیل کو 2010ء سے تا حال پونے چار سال میں 131 ملین پاؤنڈز کا برطانوی اسلحہ فراہم کیا جا چکا ہے، جو تمام غزہ پر استعمال کیا گیا ہے۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ اسرائیلی ڈرون طیارے ''ہرمن'' میں برطانوی پارٹس استعمال کئے جاتے ہیں اور یہی ڈرون غزہ میں فلسطینیوں کے خلاف جنگ میں سب سے زیادہ استعمال کیا گیا ہے۔ برطانوی محکمہ دفاع کی جانب سے اسرائیلی افواج کو فراہم کیا جانے والا اسلحہ و ایمونیشن غزہ کی جنگ میں استعمال کیا گیا ہے۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ اسرائیل کو برطانوی اسلحہ کی تمام ڈیل اور لائسنس منسوخ کئے جائیں۔ برطانوی لیبر پارٹی کی خاتون رکن پارلیمان ''کیٹی کلارک'' نے انڈی پینڈنٹ سے گفتگو کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ نہ صرف برطانوی حکومت نے اسرائیل کے غزہ پر حملوں کی مذمت سے گریز کیا، بلکہ حکومتی کمپنیوں نے اسرائیل کو جنگ کے لئے اسلحہ بھی فراہم کیا۔ اسرائیل کو برطانوی اسلحہ کی فروخت رکوانے کے لئے سرگرم تنظیم ''کمپین اگینسٹ آرمس ٹریڈ'' کے رہنما اینڈریو اسمتھ نے بتایا ہے کہ برطانوی ہائی کورٹ میں حکومت کے خلاف ایک مقدمہ دائر کر دیا گیا ہے، جس میں عدالت سے استدعا کی گئی ہے کہ وہ برطانوی حکومت سے پوچھے کہ وہ اسرائیل کے حق دفاع کو بہانہ بنا کر اسے اسلحہ کیوں فروخت کر رہی ہے؟ فلسطینیوں میں پایا جانے والا یہ تاثر درست ہے کہ اسرائیل کی طرح برطانیہ کے ہاتھ بھی اہل فلسطین کے خون سے رنگے ہوئے ہیں اور برطانیہ کی ڈیوڈ کیمرون حکومت بھی اسرائیل کی طرح فلسطینیوں کی قاتل ہے۔ آئرش جریدے بلفاسٹ ٹیلی گراف کا کہنا ہے کہ غزہ پر چڑھائی سے ٹھیک 6 ماہ قبل لاکھوں پاؤنڈز کے برطانوی اسلحہ کی اسرائیل کو فراہمی کے انکشاف پر برطانوی محکمہ دفاع اور حکومت نے چپ سادھ لی ہے۔ لیکن انسان دوست برطانوی تنظیموں اور انسانی حقوق کے اداروں میں اس انکشاف سے شدید بے چینی پھیلی ہوئی ہے۔

انڈی پینڈنٹ کی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ محکمہ دفاع کی دستاویزات سے علم ہوا ہے کہ برطانوی حکومت نے اسرائیل کو ڈرونز طیاروں کے اسپئیر پارٹس، جنگی طیارے، گن شپ، ہیلی کاپٹرز، ریڈارز کے پارٹس سمیت ہائی پاور ویپن سسٹم اور اسنائپر رائفلوں کے پرزے بھی فراہم کئے تھے۔ اس اسلحے میں انتہائی جدید انرجی رے ویپن (Energy ray weapons) سسٹم بھی شامل تھے، جن کی مدد سے نہ صرف ایئر فورس کا کام لیا جا سکتا ہے، بلکہ الیکٹرونک گاڑیوں اور آلات کو جام بھی کیا جا سکتا ہے۔ جریدے نے لکھا ہے کہ جنوری 2014 تا جون 2014 تک برطانوی حکومت نے 68 ایکسپورٹ لائسنسوں کی مد میں اسرائیل کو 69 لاکھ 60 ہزار پاؤنڈز کا اسلحہ اور اسپئیر پارٹس فروخت کئے، جو اسرائیل نے غزہ میں فلسطینیوں پر مسلط کردہ جنگ میں جولائی اور اگست 2014ء کے دوران استعمال کئے تھے۔

اسرائیل کا خونی صدر غزہ کے مسلمانوں کے خون میں نہاتے ہوئے

اگست 2014 کے غزہ پر اسرائیلی حملہ

جنگ بندی کا دھوکا دے کر اسرائیل نے غزہ پر حملہ کر دیا

مقبوضہ بیت المقدس (خبرایجنسیاں/ مانیٹرنگ ڈیسک) اسرائیل نے جنگ بندی کا دھوکا دیتے ہوئے غزہ کے شہریوں پر پھر قیامت ڈھادی اور وحشیانہ بمباری کرتے ہوئے مزید 120 فلسطینیوں کو شہید کر دیا۔

صہیونی فوج نے 72 گھنٹے کا سیز فائر صرف 3 گھنٹے بعد ختم کرنے کا اعلان کرتے ہوئے امدادی کارروائیوں میں مصروف لوگوں اور نماز جمعہ پڑھ کر مساجد سے نکلنے والے افراد پر اندھا دھند بمباری اور گولہ بارود شروع کر دی۔ فائر بندی کا سن کر غزہ میں لوگوں کی بڑی تعداد گھروں سے نکل آئی تھی، جو اسرائیلی درندگی کا نشانہ بن گئی۔ صرف رفح شہر میں 40 افراد شہید اور 200 زخمی ہوئے۔

امریکی صدر نے حماس پر جنگ بندی کی خلاف بندی کی خلاف ورزی کا الزام لگاتے ہوئے صہیونیوں کو مزید حملوں کی تھپکی دی اور کہا کہ کوئی ملک راکٹ حملے اور سرنگیں برداشت نہیں کر سکتا۔

فضائی حملے میں شہید ہونے والے ایک فلسطینی کی لاش فٹ پاتھ پر پڑی ہے۔

خوراک کیلئے کھڑے پناہ گزینوں پر اسرائیلی بمباری، 80 شہید

مقبوضہ بیت المقدس (امت نیوز) اسرائیل نے عالمی دباؤ کو نظر انداز کرتے ہوئے غزہ کے علاقے رفح میں ایک بار پھر اقوام متحدہ کے اسکول پر بمباری کی، جہاں 3 ہزار سے زائد فلسطینیوں نے پناہ لے رکھی تھی، پناہ گزین خوراک کے لئے لائن میں کھڑے تھے کہ انہیں نشانہ بنایا گیا، 10 سے زیادہ پناہ گزین شہید، جبکہ 200 سے زائد شدید زخمی ہوئے، جن میں بڑی تعداد میں خواتین اور بچے بھی شامل ہیں۔ رفح کے مختلف علاقوں جبالیہ اور غزہ کے دیگر علاقوں پر بھی اسرائیلی فضائی حملے جاری رہے۔ میڈیکل ذرائع کے مطابق اتوار کو مجموعی طور پر 80 سے زائد فلسطینی شہید ہوئے۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل بان کی مون نے روایتی انداز میں اقوام متحدہ کے اسکول پر حملے کی مذمت کی ہے۔ دوسری جانب صہیونی فوج نے اپنے لاپتہ لیفٹیننٹ ہڈر گولڈن کی ہلاکت کا اعلان کر دیا ہے، جبکہ زمینی لڑائی میں سخت ہزیمت اٹھانے کے بعد غزہ سے اسرائیلی فوج پسپا ہونا شروع ہوگئی ہے۔ ادھر اقوام متحدہ نے کہا ہے کہ 12 سال سے کم عمر 203 فلسطینی بچے بھی اسرائیلی درندگی کی بھینٹ چڑھ گئے ہیں۔ اسرائیلی جارحیت کے خلاف عالمگیر مظاہروں کا سلسلہ جاری ہے۔

لاشوں کے انبار لگا کر صہیونی فوج واپس، تدفین کے لئے جگہ کم پڑگئی

غزہ (امت نیوز/خبر ایجنسیاں) اسرائیل نے غزہ میں 28 روز تک قتل عام کرنے اور لاشوں کے انبار لگا کر مقبوضہ علاقے سے اپنے تمام فوجیوں کو واپس بلانے کا اعلان کر دیا ہے، جس کے بعد غزہ سے اسرائیلی فوجیوں کی واپسی شروع ہوگئی۔

عرب میڈیا کے مطابق اگرچہ اس وقت 3 روزہ جنگ بندی ہے، تاہم رفح اور غزہ پٹی کی صورت حال انتہائی دردناک دکھائی دیتی ہے۔ صہیونی حکومت کی لگاتار بمباری نے ایک مستقل خوف پیدا کر رکھا ہے۔ غزہ کی گلیوں میں جگہ جگہ لاشیں پڑی ہیں اور جگہ کی کمی کے باعث فلسطینی اپنے پیاروں کو سپرد خاک کرنے میں پریشان ہیں۔ شہید ہونے والوں کو دفن کرنے کی جگہ کم پڑگئی ہے اور لاشوں سے اٹھنے والی بدبو لوگوں کو متاثر کر رہی ہے۔

گلیوں اور بازاروں میں پڑی شہداء کی لاشیں بھری پڑی ہیں، غربت کی وجہ سے غزہ کے لوگوں میں قبر بنانے کی بھی سکت نہیں، حتیٰ کہ اجتماعی قبر بنانے کے وسائل بھی نہیں ہیں، کیونکہ غزہ میں جو بھی سامان آتا ہے وہ اسرائیلی بارڈر سے ہو کر گزرتا ہے، اہل غزہ سے اس کا بھاری ٹیکس لیا جاتا ہے۔

صرف فلسطین میں!!!

دوشیزہ کی شادی شدید بمباری کی وجہ سے مؤخر کردی جاتی ہے...... پھر دوسری مرتبہ بھی مؤخر کردی جاتی ہے کیونکہ شادی والا گھر بمباری کی وجہ سے تباہ ہوجاتا ہے...... پھر آخر کار وہ شادی منسوخ ہوجاتی ہے کیونکہ دولہا ''شہید'' ہوجاتا ہے۔ (عطاء سراجی)

افسوس اور فاتحہ لوگوں کے مرنے پر نہیں احساس کے مرنے پر پڑنا چاہئے، کیوں کہ لوگ مرجائیں تو صبر آجاتا ہے مگر!!! احساس مرجائے تو معاشرہ مرجاتا ہے۔

صرف لاشیں ہی لاشیں میری گود میں ۔۔۔کوئی پوچھے میں کیوں اتنا غمگین ہوں ۔۔۔ میں فلسطین ہوں ۔۔۔میں فلسطین ہوں
27.12.08 Gaza
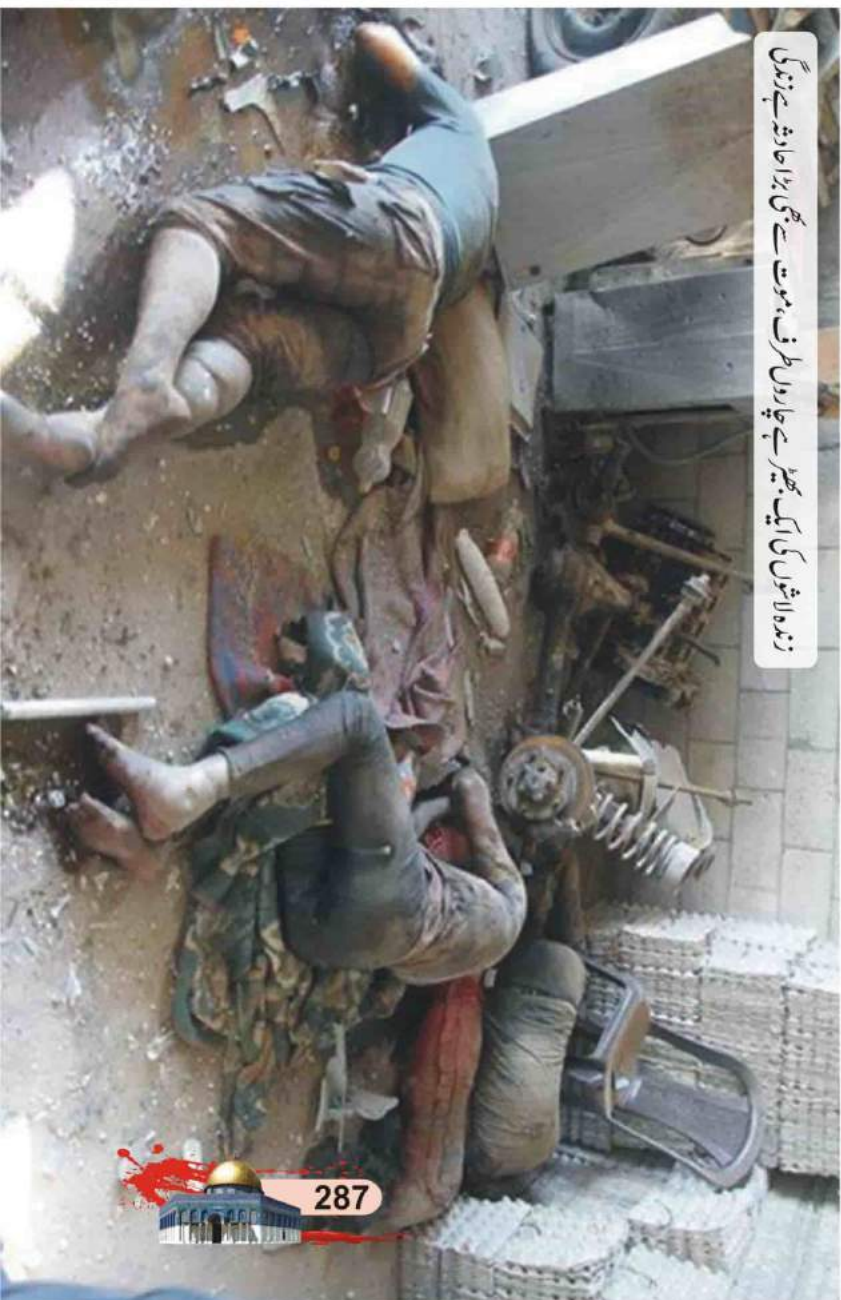
زندہ لاشوں کا ایک ڈھیر ہے چاروں طرف موت ہے گلی گلی حادثہ ہے زندگی

غزہ پر اسرائیلی حملوں کے بعد اٹھنے والے جنازے

غزہ کے شہداء کی قبرستان میں تدفین

بڑی انوکھی عید کی خریداری ہے شہر فلسطین میں
لوگ رو رو کر کفن خرید رہے ہیں
اپنے پیاروں کے لئے

شہید ہونے والے فلسطینی نوجوان
کے سرہانے اس کا معصوم بچہ رو رہا ہے

غزہ کے شہداء

فلسطین سے فیس بک کے ایک دوست کی رُلا دینے والی پوسٹ :

فلسطین میں روزانہ 6 نمازیں..... فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کے علاوہ نماز جنازہ۔

(عطا مرزاگی)
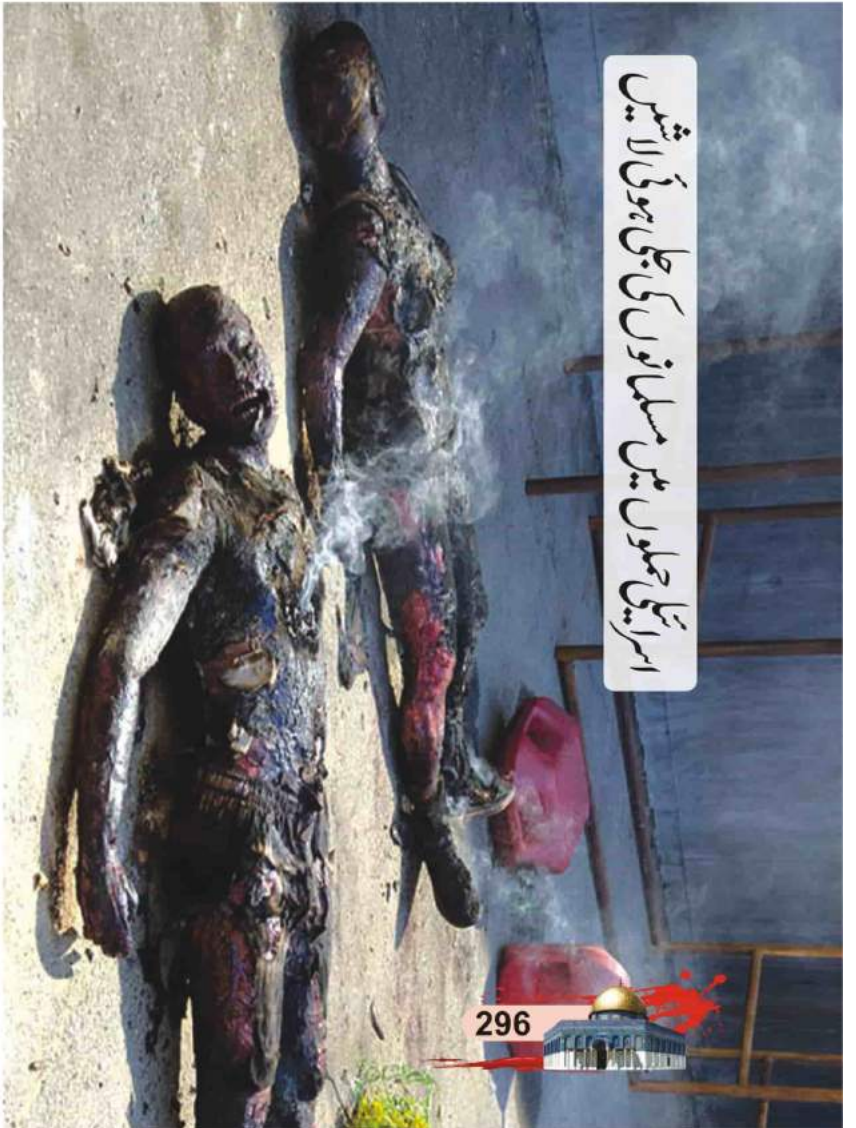
اسرائیلی حملوں میں مسلمانوں کی جلی ہوئی لاشیں

پانی سے سستا غزہ کے مسلمانوں کا خون

اسرائیلی فوج کی وحشیانہ فائرنگ سے زخمی ہونے والے فلسطینی نوجوان کا خون فرش پر بکھرا ہوا ہے۔ کچھ مسلمانوں نے اس کے گرد پتھر اور ٹہنیاں رکھ دی ہیں۔ ظالم یہودیوں کے پنجہ ستم میں جکڑے ہوئے بے بس مسلمان اور کر بھی کیا سکتے ہیں؟ لیکن کیا دنیا بھر میں پھیلے ہوئے سوا ارب مسلمانوں نے کبھی سوچا کہ انہوں نے قبلہ اول کی بازیابی اور مظلوم فلسطینیوں کی حمایت کے لئے آج تک کیا کیا ہے؟؟؟

PRESS
PRESS
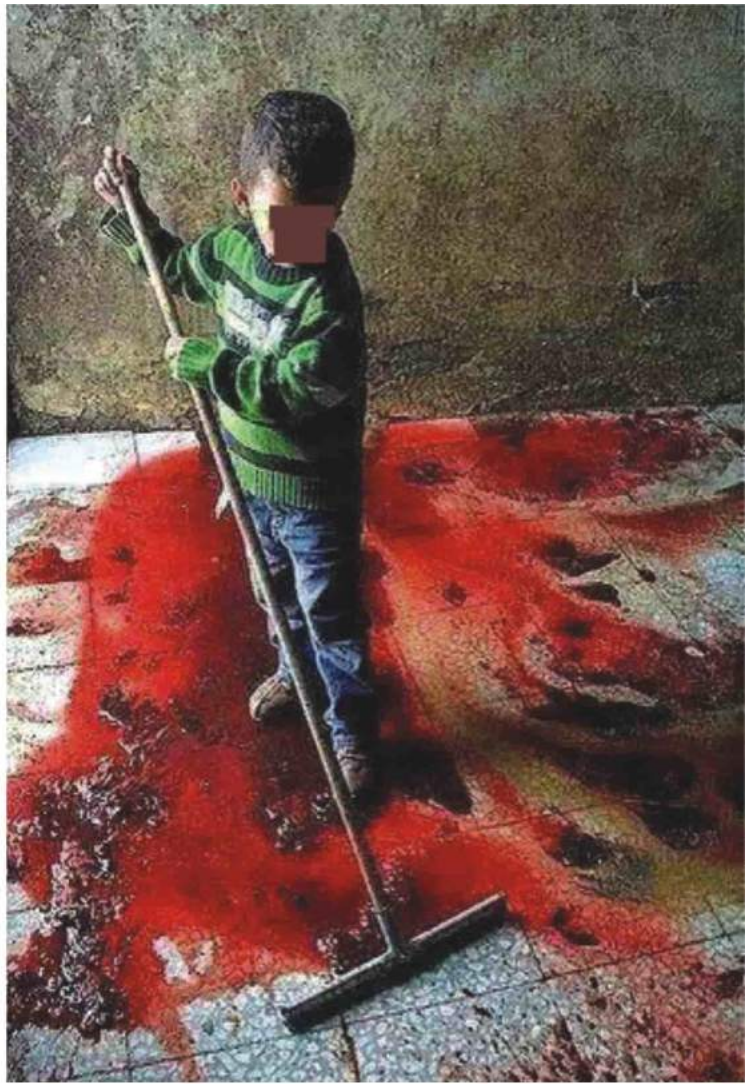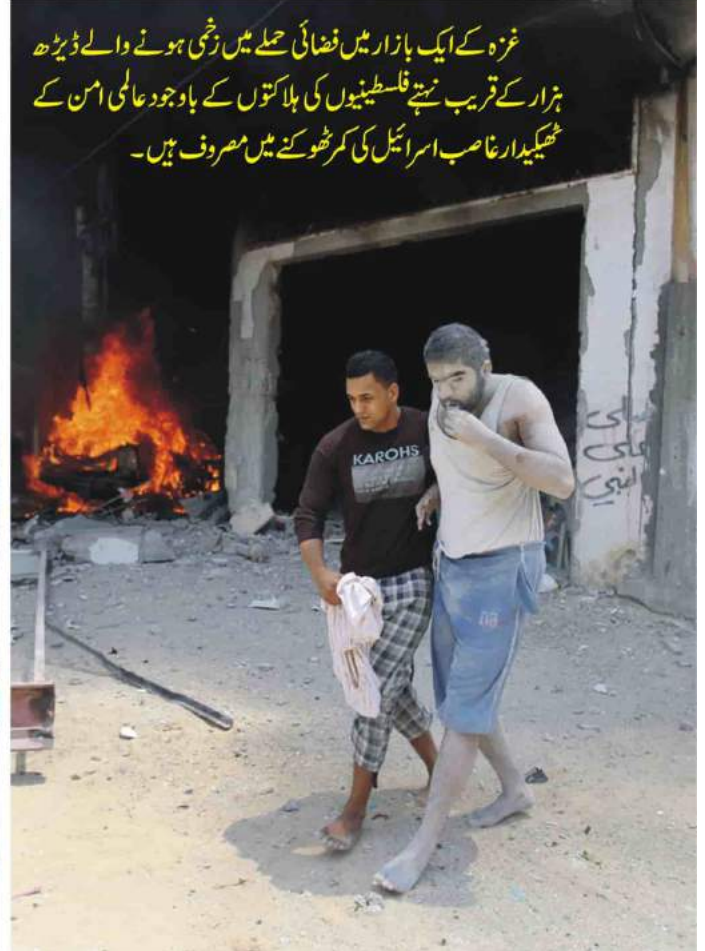
غزہ کے ایک بازار میں فضائی حملے میں زخمی ہونے والے ڈیڑھ ہزار کے قریب نہتے فلسطینیوں کی ہلاکتوں کے باوجود عالمی امن کے ٹھیکیدار غاصب اسرائیل کی کمر ٹھوکنے میں مصروف ہیں۔
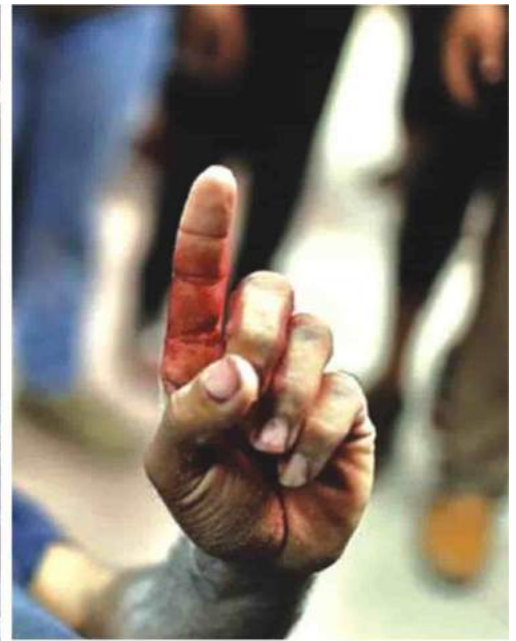
باب نمبر:12

غزہ کے اسکول اور کالج پر اسرائیلی حملے

غزہ (فارن ڈیسک) اسرائیل کی قابض فوج نے غزہ کی پٹی کے وسط میں کئی منزلہ کالج کی عمارت تباہ کردی۔ ظاہری طور پر یہ صہیونی تنصیبات پر حملوں کا ردعمل تھا۔ اقصیٰ کالج کی عمارت کو ڈائنامائیٹ سے اڑا دیا گیا۔ اس کارروائی میں سینکڑوں فوجیوں اور ٹینکوں نے حصہ لیا۔ اس حملے میں 2 فلسطینی افراد بھی زخمی ہوئے۔ مڈل ایسٹ اسٹڈی سینٹر کی رپورٹ کے مطابق اسرائیل کے گن شپ ہیلی کاپٹروں نے فلسطینی فولاد کے کارخانوں کو بھی نشانہ بنایا اور اس سے شدید نقصان پہنچا۔ اسرائیلی فوج کا کہنا ہے کہ یہ کارخانے فلسطینی مزاحمتی تنظیمیں اسلحہ کی تیاری کے لئے استعمال کرتی ہیں۔ غزہ کے فلسطینی ذرائع نے اس اعلان کو بے سروپا اور احمقانہ قرار دیا۔

غزہ کے 36 اسکولوں پر اسرائیلیوں کی بمباری

ایجوکیشن منسٹر زیاد ثابت کا کہنا ہے کہ اسرائیلی بمباری کے نتیجے میں 36 اسکول مکمل طور پر مسمار ہو چکے ہیں، جبکہ 250 سے زیادہ اسکولوں کو شدید نقصان پہنچا ہے اور ان کی عمارات مخدوش ہو چکی ہیں، جن میں تعلیمی سلسلہ جاری رکھنا بچوں کی زندگیوں سے کھیلنے کے مترادف ہے۔ فلسطینی ڈپٹی ایجوکیشن منسٹر نے بتایا ہے کہ غزہ کے پڑوسی قصبے شجاعیہ میں بچوں کا تعلیمی نقصان بہت زیادہ ہوا ہے کیونکہ شجاعیہ کے تمام اسکولوں کو اسرائیلی فضائیہ نے تباہ کر دیا ہے۔ اس کے سبب شجاعیہ کے تمام بچوں کا تعلیمی سال ضائع ہونے کا خدشہ ہے۔

اقوام متحدہ کے زیر انتظام کیمپوں پر اسرائیلی بمباری

25 جولائی 2014ء کو اسرائیلی فوج نے بیت الحنون میں واقع ایک اسکول کی عمارت میں قائم اقوام متحدہ کے پناہ گزین کیمپ پر بمباری کر دی جس کے نتیجے میں 40 افراد شہید اور 200 سے زیادہ زخمی ہوگئے۔ اسرائیل نے جنگی جنون میں پہلے بھی تین مرتبہ اقوام متحدہ کی عمارت کو نشانہ بنایا ہے۔ اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل بان کی مون نے حملے کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ اسرائیلی حملے میں اقوام متحدہ کے اہلکار سمیت بچے اور خواتین بھی جاں بحق ہوئے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ غزہ میں بین الاقوامی انسانی قوانین کی پاسداری کرتے ہوئے بے گناہ انسانی جانوں کے ضیاع اور اقوام متحدہ کے زیر انتظام کیمپوں اور امدادی کارکنوں کی حفاظت کو یقینی بنایا جائے۔

غیر ملکی خبر رساں ادارے کے مطابق غزہ میں اقوام متحدہ کے تحت چلنے والے متعدد اسکول جس میں بڑی تعداد میں پناہ گزین موجود تھے، ایک مسجد اور ایک مصروف مارکیٹ سمیت کم از کم 88 مقامات کو نشانہ بنایا گیا۔ فلسطینی طبی ذرائع کے مطابق جبالیہ کے مہاجرین کیمپ میں اقوام متحدہ کے ایک اسکول کو نشانہ بنایا گیا، جس میں 20 افراد شہید ہوگئے۔ اقوام متحدہ کے حکام نے اسکول پر بمباری اور شہادتوں کی تصدیق کی ہے۔ خان یونس میں ایک گھر پر بمباری میں ایک ہی خاندان کے 10 افراد شہید ہوگئے۔ ذرائع کے مطابق اقوام متحدہ کے اسکول میں 3 ہزار سے زائد فلسطینیوں نے پناہ لے رکھی تھی، جس کو اسرائیل نے بغیر کسی وارننگ کے نشانہ بنایا۔ غیر ملکی خبر رساں ادارے کے مطابق اسرائیلی طیاروں نے غزہ میں بے گھر افراد کے ایک پارک کو بھی نہیں بخشا اور فٹ بال کھیلتے بچوں پر بمباری کردی، جس سے ایک معذور لڑکی سمیت 9 بچے شہید اور 46 زخمی ہوگئے۔

اقوام متحدہ کے ماتحت اسکولوں پر اسرائیلی بمباری
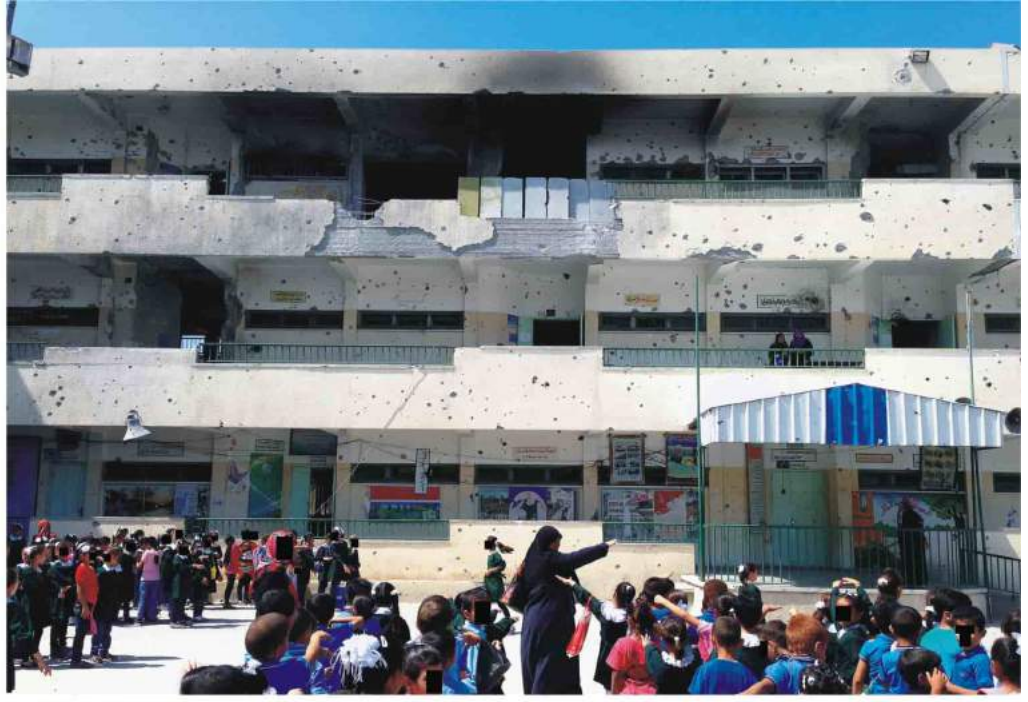
غزہ کے اسکول میں پناہ لینے والے غازی

غزہ کے اسکول میں پناہ لینے والے مسلمان
unrwa
اونروا
مدرسة
الرمال الابتدائية المشتركة
Remal ELem . CO - ed SChool
OCI
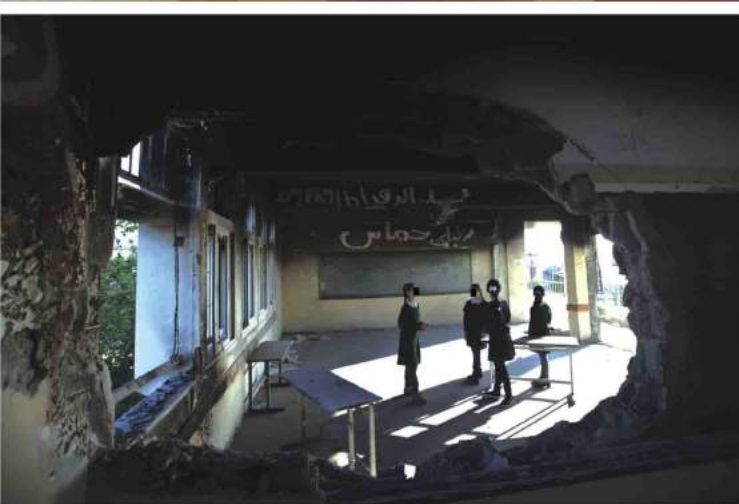
غزہ کی اسلامک یونیورسٹی پر اسرائیلی حملہ

باب نمبر:13

غزہ کے ہسپتالوں پر اسرائیلی بمباری

غزہ جہنم بن چکا ہے

ناروے کے ڈاکٹر پروفیسر میڈز گلبرگ کا بیان جو ایک ایمرجنسی فزیشن ہیں اور دنیا میں فلسطین کے حمایتی کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں۔ وہ غزہ کے وارزون میں واقع الشفاء ہاسپٹل میں 2 ہفتے سے کام کر رہے تھے اور یہ بیان انہوں نے 30 جولائی 2014ء کو جاری کیا ہے۔

ڈاکٹر میڈز گلبرگ نے امریکی صدر اوباما سے کہا ہے کہ ''میں تمہیں یہ چیلنج دیتا ہوں کہ آپ ایک رات اس ہسپتال میں اسرائیل کی متواتر ہولناک بمباری کے دوران بسر کریں''۔ ڈاکٹر گلبرٹ نے 2 ہفتے الشفاء ہاسپٹل میں کام کرنے کے بعد اپنے گھر جاتے ہوئے برسلز میں اپنے تجربات بتائے۔

ان کا کہنا ہے کہ یہ میرا بنیادی پیغام فلسطین کے شہریوں کے خلاف کھلی جنگ ہے۔ انہوں نے اپنے جرأت مندانہ بیان کی صداقت میں اعداد وشمار بھی پیش کیے۔ متاثرین میں آدھی عورتیں اور بچے ہیں۔ میں نے الشفاء ہسپتال میں ہزاروں زخمی دیکھے جس میں صرف 2 جنگجو تھے۔

اس جنگ میں، میں چوتھی بار غزہ میں تھا۔ اس کے علاوہ 2006، 2009 اور 2012ء میں بمباری کے دوران وہاں تھا۔ ہر بار میں الشفاء ہسپتال میں تھا جو غزہ کی پٹی کا سب سے بڑا ہسپتال ہے۔ لیکن اس بار میں نے ہمیشہ سے زیادہ شہری متاثرین اور تباہی دیکھی اور یہ جنگی جرائم ہیں۔

اسرائیل کا خونی چہرہ

ڈاکٹر گلبرٹ نے کہا: ''ہم سائنسدان ہیں، ہمیں سچ بولنا چاہیے، اسی لیے ہم زندہ ہیں۔'' گوکہ گہرے غصے کو دبا نہیں سکتے، جو اس سچ کے پیچھے چھپا ہوا ہے۔ شہریوں پر بلاتخصیص بمباری صرف I.S.I.S یا بوکوحرام سے متوقع کی جاسکتی ہے، جب کہ اسرائیلی فوج دنیا کی جدید ترین فوج ہے۔ اس بارے میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ جنگی جرائم ہیں۔ انہوں نے اپنے بیان کی تائید میں اعداد و شمار دیتے ہوئے کہا: ''غزہ کی پٹی میں 15 میں سے 13 ہسپتال گولہ باری سے تباہ ہو چکے ہیں۔ عالمی ادارہ صحت کے مطابق 20 فیصد بستروں میں کمی ہوچکی ہے، جب کہ اضافی بستروں کی ضرورت ہے۔ 9 میڈیکل ایمبولینسوں کو نقصان پہنچا ہے۔ طبی عملے کے 17 ارکان زخمی ہوئے ہیں اور 7 افراد موت کی نیند سوگئے۔ صحت کے پورے نظام کے لیے جنگ کے سنگین نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔ یہ صرف زخمیوں کی دیکھ بھال کا مسئلہ نہیں ہے۔ جون کے آخری ہفتے سے الشفاء ہسپتال میں صرف ایمرجنسی آپریشن ہو رہے ہیں اور دوسرے تمام جراحی کے عمل بند ہیں۔ غزہ کی پٹی پر واقع زیادہ تر پرائمری کیئر یونٹ بند پڑے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ غزہ کے 107 ملین افراد کے لیے صحت میں کوئی سہولت دستیاب نہیں ہے بشمول سنجیدہ نوعیت کی بیماریوں ذیابیطس، دل کی بیماریاں وغیرہ وغیرہ۔

طبی سامان کی ترسیل بہت ہی کم ہے۔'' جنگ سے پہلے بھی دواؤں اور طبی سامان کی ناکہ بندی کی وجہ سے بہت کمی تھی۔ الشفاء ہسپتال ایک طبی عجائب گھر لگتا ہے، گوکہ وہاں اعلیٰ پایے کا اسٹاف موجود ہے، جو کسی بھی یونیورسٹی یا ہسپتال میں کام کرسکتا ہے۔ ہم نے اپنے قیام کے دوران بھی دوائیں اور طبی سامان وافر مقدار میں آتے نہیں دیکھا۔ اسرائیلی کہیں گے: کیا مسئلہ ہے سارا طبی سامان تو پہنچایا جارہا ہے، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ یہ بہت تاخیر سے اور بہت قلیل مقدار میں پہنچ رہا ہے''۔

ڈاکٹر گلبرٹ نے خود تصویریں کھینچی ہیں جن سے صورتحال کی سنگینی کا اندازہ ہوتا ہے اور جنگ کا اصلی چہرہ سامنے آجاتا ہے۔ صورتحال اس سے کہیں زیادہ ہولناک ہے جو کہ میڈیا میں ہمیں بتائی جارہی ہے۔ وہ کہتے ہیں: اس عرصے میں طبی سہولتوں کا فقدان جبکہ زخمیوں کو زیادہ دیکھ بھال کی ضرورت ہے۔ دواؤں کی مسلسل ترسیل کا نہ ہونا اور طبی عملے کے کام میں رکاوٹ لوگوں کے صحت کے بنیادی حقوق کی تلفی ہے۔ ان کے علاج کی ضرورتوں کا احترام نہ کیا جانا میرے نزدیک نسل کشی کی تعریف میں آتا ہے۔ ڈاکٹر گلبرٹ کہتے ہیں: اس صورتحال کے ذمے دار صرف اسرائیلی وزیراعظم نیتن یاہو ہی نہیں، بلکہ امریکا کے صدر اوباما اور یورپی یونین کی قیادت بھی ذمے دار ہے۔ گزشتہ رات فلسطینیوں کے جاں بحق ہونے کی تعداد 2100 ہوگئی، جس میں 520 بچے تھے۔

ذرا سوچیے اگر فلسطینی فوج تین ہفتے میں 1210 اسرائیلی مار دیتی تو کیا ہوتا اور کیا وہ ایسا ہونے بھی دیتے؟ اسی لیے میں کہتا ہوں کہ یہ فلسطینیوں کے خلاف نسلی تفریق کا نظام ہے اور یہ اس کی ایک مثال ہے جو میں نے اوپر بیان کی ہے۔ بین الاقوامی برادری کیوں ہیلی کاپٹروں کے ذریعے دوائیں اور طبی سامان وہاں نہیں پہنچا رہی ہے؟ وہ ہوائی راستے سے مریضوں کا انخلاء کیوں نہیں کررہے ہیں؟ ہماری حکومتیں فلسطینیوں کے دکھ درد کو کیوں خاموشی سے دیکھ رہی ہیں؟ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ یہ ہسپتال حماس کا ہیڈ کوارٹر تو نہیں ہے؟ کم از کم ہم نے تو اخباروں میں یہی پڑھا تھا۔ ہم دن و رات اسی ہسپتال میں ٹھہرے اور ہمیں ہسپتال کے کسی بھی حصے میں آنے جانے یا اور لوگوں سے بات چیت کی مکمل آزادی تھی۔ ہم نے کسی جگہ کوئی مشکوک چیز نہیں دیکھی۔ یہ صحیح ہے کہ باہر دروازوں پر پولیس تعینات ہے تاکہ مریضوں کو ایک طریقے سے ایمرجنسی روم تک پہنچایا جاسکے، لیکن میں نے ہسپتال میں کسی کے ہاتھ میں بندوق نہیں دیکھی۔

(تحریر: محمد انیس ہارون)

اللہ کے واسطے! مجھے بچالو

بھائی مجھے بچالو۔ میں تمہیں کیسے بچا سکتا ہوں میں تو خود معذور ہوں۔ لیکن میں کس کو آواز دوں اس وقت رات کے 1 بج رہے ہیں۔ ہم لوگ جس جگہ پر ہیں وہ معذوروں کا ایک ویلفیئر سینٹر ہے۔ جو اس کو چلانے والا تھا وہ مر چکا ہے اور میرے کپڑے خون سے بھر چکے ہیں۔ دوسرا بولا: میں کیا کر سکتا ہوں، میں تو ٹانگوں سے پہلے ہی معذور تھا اب بازو بھی کٹ چکا ہے۔ ارے چلو کچھ نہیں کر سکتے ،تو مجھے پانی ہی پلا دو تا کہ روزے کی نیت کرلوں، شاید روزے کی حالت میں شہادت مل جائے۔ پہلا بولا: نہیں بھائی، ہم بلند آواز میں پکارتے ہیں کوئی نہ کوئی مسلمان ہماری آواز سن کر ضرور اٹھے گا، لیکن ایک مسئلہ ہے، وہ یہ کہ ان کی نیند خراب ہوگی اور ان کو اپنی نیند بہت پیاری ہے۔

واقعہ کل رات کو غزہ میں ہونے والے فضائی حملے کے نقشے کو کھینچتے ہوئے بیان کیا۔ اسرائیل نے کل رات معذوروں کی ایک جگہ کو نشانہ بنایا، جس کی صورت میں شہید ہونے والے تمام لوگوں کی عمریں 60 سال کے قریب تھی۔ یہ لوگ جسمانی طور پر معذور تھے اور ان کو چلانے کے لئے 2 آدمی اس ادارے میں تھے، جو 24 گھنٹے یہاں پر موجود ہوتے تھے۔ اس حملے کی صورت میں وہ دو آدمی تو شہید ہو گئے ،لیکن کچھ لوگ باقی پوری رات لوگوں کو مدد کے لئے پکارتے رہے۔

کچھ غیرت مند مسلمانوں کو خیال آیا اور اپنی مدد آپ کے تحت ان لوگوں کو ابتدائی طبی امداد دی۔ لیکن ان میں سے ایک انسان جو اس وقت ان لوگوں کو امداد دے رہا تھا، جب وہ اپنے گھر گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کا 6 ماہ کا بچہ خون میں ڈوب رہا ہے۔ اس کی معصوم آنکھوں میں سرمے کے بجائے خون کی وہ لالی ہے جس سے وہ خون میں نہایا نظر آتا ہے۔

اپنی بیوی کے پاس گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ عورت جو کبھی اپنے بالوں کو نامحرموں سے بچا کر رکھتی تھی آج چادر سے محروم ہوگئی۔ وہ جس کے بال کبھی مہندی سے رنگین تھے، آج خون سے مہندی کا منظر دیتے ہیں۔ اللہ کی مرضی کو مان کر خود کو صبر دینے والا بندہ اس وقت بے قابو ہو کر روتا ہے، جب اس کو پتہ چلتا ہے کہ اس کے بڑے بیٹے کا جنازہ اس جگہ پر پڑھایا جاتا ہے جہاں وہ روز کھیلا کرتا تھا۔

خیر یہ تھی چند فلسطینیوں کی کہانی اس سے ہمیں کیا فرق پڑ سکتا ہے، کیونکہ ہم ایک خود مختار ریاست بن چکے ہیں۔

(تحریر: غفار بٹ کشمیری)

اسرائیلی بمباری سے 14 صحافی اور 3 ڈاکٹرز بھی لقمہ اجل بنے

وزارت صحت کے مطابق اب تک کی اسرائیلی بمباری کے نتیجے میں 3 ڈاکٹرز، 7 پیرامیڈیکل اسٹاف اور 14 صحافیلقمہ اجل بن چکے ہیں اور ان میں 7 وہ ایمبولینس ڈرائیور تھے، جو اسرائیلی بمباری کا شکار ہونے والے شدید زخمی خواتین اور بچوں کو ہسپتال لا رہے تھے۔ فلسطینی ہیلتھ منسٹری کے مطابق اسرائیلی بمباری سے 35 ہیلتھ اسٹاف اور پیرا میڈیکل ورکرز شدید زخمی ہوئے اور 14 ایمبولینسیں تباہ ہوئیں، جبکہ 20 ایمبولینسوں کو جزوی نقصان پہنچا۔

نیشنل آئرلینڈ سے تعلق رکھنے والے ایگزیکٹو ڈائریکٹر کولم اوگورمین کا کہنا ہے کہ انہوں نے غزہ میں کام کرنے والے طبی عملہ اور بالخصوص ڈاکٹروں اور پیرامیڈیکل اسٹاف سے بات چیت کی تو انہوں نے ایسے واقعات سنائے جن کو سن کر انسانیت کا سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ ایمنسٹی آئرلینڈ کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر کا کہنا تھا کہ غزہ کے ہسپتالوں اور ایمبولینسوں کو دانستہ نشانہ بنانے کے ایسے واضح ثبوت و شواہد ملے ہیں، جن کی مدد سے اسرائیل کو عدالت انصاف کے کٹہرے میں کھڑا کیا جاسکتا ہے۔ ترک خبر رساں ایجنسی اناطولیہ کا کہنا ہے کہ اسرائیلی افواج نے جان بوجھ کر زخمیوں کا علاج کرنے اور انہیں ہسپتال پہنچانے والے عملہ کو نشانہ بنایا، جس کے نتیجے میں درجنوں شدید زخمی فلسطینیوں کو ہسپتالوں میں بروقت طبی امداد فراہم نہیں کی جاسکی اور وہ شہید ہوگئے۔

خان یونس میں طبی امداد کی فراہمی اور زخمیوں کو النصر ہسپتال منتقل کرنے میں مشغول ایمبولینس ڈرائیور محمد ابو جمازہ کا کہنا ہے کہ اس کی ایمبولینس پر کئی بار حملہ ہوا، لیکن خوش قسمتی سے صرف وہ زخمی ہوا، اس کا دایاں کان زخمی ہوگیا اور وہ بہرے پن کا شکار ہے۔ غزہ کے علاقہ قرارہ میں ایمبولینس میں شدید زخمی افراد کو منتقل کرنے والے فلسطینی پیرامیڈیکل اسٹاف کے رکن العبادہ کے بارے میں ایمنسٹی کی تحقیق میں بتایا گیا ہے کہ انہیں اس وقت اسرائیلی اسنائپرز نے 2 گولیاں مار کر شہید کیا جب وہ زخمی افراد کو ایمبولینس میں ڈال رہا تھا، العبادہ کو سر کے پچھلے حصے اور کمر میں 2 گولیاں لگیں، جس کے نتیجے میں وہ موقع پر ہی شہید ہوگیا۔

ادھر Yahoo.news-uk نے ایک رپورٹ میں لکھا ہے کہ اسرائیلی بمباری نے غزہ کے ڈاکٹروں کو بھی تناؤ کا شکار کردیا ہے۔ الشفاء ہسپتال، غزہ کے سرجن صبحی سکوک نے بتایا ہے کہ غزہ میں اسرائیلی بمباری انسانیت کے خلاف سنگین جرائم میں سے ایک ہے، جس میں اسرائیلیوں نے جنگجوؤں کے اہداف کو نشانہ بنانے کے بجائے صریحاً شہریوں کو نشانہ بنایا اور آن دی ریکارڈ کہہ رہے ہیں کہ اسرائیلیوں نے ایک ماہ کے نوزائیدہ بچے سے لے کر 85 سال کی بوڑھی خواتین تک کو نشانہ بنایا اور صرف اسی پر بس نہیں کیا، بلکہ انہیں ہسپتالوں میں پہنچانے والی ایمبولینسوں پر اور پھر بھی دل نہیں بھرا تو ہسپتالوں پر بھی بم گرائے۔ الشفاء ہسپتال کی ایمبولینس چلانے والے ڈرائیور احمد ابوعلی کا کہنا ہے کہ ہمیں ہر وقت جان ہتھیلی پر رکھ کر کام کرنا پڑتا ہے۔ احمد کے مطابق ہر بم گرنے پر یہی احساس ہوتا ہے کہ یہ ہمارے اوپر گرایا گیا ہے۔

صحافیوں اور ڈاکٹرز کا قتل

حقوق انسانی کی عالمی تنظیم ایمنسٹی انٹرنیشنل نے ایک تازہ رپورٹ میں کہا ہے کہ اسرائیل اور اس کی مسلح افواج نے غزہ میں انسانوں کی جانیں بچانے اور اپنے پیشہ وارانہ امور کی انجام دہی میں مشغول ڈاکٹروں، نرسوں، ایمبولینس، ڈرائیورز اور پیرا میڈیکل ورکرز کے ساتھ فوٹو جرنلسٹس اور صحافیوں کو بھی جان بوجھ کر بمباری کا نشانہ بنایا۔ جب کہ اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے ادارے کے مطابق اسرائیلیوں نے غزہ میں 1890ء فلسطینیوں کو شہید کیا جن میں حماس کے ارکان کی تعداد محض 166 ہے۔ دیگر شہداء میں 100 مرد، 219 خواتین اور باقی بچے شامل ہیں جن میں شہید ہونے والے 5 سال سے کم عمر بچوں کی تعداد 57 ہے۔

فلسطینی وزارت صحت کے مطابق اب تک اسرائیلی بمباری کے نتیجے میں 3 ڈاکٹرز، 7 پیرا میڈیکل اسٹاف اور 14 فوٹو جرنلسٹس لقمہ اجل بن چکے ہیں اور ان میں 7 وہ ایمبولینس ڈرائیور تھے جو اسرائیلی بمباری کا شکار ہونے والے شدید زخمی خواتین اور بچوں کو ہسپتال لا رہے تھے۔ فلسطینی ہیلتھ منسٹری کے مطابق اسرائیلی بمباری سے 35 ہیلتھ اسٹاف اور پیرا میڈیکل ورکرز شدید زخمی ہوئے اور 14 ایمبولینس تباہ ہوئیں جبکہ 20 ایمبولینسوں کو جزوی نقصان پہنچا۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل کے مشرق وسطیٰ کے ڈائریکٹر فلپ لوتھر نے ایک بیان میں اسرائیل کو غزہ میں جنگی جرائم کا مرتکب قرار دیا اور اقوام متحدہ سے مطالبہ بھی کیا کہ اسرائیل کو عالمی عدالت انصاف کے کٹہرے میں کھڑا کیا جائے اور اس کے خلاف عالمی جنگی جرائم کا مقدمہ چلایا جائے۔ ادھر نیویارک میں کمیٹی ٹو پروٹیکٹ جرنلسٹس نے صحافیوں کی ہلاکتوں کا ذمہ دار اسرائیلی فوج کو ٹھہراتے ہوئے اس کی شدید مذمت کی ہے اور اسرائیل کے خلاف جنگی جرائم کی عالمی تفتیش کا مطالبہ کیا ہے۔

فلسطین میڈیا سوسائٹی کی جانب سے جاری کی جانے والی معلومات میں بتایا گیا ہے کہ غزہ میں موجود جن 14 فلسطینی صحافیوں کو شہید کیا گیا ان میں سے 6 غیر ملکی اداروں اور ٹی وی چینلوں کے لئے کام کر رہے تھے۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل آئرلینڈ سے تعلق رکھنے والے ایگزیکٹو ڈائریکٹر کولما ور گورمین کا کہنا ہے کہ انہوں نے غزہ میں کام کرنے والے طبی عملہ اور بالخصوص ڈاکٹروں اور پیرا میڈیکل اسٹاف سے بات چیت کی تو انہوں نے ایسے واقعات سنائے جن کو سن کر انسانیت کا سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ ایمنسٹی آئرلینڈ کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر کا کہنا تھا کہ غزہ کے ہسپتالوں اور ایمبولینسوں کو دانستہ نشانہ بنانے کے ایسے واضح ثبوت اور شواہد ملے ہیں جن کی مدد سے اسرائیل کو عدالت انصاف کے کٹہرے میں کھڑا کیا جا سکتا ہے۔ ترک خبر رساں ایجنسی اناطولیہ کا کہنا ہے کہ اسرائیلی افواج نے جان بوجھ کر زخمیوں کا علاج کرنے اور انہیں ہسپتال پہنچانے والے عملہ کو نشانہ بنایا جس کے نتیجہ میں درجنوں شدید زخمی فلسطینیوں کو ہسپتالوں میں بروقت طبی امداد فراہم نہیں کی جا سکی اور وہ شہید ہو گئے۔ غزہ میں ایک ہسپتال میں کام کرنے والے ایمبولینس سپروائزر جابر خلیل اور ابو میلی نے ایمنسٹی انٹرنیشنل کو بتایا کہ کئی بار ان کی ایمبولینس سروس اور شہدائے الاقصیٰ ہسپتال میں بمباری کی گئی جس کا کم از کم دورانیہ ڈیڑھ سے دو گھنٹے تک تھا جس کے دوران ہسپتال کے کئی وارڈز اور ایمبولینس تباہ ہو گئیں۔

خان یونس میں طبی امداد کی فراہمی اور زخمیوں کو النصر ہسپتال منتقل کرنے میں مشغول ایمبولینس ڈرائیور محمد ابو حمازہ کا کہنا ہے کہ ان کی ایمبولینس پر کئی بار حملہ ہوا لیکن خوش قسمتی سے ان کا صرف دایاں کان زخمی ہو گیا اور بہرے پن کا شکار ہے۔ غزہ کے علاقہ قرار میں ایمبولینس میں شدید زخمی افراد منتقل کرنے والے فلسطینی پیرا میڈیکل اسٹاف کے رکن العبادہ کے بارے میں ایمنسٹی کی تحقیق میں بتایا گیا ہے کہ انہیں اسرائیلی اسنائپرز نے دو گولیاں مار کر اس وقت شہید کیا جب وہ زخمی افراد کو ایمبولینس میں ڈال رہا تھا، العبادہ کو سر کے پچھلے حصہ میں اور کمر میں دو گولیاں لگیں جس کے نتیجہ میں وہ موقع پر ہی شہید ہو گیا۔ ادھر Yahoo.news.uk نے ایک رپورٹ میں لکھا ہے کہ اسرائیلی بمباری نے غزہ کے ڈاکٹروں کو بھی تناؤ کا شکار کر دیا ہے۔ الشفا ہسپتال غزہ کے سرجن صبحی سکوک نے بتایا ہے کہ غزہ میں اسرائیلی بمباری انسانیت کے خلاف سنگین جرائم میں سے ایک ہے۔ جس میں اسرائیلیوں نے جنگجوؤں کے اہداف کو نشانہ بنانے کے بجائے صریحاً شہریوں کو نشانہ بنایا اور آن دی ریکارڈ کہہ رہے ہیں کہ اسرائیلیوں نے ایک ماہ کے نوزائیدہ بچے سے لے کر 85 سال کی بوڑھی خواتین تک کو نشانہ بنایا اور صرف اسی پر بس نہیں کیا بلکہ انہیں ہسپتالوں میں پہنچانے والی ایمبولینسوں پر بمباری کی اور پھر بھی دل نہیں بھرا تو ہسپتالوں پر بھی بم گرائے۔

(ازمیر بابر مشتاق)

قیامت کے سات دن

15 تا 18 ستمبر 1982ء کو صابرہ وشتیلہ کے فلسطینی پناہ گزین کیمپوں پر اسرائیلی فوجیوں کے شب خون کی لرزہ خیز روداد جس میں بچوں، خواتین اور نہتے مردوں کا بے دردی سے قتل عام کیا گیا۔

1982ء میں غزہ ہسپتال میں آنے والے 2000 زخمی

ڈاکٹر سوی چائی آنگ نے بتایا:

''16 ستمبر 1982ء کو غزہ ہسپتال میں ہماری آنکھ اسرائیلی طیاروں کی گونج سے کھلی، جو ہمارے سروں پر نیچی پرواز کرتے ہوئے ادھر ادھر جا رہے تھے۔ اس کے بعد بمباری کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ان دھماکوں میں گولیاں چلنے کی آوازیں بھی شامل ہو گئیں۔ ہسپتال میں 9 بجے کے قریب زخمیوں کی آمد شروع ہو گئی، جن میں زیادہ تعداد گولیوں سے زخمی ہونے والوں کی تھی۔ زخموں کے نشانات سے ظاہر ہوتا تھا کہ رائفل برداروں نے دونوں کیمپوں کے اندر گھروں میں گھس گھس کر بہت قریب سے لوگوں پر فائرنگ کی ہے۔ ہمیں بتایا گیا کہ حملہ آور اسرائیلی نہیں، بلکہ بعلبکی لہجے والے لبنانی (عیسائی) تھے۔ 2 سرجنوں، 2 ڈاکٹروں اور 5 مقامی افراد پر مشتمل ہماری میڈیکل ٹیم نے رکے بغیر کام شروع کیا۔ انتہائی تشویشناک حالت والے 30 مریض ایسے بھی لائے گئے جو طبی امداد کے دوران چل بسے۔ خطرناک حالت والے 30 دیگر مریضوں کو نصف کلومیٹر کے فاصلے پر واقع مقاصد ہسپتال منتقل کر دیا گیا۔ 80 سے لے کر 100 کے درمیان مریض انتہائی نگہداشت کے شعبے میں تھے اور صرف 25، 30 مریض ایسے تھے جنہیں شدید زخم نہیں آئے تھے۔ اس دوران فائرنگ اور بمباری کی آوازیں آتی رہیں۔ رات ہونے تک ہسپتال کے زینے اور فرش پناہ گزینوں سے بھر چکے تھے۔ ان کی تعداد کم وبیش 2 ہزار تھی۔ تمام رات غزہ ہسپتال کے اردگرد کیمپوں سے شعلے اٹھتے رہے اور فائرنگ جاری رہی''۔

مغربی بیروت سے فلسطینی فدائیوں کے انخلا کے ساتھ ہی اسرائیلی فوجی اس علاقے میں گھس آئے تھے۔ ترتیب دیئے گئے پلان کے مطابق صابرہ وشتیلہ کے مہاجر کیمپوں کو نرغے میں لے لیا گیا۔ تمام کلیدی مقامات پر اسرائیلی فوجیوں کا کنٹرول تھا اور فرار کے تمام راستے مسدود تھے۔ کئی دنوں تک اسرائیلی فوج کی نگرانی میں وحشی درندے بے گناہ فلسطینیوں کا قتل عام کرتے رہے۔ شہر کو بجلی کی سپلائی معطل تھی اور بچ جانے والے بدقسمت افراد بھوک اور طبی امداد کے لئے بلک رہے تھے۔ اسرائیلی محاصرے میں آئے ہوئے ہزاروں بچے، خواتین اور مردوں کی بے بسی کی تصاویر اور خبروں سے دنیا بھر میں اسرائیل کے خلاف نفرت کی لہر دوڑ گئی، مگر اقوام متحدہ میں اسرائیل کے خلاف پابندیوں کی آوازیں امریکی ویٹو کا شکار ہو گئیں۔

اسرائیلی حکومت کی دروغ گوئی

عالمی دباؤ میں شدت آنے کے بعد اسرائیلی کابینہ نے ایک بیان جاری کیا، جس میں صابرہ وشتیلہ کے سانحے میں اسرائیلی وزارت دفاع کے ملوث ہونے کی تردید کی گئی اور اسے من گھڑت اور بے بنیاد ٹھہراتے ہوئے یہودی ریاست اور حکومت کو بدنام کرنے کی سازش قرار دیا۔ بیگن حکومت نے ایک اعلان میں گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے انکشاف کیا کہ یہ ایک لبنانی گروپ کی کارستانی ہے۔ ساتھ ہی اپنی اہمیت جتاتے ہوئے کہا گیا کہ اسرائیلی فوج مداخلت نہ کرتی تو بیروت میں اس سے کہیں زیادہ جانی نقصان ہوتا۔ اسرائیلی حکومت نے دعویٰ کیا کہ مغربی بیروت سے پی ایل او کے انخلا کے دوران 2 ہزار فلسطینی دہشت گرد زیر زمین چلے گئے تھے اور پھر انہی دہشت گردوں کو پکڑنے کے لئے ایک لبنانی گروپ نے صابرہ و شتیلہ کے کیمپوں پر حملہ کیا۔ یہ سرکاری بیان اس ''اخلاقی'' نوٹ پر ختم ہوا کہ ''کوئی ہمیں اخلاقیات اور احترام آدمیت کا درس نہ دے۔ ہماری تربیت جن سماجی قدروں کے تحت ہوئی ہے، ہم ان کے ذریعے اسرائیلی جانبازوں کی آئندہ نسلوں کی تعلیم وتربیت جاری رکھیں گے''۔

مختلف ڈاکٹرز اور نامہ نگاروں کا بیان

مختلف ڈاکٹرز اور نامہ نگاروں کا بیان

سنگاپوری ڈاکٹر نے بتایا:

''17 ستمبر کو غزہ میں ہسپتال میں گولیوں سے زخمی ہونے والوں کا تانتا بندھا رہا۔ ہسپتال کی فلسطینی منتظم اعلیٰ نے میڈیکل ورکروں کی فراہمی کے لئے بین الاقوامی ریڈ کراس سے رابطہ کیا اور پناہ گزینوں کے لئے امدادی سامان فراہم کرنے کی اپیل کی۔ دوپہر کو ہم غیر ملکی میڈیکل ورکروں کو خبردار کیا گیا کہ کوئی بڑا خطرہ منڈلا رہا ہے، لہٰذا ہم اپنا حفاظتی انتظام خود کرلیں۔ ہسپتال میں پناہ لینے والوں کو اس کی انتظامیہ کی طرف سے بتایا گیا کہ اب ہسپتال بھی محفوظ پناہ گاہ نہیں رہی اور حملہ آور کسی بھی وقت ادھر کا رخ کر سکتے ہیں۔ یہ سنتے ہی 2 ہزار سے زائد پناہ گزین جان بچانے کے لئے بھاگ کھڑے ہوئے اور چند ہی لمحوں میں ہسپتال کے کوریڈور خالی ہوگئے''۔

ڈاکٹر سوی چائی آنگ کا بیان تھا:

18 ستمبر کو صبح 6 بج کر 45 منٹ پر غزہ ہسپتال کی ایک امریکی نرس نے ہسپتال کے باہر چند فوجیوں کی موجودگی کے بارے میں بتایا۔ صورتحال معلوم کرنے کے لئے ہم نے ایک ڈاکٹر باہر بھیجا۔ فوجیوں نے اپنے آپ کو لبنانی فوج کے جوان ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ ہسپتال کا غیر ملکی عملہ ایک جگہ جمع ہو جائے تا کہ شناخت پریڈ کرائی جاسکے۔ ایک نرس اور ایک میڈیکل اسٹوڈنٹ کو چھوڑ کر باقی سارا عملہ فوجیوں کے ہمراہ ہولیا۔ ہمیں ہسپتال سے 10 منٹ کے فاصلے پر واقع یونیسیف کی عمارت کے احاطے میں لے جایا گیا، جہاں عورتیں اور مرد بڑی تعداد میں موجود تھے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق ان کی تعداد 800 سے ایک ہزار کے درمیان ہوگی۔ اردگرد کی جزوی طور پر منہدم ہونے والی عمارتوں کا ملبہ بڑے سائز کے بلڈوزروں سے ہٹایا جارہا تھا۔ ان عمارتوں میں پڑی لاشیں اسی ملبے میں دفن ہورہی تھیں۔

ایک عورت نے اپنا بچہ ایک غیر ملکی ڈاکٹر کے بازوؤں میں دینے کی کوشش کی جسے اسرائیلی فوجی نے ناکام بنادیا۔ ہمارے کاغذات کی جانچ پڑتال کے بعد ہماری سیاسی وابستگیوں کے بارے میں بھی دریافت کیا گیا۔ زیادہ تر فوجیوں نے اپنے آپ کو عیسائی ظاہر کیا۔ ان کی وردی سبز تھی جو لبنانی آرمی کی یونیفارم جیسی تھی۔ تقریباً ایک گھنٹے کی پوچھ گچھ کے بعد ہمیں وہاں سے اسرائیلی ہیڈ کوارٹر لے جایا گیا۔

اسرائیلی کیمرہ ٹیم کی موجودگی میں ہمیں یقین دہانی کرائی گئی کہ مریضوں کی حفاظت کے لئے ہر ممکن اقدامات کئے جائیں گے اور انہیں پانی اور غذا فراہم کی جائے گی۔ اس یقین دہانی کے بعد دو مرد ڈاکٹروں اور ایک مرد نرس کو واپس ہسپتال بھیج دیا گیا اور باقی عملے کو 2 گاڑیوں میں بھر کر امریکی سفارت خانے کے باہر ڈراپ کر دیا گیا۔ جب ہم میں سے اکثر ڈاکٹروں نے واپس ہسپتال جانے کا ارادہ ظاہر کیا، تو اسرائیلی افسروں نے ہمیں خبردار کرتے ہوئے کہا کہ واپس جانا بہت خطرناک ہوگا، کیونکہ ہسپتال اب محفوظ جگہ نہیں رہی۔ جس نرس کو آتے وقت ہم ہسپتال میں ایمرجنسی سے نمٹنے کے لئے چھوڑ آئے تھے، اس نے بعد میں بتایا کہ ہمارے آنے کے کوئی آدھ گھنٹے بعد مشین گنوں سے فائرنگ کی آوازیں آنا شروع ہوگئیں۔ گولیوں کی تڑتڑ میں عورتوں اور بچوں کی چیخ و پکار بھی شامل تھی۔ 20 منٹ بعد پھر ایک دم خاموشی چھا گئی۔

ساڑھے 9 بجے کے قریب بی بی سی کا نامہ نگار امریکی سفارت خانے کے باہر آیا اور اس نے بتایا کہ صابرہ چوک میں جگہ جگہ لاشوں کے ڈھیر پڑے ہیں، جن میں زیادہ تر عورتوں اور بچوں کی لاشیں ہیں۔ 10 بجے کینیڈا کے نامہ نگاروں نے لاشوں کے ان انباروں کی ویڈیو بنائی۔ ویڈیو دیکھی تو کلیجہ منہ کو آ گیا۔ مردہ عورتوں اور بچوں میں سے اکثر وہ تھے جنہیں ہم نے یونیسیف کی عمارت میں آتے وقت، قطاروں میں کھڑے ہوئے دیکھا تھا''۔

مغربی اخبارات نے ہفتے کی اشاعت میں بیروت میں جاری قتل

عام کا بس اشارتاً ہی ذکر کیا۔ دی ٹائمز کی رپورٹ میں کہا گیا تھا کہ فلسطینی کیمپوں سے شعلے اٹھ رہے تھے اور دائیں بازو کے مسیحی فلانجسٹ فوجی ،فلسطینیوں کو گوریلے قرار دے کر انہیں حراست میں لے رہے تھے۔ نامہ نگار جیمس میکمنس نے شہر میں اکا دکا تصادم کی خبر دی اور یہ بھی کہا کہ اسرائیلی ٹینک فلسطینی ملیشیا کے ٹھکانوں میں داخل ہو گئے ہیں۔ ایک ہفتے بعد یہی نامہ نگار صابرہ وشتیلہ کے ہولناک قتل عام کی تفصیلات دے رہا تھا، حالانکہ پہلے اس نے ''اکا دکا تصادم'' کی خبر دی تھی۔ اتوار 19 ستمبر کو بالآخر اخبارات کے صفحات اول صابرہ و شتیلہ کے قتل عام کی شہ سرخیوں سے بھر گئے۔

19 ستمبر 1982ء کو میڈیکل ٹیم کے ارکان صابرہ وشتیلہ کیمپ کی طرف لوٹ سکے۔ ہر طرف انسانی لاشیں بکھری ہوئی تھیں۔ لوگوں کو اجتماعی طور پر گولیوں سے اڑا دیا گیا تھا۔ ایک جگہ ایک خاندان کی لاشیں پڑی تھیں۔ لگتا تھا سربراہ خانہ اپنے مقتول بیوی بچوں کی ڈھال بنتے ہوئے خود بھی اسرائیلی بہیمیت کا شکار ہو گیا ہے۔ انٹرنیشنل ریڈ کراس کے مطابق اس وقت تک مرنے والوں کی تعداد 1500 تھی۔ ہم نے کیمپ میں جانا چاہا، لیکن دیکھا کہ کیمپ لبنانی ٹینکوں کے گھیرے میں ہے۔ 10، 15 اسرائیلی ٹینک بھی واپس جاتے دکھائی دیئے۔

22 ستمبر 1982ء کو انٹرنیشنل ریڈ کراس کے مطابق مرنے والوں کی تعداد 2400 تک پہنچ گئی۔ مجھے اس بارے میں کوئی شبہ نہیں رہا تھا کہ یہ قتل عام اسرائیلیوں کی نگرانی میں ان کے آلہ کاروں یا ان کی اپنی فوج نے کیا۔ عیسائی ملیشیا کا حوالہ لبنانی اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی کوشش کے سوا کچھ نہ تھا۔ اس طرح لبنان کے مسلمانوں اور عیسائیوں میں کشیدگی کو بڑھاوا دیا جا سکتا تھا''۔

(حوالہ: اردو ڈائجسٹ اکتوبر 1992)

باب نمبر: 14
غزہ کے بجلی گھر اور ٹی وی اسٹیشن پر اسرائیلی حملہ

غزہ......! اسرائیل کی بربریت جاری ہے، انسانوں اور مکانات کے بعد فلسطینی اثاثوں کو بھی صہیونی فوج نے نشانہ بنانا شروع کر دیا ہے۔

ایک فضائی حملے میں اسرائیل نے غزہ کی پٹی کا اکلوتا بجلی گھر تباہ کر دیا ہے، جس کا اعلان بجلی کے حکام نے کر دیا۔

پاور اتھارٹی کے ڈپٹی چیئرمین فتحی الشیخ خلیل نے بتایا کہ اسرائیلی بمباری کے باعث بجلی گھر نے کام کرنا مکمل طور پر چھوڑ دیا، گولہ باری سے بجلی گھر کا جنریٹر سسٹم تباہ ہو گیا جبکہ بمباری کے نتیجے میں بجلی گھر کے آئل ڈپو میں آگ لگ گئی، جس کے بعد علاقے سے شعلے آسمان کی جانب اٹھتے ہوئے دیکھے گئے۔

غزہ کی بجلی گھر پر اسرائیلی بمباری کے بعد کے منظر

اسرائیلی بمباری کی وجہ سے شہری دفاع کا عملہ اور آگ بجھانے والی گاڑیاں متاثرہ علاقے تک نہیں پہنچ سکیں، جس سے سب کچھ جل کر خاک ہو گیا۔

الشیخ خلیل نے مزید بتایا کہ اسرائیل سے آنے والی سپلائی کی لائنز بھی گولا باری سے بری طرح متاثر ہوئی، 10 میں سے 5 مین لائنز تباہ ہو چکی ہیں۔

ان تباہ شدہ لائنز کی بحالی کے لئے عملے کو ان تک رسائی حاصل نہیں۔

یاد رہے کہ جزوی طور پر آپریشنل غزہ کے اکلوتے بجلی گھر سے 18 لاکھ اہالیان غزہ کو صرف 65 میگا واٹ بجلی ملتی ہے۔ علاقے کو 120 میگا واٹ بجلی اسرائیلی علاقوں سے ملتی ہے، جبکہ 22 میگا واٹ پاور مصر دیتا ہے۔

پاور اتھارٹی کی ویب سائٹ کے مطابق غزہ کی پٹی کے علاقے کی بجلی کی ضروریات 280 سے 320 میگا واٹ کے درمیان ہے۔

خدشہ ہے کہ غزہ کے رہائشی علاقوں کو اب ایک سال تک بجلی کی فراہمی نہیں ہو سکے گی۔ اس پاور پلانٹ سے غزہ کی دو تہائی توانائی کی ضروریات پوری ہوتی تھیں۔

اسرائیل نے غزہ میں حماس کے ترجمان ٹی وی چینل الاقصیٰ اور ریڈیو چینل کی عمارتوں کو بھی نشانہ بنایا۔ حماس کی جوابی کارروائی میں اب تک 53 فوجیوں سمیت مرنے والے اسرائیلیوں کی تعداد 56 ہو گئی ہے۔

غزہ کے ٹی وی اسٹیشن پر اسرائیلی حملہ کے بعد کا منظر

باب نمبر: 15
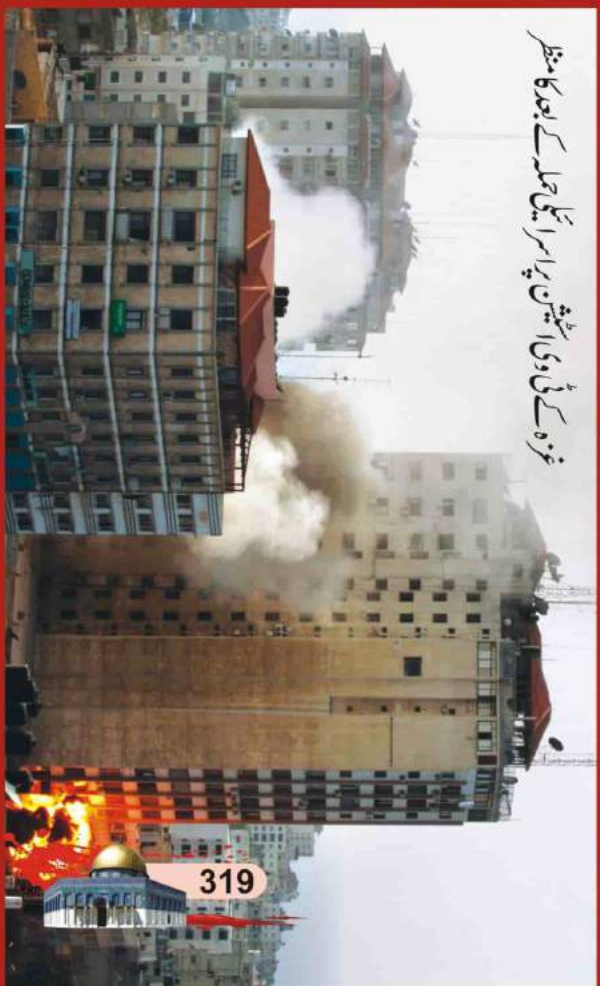
فلسطینیوں کی زراعت پر اسرائیلی حملہ

سبزیوں، پھلوں اور پھولوں کی فصلوں سمیت مویشی بانی۔ پولٹری اور فش فارمز کی صنعت کو 25 کروڑ ڈالر کا نقصان۔ اشیائے خورد و نوش کی قلت کے سبب قیمتیں آسمان کو چھو رہی ہیں۔ زراعت سے وابستہ ہزاروں خاندان فاقہ کشی پر مجبور۔ (اقوام متحدہ کی رپورٹ)

اقوام متحدہ کے ذیلی ادارے، ورلڈ فوڈ اینڈ ایگری کلچر آرگنائزیشن کی رپورٹ کے مطابق غزہ پر اسرائیلی بمباری میں جہاں فلسطینیوں کے جانی نقصان سمیت دیگر شعبہ زندگی متاثر ہوئے ہیں، وہیں اسرائیلی فوج نے غزہ کے اطراف تمام زرعی فارم ہاؤسز، کھیتوں اور باغات کو تباہ کر دیا ہے، جس کے نتیجہ میں فلسطینی زراعت، مویشی بانی اور ماہی پروری کی صنعت کو 25 کروڑ ڈالر کا نقصان ہوا ہے۔ فصلوں کی تباہی کے نتیجے میں غزہ اور ملحق علاقوں کو سبزیوں اور پھلوں کی فراہمی رک گئی ہے، جس کی وجہ سے ان اشیاء کی قیمتیں 200 فیصد سے 500 فیصد تک بڑھ گئی ہیں۔ جبکہ تباہ شدہ شعبوں سے منسلک ہزاروں فلسطینی خاندان فاقے سے دو چار ہو چکے ہیں۔ کروڑوں ڈالر مالیت کے زیتون، پھل، گلاب، سبزیوں کے فارم اور مچھلی و مویشی فارمز مکمل تباہی کا شکار ہو گئے۔

اسرائیل نے غزہ کی پولٹری فارمنگ کی صنعت بھی تباہ کر دی

مان نیوز کی رپورٹ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ اسرائیلی بمباری کے نتیجہ میں فلسطینیوں کی 17000 ایکڑ پر پھیلی زرعی فصلیں تباہ ہوئی ہیں۔ جبکہ اسرائیلی طیاروں نے غزہ اور رفح میں تمام گرین ہاؤسز، فش فارمز، باغات اور آبپاشی نظام کو بمباری کا نشانہ بنایا ہے۔ اسرائیلی ایجنسی کی رپورٹ میں مزید بتایا گیا ہے کہ غزہ کی پولٹری فارمنگ کی صنعت کا 50 فیصد حصہ اسرائیلی بمباری سے تباہ ہو چکا ہے اور باقی بچ جانے والی صنعت کو پانی اور مرغیوں کی فیڈ Feeds کی عدم فراہمی سے ناقابل تلافی نقصانات ہوئے ہیں۔

ایک مقامی پولٹری فارمر، شارق الرفاعی نے بتایا ہے کہ اسرائیلی بمباری کے بعد چوزوں کو خوارک، پانی اور ویکسین نہیں مل رہی، جس کے نتیجہ میں اس کے لاکھوں چوزے مر چکے ہیں۔ اور وہ اپنے سرمائے اور کاروبار کی تباہی کے بعد عملی طور پر سڑک پر آ گیا ہے۔

ایک فلسطینی خاتون زیتون کے درخت کو فوجیوں
سے بچانے کے لئے اس سے چمٹی ہوئی ہے

فلسطین کا رہنے والا شخص، اسرائیلی فوجوں کی طرف
سے زیتون کے کاٹے ہوئے درخت دکھا رہا ہے۔

جلائی ہوئی گندم کی بالیاں
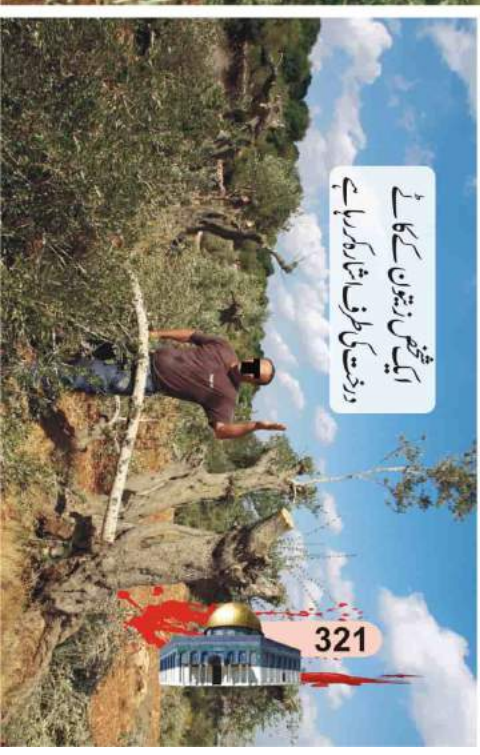
ایک شخص زیتون کے کاٹے
درخت کی طرف اشارہ کر رہا ہے

کیمیائی مواد کے ذریعے فلسطینیوں کی زیر کاشت 30 ایکڑ زمین تباہ کردی گئی

سالہا سال سے یہ افواہ گرم تھی کہ اسرائیل فلسطینیوں پر نامعلوم کیمیائی ہتھیاروں کا تجربہ کررہا ہے۔ لیکن اس افواہ کے خدوخال 12 فروری کو اس وقت کھل کر سامنے آئے جب اسرائیل نے فلسطینیوں کے خلاف اپنی 6 روزہ کیمیائی جنگ کی شروعات کی۔ اتفاق سے غزہ پٹی اور مغربی کنارے پر اس قسم کے پہلے ہی حملے کے دوران امریکی فلمساز جیمس لو ملے غزہ میں خان یونس کے مقام پر آپہنچے۔ دوپہر ہی سے انہوں نے مظلومین کی فلم بندی شروع کردی۔ ان کی کئی ایوارڈ یافتہ "غزہ اسٹرپ" نامی فلم میں اسرائیل کے ذریعے استعمال کئے گئے ان کیمیائی ہتھیاروں کی حقیقت سے پردہ اٹھایا گیا۔ 12 فروری کے بعد اس طرح کے حملے معمول بن گئے۔

گزشتہ 2 سالوں کے دوران اسرائیل نے فلسطینی شہریوں کے زیر کاشت 30 ایکڑ سے زائد رقبے کو کیمیائی مواد کے ذریعے تباہ کردیا ہے۔ مڈل ایسٹ اسٹڈی سینٹر کی رپورٹ کے مطابق سال 2002ء سے 2004ء تک اسرائیلی مقبوضہ علاقوں خصوصاً "المنہال" کے علاقے میں کیمیائی مواد پھینک کر لوگوں کی کھڑی فصلوں کو تباہ کیا گیا۔ اس علاقے کے اکثر شہری گندم اور چاول کاشت کرتے ہیں اور ان کی زمینوں کی پیداوار پر ان کا گزر اوقات ہوتا ہے، لیکن کیمیائی فاضل مادے کے مضر اثرات پھیلنے کی وجہ سے اب بڑے پیمانے پر زرعی زمینیں اور کھیت بنجر زمین میں تبدیل ہوچکے ہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ 7 مرتبہ قابض یہودیوں نے "راؤنڈ اپ"(Round up) نامی کیمیائی فاضل مادہ ٹرکوں کے ذریعے مختلف علاقوں میں پھینکا۔ اس کے علاوہ خصوصی طیاروں کے ذریعے بھی قابل کاشت زمینوں میں زہریلا کیمیائی مادہ ڈالا گیا جس کی وجہ سے شہریوں میں بڑے پیمانے پر تشویش پائی جاتی ہے۔ اسرائیل اس طرح آہستہ آہستہ فلسطینیوں کو ان کی ذاتی زرعی زمینوں سے بھی محروم کررہا ہے۔

(حوالہ فلسطین کب آزاد ہوگا؟ 104 تا ملخص شدہ 119)

باب نمبر:16

فلسطین کے کنوؤں میں زہریلا پانی ملانے اور باغات کو آگ لگانے کا انکشاف

مقبوضہ بیت المقدس میں 12 ہزار رہائشی بستیوں کی تعمیر کا منصوبہ اسرائیل کی گھناؤنی سازش ہے۔ جس کا مقصد اپنے ہم مذہبوں کو یہاں پر رہائش دینا ہے۔ فلسطینیوں کے گھر تباہ اور گاؤں ملیامیٹ کر دیے جاتے ہیں۔ اس میں اسرائیلی آرمی ان کی بھرپور مدد کر رہی ہے۔ کنوؤں اور پانی کے چشموں کو زہرآلود کر کے اور پھر انہیں دنیا میں دربدر کر کے اور فلسطینیوں کے گھروں پر قبضہ کر کے ہجرت پر مجبور کر دیا جاتا ہے۔

گزشتہ سال 2013ء کے دوران اسرائیلی فوج کی ریاستی دہشت گردی کے ساتھ ساتھ یہودیوں کی غنڈہ گردی عروج پر رہی۔ غاصب صہیونیوں کی جانب سے فلسطینیوں کے املاک اور ان کی قیمتی پھل دار درختوں کو بھی تلف کیا گیا۔ مغربی کنارے میں ایسے کئی واقعات پیش آچکے ہیں جن میں یہودی آبادکار باغات کو آگ لگا کر فرار ہو جاتے ہیں۔ ان باغات کو جلانے کا مقصد مسلمانوں کو نقصان پہنچانا اور کمزور کرنا ہے۔ کئی ہزار پھل دار درختوں کو یہودیوں نے جلا دیا اور زمین پر کیمیکل پھینک دیا، تاکہ یہ دوبارہ کاشت کے قابل نہ رہے۔

سال 2013ء میں نابلس میں فلسطینیوں کے قیمتی باغات کو اجاڑنے کے 24 بڑے واقعات پیش آئے۔ مجموعی طور پر اس شہر میں 5 ہزار سے زائد زیتون کے باغات کو جلا دیا گیا۔ اس کے بعد دوسرے نمبر پر بیت اللحم سب سے زیادہ صہیونی کارروائیوں سے متاثر ہوا، جہاں 1200 زیتون کے درخت جلا دیے گئے۔ تیسرے نمبر پر قلقیلیہ میں 600، الخلیل میں 468، القدس میں 350 اور رملہ میں زیتون کے 150 پھل دار درخت برباد کر دیئے گئے۔ غاصب صہیونیوں سے مسجد اقصیٰ بھی محفوظ نہیں۔

فلسطینی طلباء کا مستقبل تباہ کرنے کا یہودی منصوبہ

فلسطین کے مقبوضہ مغربی کنارے میں فلسطینی اتھارٹی کے سیکیورٹی اداروں اور صہیونی فوج نے طلباء کا جینا حرام کر رکھا ہے۔ صہیونی فوج اور رام اللہ سیکیورٹی حکام کی ملی بھگت سے فلسطینی طلباء کا مستقبل تاریک کرنے کی گھناؤنی سازش جاری ہے۔ انہوں نے گرفتاریوں اور انہیں جیلوں میں ہراساں کرنے کی باریاں لگا رکھی ہیں۔ رام اللہ پولیس کی جیل سے رہائی ملتے ہی طلباء کو صہیونی فوج دھر لیتی ہے۔ اسرائیلی عقوبت خانوں سے رہا ہونے والوں کو فلسطینی پولیس کی جانب سے اسی طرح کے سلوک کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

غزہ کے بے گھر مظلوم

موسم کی سختیوں نے ان کی زندگی دشوار کردی ہے

غزہ کے اسرائیلی بمباری کے نتیجے میں تباہ ہونے والے لاتعداد مکانات میں موسم سرما کی یخ بستہ ہوائیں گزرتی ہیں تو مکینوں کوان کی کاٹ دار تیزی سے بچنے کے لئے کوئی جائے اماں نہیں ملتی۔ برفیلے عذاب سے بچنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ ماں باپ بچوں کوایک ہی بستر پر جمع کرکے ان کے اردگرد بیٹھ جاتے ہیں اور ٹھنڈی ہوا کے تھپیڑوں سے انہیں محفوظ رکھنے کی مقدور بھر کوشش کرتے ہیں۔ ایسے میں اگر بارش بھی شروع ہوجائے تو چھتوں پر پڑنے والی دراڑوں سے پانی ٹپکنا شروع ہوجاتا ہے اوران مظلوموں کے مصائب دوچند ہوجاتے ہیں۔

50 روزتک جاری رہنے والی اسرائیلی بربریت کے نتیجے میں کم وبیش ایک لاکھ فلسطینی شہری بے گھر ہوچکے ہیں۔ غزہ کی انتظامیہ کے پاس ان لوگوں کو بھوک پیاس اورموسم کی سختیوں سے بچانے کے لئے مناسب وسائل میسر نہیں ہیں اور غیرملکی امداد کا تو ذکر ہی موقوف کہ ایک طویل عرصے سے اسرائیلی فوج نے غزہ کا محاصرہ کررکھا ہے۔

عارضی پناہ گزین کیمپوں اور کھنڈر مکانوں میں غزہ کے شہری زندگی کے بوجھ تلے دبے دکھائی دیتے ہیں۔ غزہ پراسرائیلی جارحیت اوراندھا دھند بمباری کے نتیجے میں 18 لاکھ آبادی والے اس شہر کی 30 فیصد رہائشی عمارات تباہ ہوچکی ہیں۔ اقوام متحدہ کی کوششوں سے اسرائیل جزوی طور پراس بات پرآمادہ ہوا تھا کہ غزہ میں تعمیرنو کا کام شروع کیا جائے۔ اس معاہدے کے تحت اسرائیل کے سیمنٹ بنانے والے نجی اداروں کی جانب سے سیمنٹ کی بوریوں سے لدے 28 ٹرک بھی غزہ پہنچے ہیں اورایسے سینکڑوں ٹرک درکار ہیں۔ اسرائیل اس تباہی کا ذمہ دار ہے اور تعمیرنو کے حوالے سے استعمال ہونے والے سامان کی سپلائی بھی 100 فیصد اسرائیل کے کنٹرول میں ہے۔ اسرائیلی فوج بہت تھوڑی مقدار میں سیمنٹ اور دیگر تعمیراتی سامان کو غزہ تک پہنچنے کی اجازت دیتی ہے۔ اس وقت اگر روزانہ 7000 ٹن سیمنٹ غزہ پہنچنا شروع ہوجائے تو تعمیرنو کا کام 3 برس میں مکمل ہوگا اوراب جس رفتار سے یہ سامان پہنچایا جارہا ہے اس کو دیکھتے ہوئے شاید ایک صدی تعمیر کے عمل کے لئے درکار ہوگی۔ زیادہ ترفلسطینی شہری سمجھتے ہیں کہ غزہ شہر کی تعمیرنو کا کام شاید کبھی پایہ تکمیل کونہیں پہنچے گا۔

غزہ کے جن ''خوش قسمت'' شہریوں کوعارضی ٹھکانے کے لئے لوہے کے کنٹینرز میسر آگئے انہیں سردیوں میں فریج میں رہنے اور گرمیوں میں تنور میں زندگی گزارنے کا تلخ تجربہ حاصل ہورہا ہے۔ موسم سرما کے آغاز میں ہونے والی بارشوں کا پانی ان کنٹینرز میں داخل ہونے کا ''لطف'' بھی یہ خانماں برباد اٹھا چکے ہیں۔ اس صورتحال سے بچنے کے لئے اقوام متحدہ کا ریلیف ورک ریت سے بھرے تھیلوں کی فراہمی تک محدود ہے اور یہی وہ بات ہے جس کو دیکھتے ہوئے اہل غزہ یہ سمجھنا شروع ہوگئے ہیں کہ ان کے گھر اب کبھی تعمیر نہیں ہوں گے۔

اسرائیل نے پہلے غزہ کا محاصرہ کیا، پھر اس پر اندھا دھند بمباری کرکے شہر کو ملیامیٹ کرکے رکھ دیا اوراس کے باوجود یہودی سمجھتے ہیں کہ وہ اس طرح اسرائیل کومحفوظ بنارہے ہیں۔ اسرائیل بزر جمہر کی یہ بات بھول چکے ہیں کہ تنگ جگہ پہ بہت زیادہ دباؤ پیدا کرنا ایک دھماکے کا باعث بنتا ہے اوردھماکے کے نتیجے میں تباہی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

اسرائیل نے ڈیم کا پانی چھوڑ کر غزہ کو ڈبو دیا

سفاک اسرائیلی حکام نے ڈیم کا پانی چھوڑ کر غزہ کو ڈبو دیا۔ اچانک پانی کا ریلا آنے سے ہزاروں فلسطینی بے گھر اور 50 افراد زخمی ہوگئے۔ ہفتے کی شب کی گئی اس آبی دہشت گردی میں اسرائیل نے ڈیم کے غزہ کے رخ پر بنائے گئے اسپل ویز کھول کر لاکھوں کیوسک پانی چھوڑ دیا تھا، جس نے غزہ کے شہریوں کو غرق کر دیا۔ لاکھوں فلسطینی باشندے شدید سردی میں ٹھنڈے پانی سے پریشانی کا شکار ہوگئے ہیں۔ جبکہ سینکڑوں بھیڑیں، گدھے، اونٹ اور دیگر جانور پانی میں ڈوب کر ہلاک ہوگئے ہیں۔ ان علاقوں میں 50 سے زیادہ پولٹری فارمز میں موجود 10 ہزار سے زیادہ مرغیاں بھی مرگئی ہیں۔ فلسطینی آن لائن جریدے ''الیکٹرونک انتفاضہ'' کی رپورٹ کے مطابق اسرائیل کی جانب سے آبی دہشت گردی کے نتیجے میں ہزاروں فلسطینی خاندانوں کا ضروری اسباب پانی میں بہہ گیا ہے اور غزہ کی گلیاں اور سڑکیں تالابوں کا منظر پیش کر رہی ہیں۔

معروف جریدے ''البوابہ'' نے بتایا ہے کہ اسرائیلی اتھارٹیز نے غزہ کی سرحد پر ڈیمز اس طرح تعمیر کئے ہیں کہ جب یہ بھر جائیں تو ان کے دروازے کھولنے سے پانی کا بہاؤ صرف غزہ کی جانب ہو۔ غزہ سول ڈیفنس ڈائریکٹوریٹ کے سربراہ محمد المدانا کا کہنا ہے کہ اسرائیل نے بغیر کسی اطلاع کے پانی چھوڑا ہے۔ ہفتے کی رات جب انہیں پانی چھوڑے جانے کی اطلاع ملی تو فوری طور پر امدادی کارروائیوں کا آغاز کیا گیا، لیکن پانی کی لہریں تین تین میٹر اونچی تھیں، جس کے نتیجے میں فلسطینی باشندوں کا کروڑوں کا نقصان ہوا اور الیکٹرونکس اشیاء سمیت دیگر قیمتی گھریلو سامان برباد ہوگیا۔ فلسطینی حکام کا کہنا ہے کہ گزشتہ سال اسرائیلی افواج کی بمباری کے نتیجے میں لاکھوں فلسطینی باشندے بے گھر ہوگئے تھے اور ان کا مال واسباب کھلے آسمان تلے یا خیموں میں موجود تھا۔ تاہم ہفتہ 22 فروری کو اسرائیل کی انتقامی کاروائی کے نتیجے میں فلسطینیوں کا بچا کھچا مال واسباب بھی پانی میں بہہ گیا ہے۔

فلسطینی سول ڈیفنس کے بریگیڈیئر جنرل سعید السعودی نے بعد ازاں عالمی خبر رساں اداروں کو بتایا ہے کہ فوری طور پر لاکھوں ڈالرز امداد کی ضرورت ہے اور پانی اترنے میں ایک ہفتہ لگ سکتا ہے۔ معروف خبر رساں ایجنسی ''الرائے'' نے لکھا ہے کہ اسرائیل کی جانب سے ڈیم کا پانی چھوڑ کر غزہ کو غرق کرنے کا یہ اقدام پہلا واقعہ نہیں ہے، ماضی میں بھی اسرائیلی حکام آبی دہشت گردی کرتے رہے ہیں، جس کی وجہ سے فلسطین کا بچہ بچہ یقین رکھتا ہے کہ اسرائیل جزیرہ عرب میں ایک دہشت گرد ریاست ہے، جو فلسطین کو صفحہ ہستی سے مٹا دینا چاہتا ہے۔

محاصرے کے سبب فلسطینی عمرہ کی سعادت سے محروم

صہیونی ریاست اسرائیل کی جارحیت سے تباہ حال غزہ پٹی کے محاصرین کے ساتھ مصری حکومت کی جانب سے سوتیلی ماں سے بھی بدتر سلوک کیا جارہا ہے۔ العربیہ کی رپورٹ کے مطابق غزہ پٹی کے مظلوم مسلمان اسرائیلی محاصرے کے باعث جہاں مناسب مقدار میں غذائی اجناس سے محروم ہیں، وہیں مصر کی سیکولر حکومت نے عمرہ ادائیگی کے لئے جانے کے راستے بھی ان پر بند کرر کھے ہیں۔ مصر نے سیکورٹی خدشات کو جواز بنا کر 24 اکتوبر سے غزہ کو بیرونی دنیا سے ملانے والی رفح کراسنگ بند کررکھی ہے۔ اس روز بارڈر کے قریبی قصبے ''رفح'' میں مصری فوجیوں پر تباہ کن حملہ کیا گیا تھا۔ اب غزہ کی پٹی سے متصل شہر کی بین الاقوامی گزرگاہ صرف مریضوں اور طلباء کے لئے وقفے وقفے سے کھولی جاتی ہے۔ تاہم یہ بھی مصری حکام کی مرضی پر منحصر ہے۔ قبل ازیں عمرہ زائرین کو یہاں سے جانے دیا جاتا تھا۔ غزہ پٹی میں چونکہ فضائی سفر کی سہولت نہیں، جبکہ اسرائیل کے سعودی عرب سے سفارتی تعلقات نہ ہونے کے باعث اسرائیلی شہروں سے بھی وہ سعودی عرب کا سفر نہیں کرسکتے۔ دوسری جانب حالیہ اسرائیلی جارحیت کے دوران غزہ کی بیشتر سرنگیں بھی تباہ ہوگئی ہیں۔ اس لئے مجبوراً فلسطینیوں کو مصر کے راستے حرمین شریفین کی زیارت کے لئے جانا پڑتا ہے۔

رپورٹ کے مطابق اکتوبر سے اب تک غزہ سے تعلق رکھنے والے تقریباً ساڑھے سات ہزار (7500) فرزندان توحید نے عمرہ ادائی کی غرض سے سعودی عرب کے سفر کی کوشش کی، مگر انہیں مصری حکام نے رفح کراسنگ عبور کرنے کی اجازت نہیں دی۔ رواں عمرہ سیزن میں مصری حکام نے غزہ کے باسیوں کے لئے صرف 4 دن اس کراسنگ کو کھلا رکھا۔ اس دوران تقریباً 450 عمرہ زائرین مصر کے راستے سعودی عرب روانہ ہوگئے۔ اس کے بعد روزانہ کئی عمرہ زائرین غزہ سے رفح بارڈر تک آتے ہیں، تاہم اجازت نہ ملنے پر واپس چلے جاتے ہیں۔

عمرہ ادائیگی کے لئے سفر کی اجازت کے منتظر غزہ کے 80 سالہ رہائشی فارس حایک کا کہنا ہے: ''مجھے ہر گھنٹے اجازت کا انتظار ہے۔ ہمیں دن ایک سال کی طرح محسوس ہوتا ہے''۔ غزہ کے عمرہ اور حج آپریٹر کا کاروبار کرنے والے ایک ٹریول ایجنٹ کا کہنا ہے کہ رفح کراسنگ کی مسلسل بندش سے ان کے کاروبار کو شدید دھچکا لگا ہے اور کراسنگ کی بندش کی وجہ سے غزہ کے ایجنٹ ہر ماہ تقریباً 14 لاکھ ڈالر کا نقصان اٹھا رہے ہیں۔ مصری سیکولر حکام نے اس وقت بھی رفح بارڈر بند کرکے سنگ دلی کا ثبوت دیا تھا۔ جب غزہ پر اسرائیل کی تباہ کن بمباری کے دوران کئی شدید زخمیوں کو یہاں لایا گیا تھا۔ واضح رہے کہ فلسطینی اپنے زخمیوں کو بارڈر کھولے جانے کے مصری اعلان کے بعد لے کر یہاں آئے تھے، تاہم مصری حکام نے چند گھنٹوں کے لئے گزرگاہ کھولنے کا ڈرامہ رچایا، لیکن اس دوران بھی صرف 7 زخمیوں کو بیرون ملک جانے کی اجازت دی گئی۔ ایمبولینسوں میں بیرون ملک علاج کے لئے لائے گئے زخمی کئی گھنٹے گاڑیوں میں تڑپتے رہے، جنہیں دوبارہ غزہ کے ہسپتالوں میں لے جایا گیا۔

(تحریر: ضیاء الرحمن چترالی)

غزہ کی تباہ عمارتیں فن کاروں کا کینوس بن گئیں

گزشتہ برس جولائی اور اگست 2014ء میں غزہ پر اسرائیلی حملوں کے نتیجے میں ہزاروں رہائشی مکانات، درجنوں اسکولوں اور ہسپتالوں سمیت محصور شہر کا بنیادی انفرااسٹرکچر تباہ ہوگیا تھا۔ اقوام متحدہ کی یقین دہانیوں اور عالمی ڈونر کے اعلانات کے باوجود 6 ماہ بعد بھی غزہ کی تعمیر نو کا کام شروع نہیں کیا جاسکا۔ جس کے بعد عالمی برادری سے مایوس اہالیانِ غزہ نے اپنے تباہ شدہ مکانات اوران کے ملبے کو مختلف رنگوں سے مزین کر کے ان پر خوبصورت اور بامعنی الفاظ لکھنا شروع کردیئے۔

لوگوں کا کہنا ہے کہ ہم اس قابل تو نہیں ہیں کہ اپنے ہم وطنوں کے گھر کو دوبارہ تعمیر کرسکیں، لیکن ہم سے جو ہوسکتا ہے وہ ہم کر رہے ہیں۔ اس مہم کا مقصد عالمی برادری کی توجہ تباہ حال غزہ کی تعمیر نو کی طرف مبذول کرانا ہے۔ واضح رہے کہ گزشتہ برس اسرائیلی بمباری سے غزہ میں بڑے پیانے پر رہائشی مکانات تباہ ہوگئے تھے، جن کی تعداد 40 ہزار تک بتائی جاتی ہے۔ غزہ کی تعمیر نو کے لئے کئی ممالک خطیر رقم کا اعلان کر چکے ہیں۔ تاہم عملی طور پر اب تک غزہ میں کوئی منصوبہ شروع نہیں کیا جاسکا ہے۔ گزشتہ برس غزہ کی تعمیر نو کے لئے مصر میں ہونے والی عالمی ڈونر کانفرنس میں فلسطینی حکام نے اپیل کی تھی کہ انہیں اسرائیل کے ہاتھوں ہونے والی تباہی سے نمٹنے کے لئے 4 ارب ڈالر درکار ہیں۔ کانفرنس میں شریک 30 عالمی نمائندوں نے غزہ پٹی کی تعمیر نو کے لئے 5 ارب 40 کروڑ ڈالرز کی رقم دینے کا وعدہ کیا۔ اس جنگ کے دوران غزہ کے کم از کم ایک لاکھ رہائشی بے گھر ہوگئے تھے اور علاقے کی زیادہ تر سرکاری عمارتیں اور دیگر سہولیات تباہ ہوگئی تھیں، جبکہ 21 سو سے زائد افراد شہید اور ہزاروں زخمی ہوئے تھے۔

واضح رہے کہ گزشتہ 6 سال کے دوران اسرائیل، غزہ پر 3 جنگیں مسلط کر چکا ہے۔ رپورٹ کے مطابق بے گھر فلسطینی سردی کے باعث انتہائی مشکلات کا شکار ہیں۔ مگر عالمی برادری اعلانات اور وعدوں کے باوجود عملاً ان کے لئے کچھ کرنے کو تیار نظر نہیں آتی۔ اس لئے اب غزہ آرٹسٹ اور شعرا اپنے بے گھر ہم وطنوں کی دلجوئی کے لئے میدان میں اتر آئے ہیں۔ وہ عمارتوں کے ملبوں کو رنگوں سے مزین کرنے کے بعد ایسے اشعار اور جملے بھی لکھتے ہیں جن سے مشکلات کا شکار بے گھر افراد کو تسلی ملتی ہے اور انہیں اطمینان دلایا جاتا ہے کہ مشکل وقت بھی گزر جائے گا۔

باب نمبر: 17

فلسطینیوں کی قبرستان میں عید......!

2008ء کا اسرائیلی حملہ

لہو میں نہائے ہوئے اور زخموں میں چوُر ہر سو فلسطینیوں کے جنازے اُٹھ رہے ہیں۔ اسرائیل کو یہ بھی گوارا نہیں کہ فلسطینیوں کے جنازوں کو کندھا دینے والا کوئی باقی رہے۔ اس سفاکی کی ایک جھلک جنین کیمپ میں ہونے والی خون کی ہولی سے دیکھی جا سکتی ہے۔

دنیا میں موجود تمام مذاہب کے اپنے تہوار ہیں، جن کو وہ مناتے ہیں۔ جب مذہب کا تہوار منایا جا رہا ہوتا ہے، باقی مذاہب کے لوگ اس کا احترام کرتے ہیں۔ مگر فلسطین میں عید الفطر کی رات اور اس دن جو گھناؤنا کھیل صہیونیوں نے کھیلا، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ صہیونیوں کا تعلق کسی مذہب سے نہیں ہے اور نہ ہی ان کا اخلاق سے دور کا واسطہ ہے۔

رمضان المبارک میں بھی ''اسرائیلی'' فوجی سحری اور افطاری کے وقت فلسطینی بستیوں پر حملے کرتے اور مسلمانوں کے خون کو بہاتے رہے، مگر جو کارروائی چاند رات کو ''اسرائیلی'' سفاک فوجیوں نے فلسطینیوں کے ساتھ کی، وہ نازیوں سے چار گنا بڑھ کر تھی۔

''اسرائیل'' کے وزیراعظم شیرون کی صدارت میں رمضان المبارک میں ایک اہم میٹنگ ہوئی، جس میں ''اسرائیل'' کے وزیر دفاع شاول موفاذ اور چیف آف آرمی اسٹاف جنرل موشے یعلون شریک تھے۔ یہ اس میٹنگ میں طے ہوا کہ چاند رات کو جو بھی فلسطینی عید کا چاند دیکھنے اپنے گھر کی چھت پر جائے تو وہ زندہ واپس نہ جائے۔ دوم یہ طے ہوا کہ فلسطینی نماز عید کی جگہ نماز جنازہ ادا کریں۔ ہر گلی اور بستی میں لاشیں گرنی چاہئیں، تاکہ ان کو خوشی کا موقع نہ مل سکے۔

عیدگاہ میں جنازے

فلسطین میں انسانی حقوق کی تنظیم ''لاء'' کے کچھ نوجوانوں نے فلسطین انفارمیشن سینٹر کو بتایا کہ آج فلسطین میں عید فلسطینیوں نے قبرستان میں گزاری ہے۔ عید گاہوں میں لوگ نماز عید کے ساتھ اپنے عزیزوں کی نماز جنازہ ادا کرتے رہے۔ انہوں نے کہا کہ ہر عید گاہ میں **3** جنازے کم از کم موجود تھے۔ بڑی عید گاہوں میں جنازوں کی تعداد زیادہ تھی۔ نماز جنازہ سے فارغ ہونے کے بعد یہ لوگ قبرستان کی طرف روانہ ہوگئے جہاں وہ اپنے عزیزوں کی قبریں کھود رہے تھے۔

فلسطینی تنظیم ''لاء'' کے صحافی کمال شات نے کہا کہ جب میں قبرستان پہنچا تو وہاں فلسطینیوں کا ایک سیل رواں امڈ آیا تھا۔ لوگ اپنے عزیزوں کی قبروں پر بیٹھ کر آنسو بہا رہے تھے، دعائیں کر رہے تھے۔ اس موقع پر عجیب منظر تھا، جب بہنیں اپنے جوان بھائیوں کی قبروں پر کھڑی ہو کر رقت آمیز انداز سے یہ سوال کرتی کہ تم ہمارے ساتھ عید کب مناؤ گے؟ جب یہ درد حدوں کو چھوتا تو ان کی زبان سے یہ الفاظ نکلتے:

''اے اللہ! ہمیں اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں یا ہمارے لیے کوئی مددگار بھیج۔''

کمال شات کے سروے کے مطابق اس وقت پورے فلسطین میں کوئی گھر ایسا نہیں ہے جو متاثر نہ ہوا ہو۔ بعض گھروں کے **4،4** شہید اور باقی گرفتار ہیں۔

میں کیسے عید مناؤں؟

کمال لکھتا ہے کہ عید کے روز فلسطین میں مکمل طور پر غم اور ہر طرف ہو کا عالم تھا۔ وہ کہتا ہے کہ قبرستان سے نکلنے کے بعد جب میں جیلوں کی طرف بڑھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ لائنوں میں لگی ہوئی بوڑھی مائیں اپنے بچوں سے ملاقات کے لیے بے تاب ہیں۔ ان کے آنسو خشک ہو چکے ہیں۔ جب میں نے ان سے پوچھا کہ آپ یہاں کب سے کھڑی ہیں؟

تو مائی فاطمہ نے کہا کہ نماز فجر ادا کرنے کے بعد میں اپنے بچے سے ملنے کے لیے آ گئی کہ شاید ظالم صہیونی فوجی مجھے بتا دیں کہ میرا بچہ کہاں ہے اور شاید ان کے دل میں رحم آ جائے اور وہ مجھے اس دن اپنے بچے سے ملا دیں، نماز فجر سے لائن میں کھڑی **60** سالہ مائی کہتی ہے کہ ابھی **11** بجنے والے ہیں، مگر ایک فرد کو بھی نہ کسی سے ملایا ہے اور نہ ہی بتایا ہے کہ ان کا بچہ کس خانے میں ہے۔ میں کیسے واپس جاؤں؟ میں کیسے عید مناؤں؟ میرا بچہ کہاں ہے؟

کمال شات لکھتا ہے کہ اسی دوران وہاں کھڑی ایک **8** سالہ بچی سے میری ملاقات ہوئی۔ اس سے میں نے پوچھا کہ تم کیوں یہاں آئی ہو؟

تو اس نے کہا کہ میرے ابو میرے لیے کپڑے اور جوتے لینے بازار گئے تھے، ان کو رمضان کے پہلے ہفتے میں بازار سے فوجیوں نے گرفتار کر لیا تھا۔ ابھی تک ان کا کوئی پتہ نہیں ہے کہ وہ کہاں ہیں؟ اور میری امی دیکھتی رہیں، مگر ان کا کوئی پتہ نہ چلا۔ اب صبح عید تھی، ہمارے پاس کپڑے بھی نہیں تھے، میں اپنے ابو سے ملنے کے لیے آئی ہوں، مگر ابھی تک میرے ابو مجھے نہیں ملے ہیں۔ میں ان سے آج ملے بغیر نہیں جاؤں گی۔ اس معصوم بچی کو کیا پتہ ہے کہ صہیونی اس کو کبھی اپنے ابو سے ملنے نہیں دیں گے۔

کمال لکھتا ہے کہ میں خفیہ طور پر وہاں پہنچا تھا ،اس لیے میں نے وہاں سے جلد ہی نکلنا مناسب سمجھا،مگر شام کو میں اس بوڑھی خاتون کے گھر گیا،تو اس سے پوچھا کہ آپ کو اپنے بیٹے سے ملنے دیا گیا تھا کہ نہیں؟ تو اس نے مجھے زخم دکھاتے ہوئے کہا کہ آپ کے آنے کے بعد تھوڑی دیر ہی میں پولیس نے لاٹھی چارج کردی اور تمام خواتین کو مار کر وہاں سے بھگا دیا۔ یہ زخم مجھے بھی آئے ہیں،مگر مجھے امید ہے کہ ان زخموں سے نکلنے والا خون ضرور رنگ لائے گا اور میرے بچے سمیت ہزاروں ماؤں کے بچے ''اسرائیلی'' جیلوں سے آزاد ہوں گے، نہ صرف جیلوں سے آزاد ہوں گے بلکہ فلسطین بھی آزاد ہوگا۔ اس وقت فلسطین ایک بڑی جیل ہے جس میں فلسطینیوں کو قید کردیا گیا ہے اور ان قیدی فلسطینیوں نے اپنی عید قبرستان میں گزاری ہے۔ بوڑھی ماں نے کہا کہ جلد ہم آزاد فضاؤں میں عید کا تہوار منائیں گے؟ مگر وہ لوگ جو مذہب کے علم بردار ہیں، وہ آج کیوں خاموش ہیں؟

اور جو امن کی باتیں کر رہے ہیں ان کی زبانوں پر آج تالے کیوں لگے ہوئے ہیں؟ ''اسرائیل'' نے فلسطین پر قبضہ برقرار رکھنے کے لیے ہزاروں لوگوں کا خون کیا ہے اور ابھی کر رہا ہے تو اس کے خلاف دنیا بولتی کیوں نہیں ہے؟ کیا ان کا قصور یہ ہے کہ وہ فلسطینی ہیں اور پھر وہ مسلمان ہیں۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر ''اسرائیل'' کی سفاکیت کو کب روکا جائیگا؟

غزہ کے مسلمانوں کی عید قبرستان میں گزر گئی

باب نمبر: 18
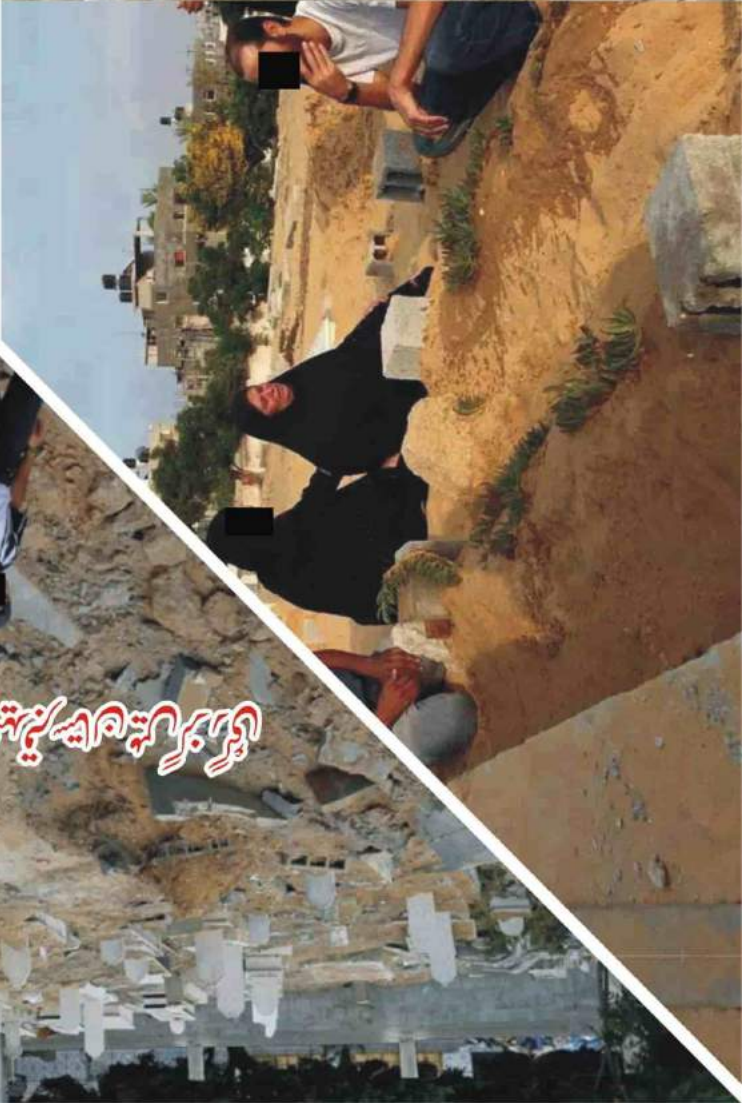
اسرائیل کے ناکارہ بم فلسطینیوں کے لئے تحفہ

عید کے پرمست موقع پر عزیز و اقارب اور دوست احباب کو تحائف دینے کا رواج تمام مسلم معاشروں میں عام ہے۔ بقر عید میں آنے والے مہمانوں کو عموماً قربانی کے گوشت کا ہدیہ پیش کیا جاتا ہے، لیکن اسرائیلی جارحیت کا شکار غزہ کے بیشتر باسی اس سال عید الاضحیٰ کے موقع پر جانوروں کی قربانی تو نہ کر سکے، تاہم انہوں نے صہیونی فوج کی جانب سے غزہ پر گرائے گئے ناکارہ بموں کی تزئین و آرائش کے بعد انہیں "عید گفٹ" کے طور پر استعمال کیا۔

غزہ کے نوجوان ان ناکارہ بموں اور میزائیلوں پر خوبصورت الفاظ درج کر کے انہیں مہمانوں کو پیش کرتے رہے۔ غزہ کے مختلف چوک، چوراہوں پر یہ منفرد عید گفٹ فروخت ہوتے رہے۔ دوسری جانب اسرائیلی فوج نے 7 برس بعد پہلی مرتبہ غزہ کے باشندوں کو مسجد اقصیٰ میں نماز عید ادا کرنے کی اجازت دی، جس پر غزہ میں خوشی منائی جا رہی ہے۔

معروف خبر رساں ادارے الجزیرہ کی رپورٹ کے مطابق اسرائیلی بمباری سے تباہ حال غزہ میں رواں برس عید الاضحیٰ کے موقع پر منفرد انداز کے "عید گفٹ" تقسیم کئے جاتے رہے۔

غزہ کے نوجوانوں نے اپنے مہمان خانوں کو اسرائیلی فوج کی جانب سے گرائے جانے والے ناکارہ بموں اور میزائلوں سے مزین کر رکھا ہے۔ ان ناکارہ بموں اور میزائلوں کے اوپر مختلف رنگوں سے نقش و نگار بنائے گئے ہیں۔ فلسطینی نوجوانوں نے ان بموں اور میزائلوں کو اسرائیل کی جانب سے پھول قرار دے کر انہیں اپنے گھروں میں سجا رکھا ہے۔ عید کے پرمسرت موقع پر آنے والے مہمانوں کو قربانی کے گوشت کے بجائے یہی "گفٹ" پیش کئے جاتے رہے۔ الجزیرہ کے نمائندے نے ایسے ہی کئی نوجوانوں کے مہمان خانوں کا دورہ کیا۔